آخری صلیبی جنگ (حصہ چہارم)

THE LAST CRUSADE - THEORY & PRACTICE

PROTOCOLS IN

از

عبدالرشید ارشد

فون : 0454-720401

النور ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

جوہر پریس بلڈنگ جوہر آباد

آخری صلیبی جنگ
(حصہ چہارم)

THE LAST CRUSADE - THEORY & PRACTICE

PROTOCOLS IN THEORY & PRACTICE

از

عبدالرشید ارشد

النور ٹرسٹ (رجسٹرڈ)
جوہر پریس بلڈنگ جوہر آباد
فون : 0454-720401

بسم الله الرحمن الرحیم
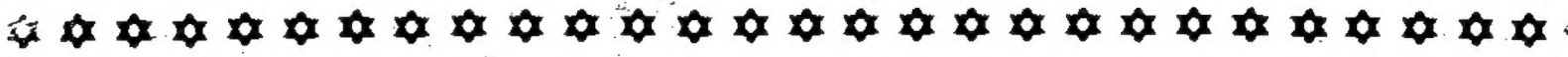
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

صدی کے صاحبِ بصیرت بیٹوں

علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبالؒ قائداعظم محمد علی جناحؒ

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ حسن البنا شہیدؒ

اور سید قطبؒ

کے نام

جنہوں نے عرب و عجم میں اسلام کی نشاۃ جدیدہ

کے لئے

اپنی زندگی کا ہر لمحہ وقف رکھا

اور

جن کی فکر نے، جو قرآن و سنت ہی کی فکر ہے،

مجھ ناچیز کو اس قابل بنایا کہ میں، یہود و نصاریٰ کی برپا کردہ

"آخری صلیبی جنگ" کے مختلف محاذوں

سے اپنی قوم کو آگاہ کر سکا اور ہر محاذ پر مقدور بھر قلمی جہاد جاری رکھ سکا

اب یہ قوم کا مقدر ہے کہ وہ حال سے سبق سیکھ کر مستقبل سنوارنے کی فکر کرتی ہے

یا..................

عبدالرشید ارشد

جملہ حقوق بحق النور ٹرسٹ محفوظ

نام کتاب: آخری صلیبی جنگ (حصہ چہارم)

مصنف: عبدالرشید ارشد

کمپوزنگ: قاسم حمید حامد

ٹائیٹل: بشکریہ ہفت روزہ "ضرب مومن"

ناشر: النور ٹرسٹ (رجسٹرڈ) جوہر آباد، 41200

فون نمبر: 0454-720401

طابع: میاں عبداللطیف، جوہر پریس جوہر آباد، 41200

فون نمبر: 0454-722130

قیمت: -/100 روپے

☆......☆......☆

آئینہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

ڈاکٹر زاہد اشرف
(پی۔ایچ۔ڈی)

حق و باطل کے درمیان آویزش ازل سے جاری ہے اور ابد تک رہے گی۔ قانونِ فطرت کے تحت اس آویزش میں کہیں اہلِ حق، فتح و کامرانی کے سزاوار بنتے ہیں، تو بعض اوقات باطل کے علمبردار ظاہری و عارضی فتح کے نشے میں چور ''انا ولا غیری'' کا ڈنکا بجاتے دکھائی دیتے ہیں۔ اگر اس ظاہری و عارضی فتح کو کوئی فرعون صفت اپنی ذہانت و فطانت اور اپنی منصوبہ بندی کا شاہکار قرار دینے لگے تو اس کے غرور و تکبر کو ماپنے کے تمام پیمانے ناکارہ ہو جاتے ہیں۔ تب وہ We will not fail, We will not falter اور We will prevail کے دعوؤں کے ساتھ اپنی الوھیت کے ڈنکے بجانے لگتا ہے۔ آج کے عالمِ انسانیت کا ایسے ہی ایک فرعون سے پالا پڑا ہوا ہے۔

اسی فرعون نے نئی صلیبی جنگوں کے آغاز کا نعرہ بلند کیا، جس کے ساتھ ہی حق و باطل کی آویزش عصرِ حاضر کے سنگین ترین دور میں داخل ہو گئی۔ اس صلیبی جنگ کے ان گنت زاویے ہیں اور لاتعداد محاذ۔ منافقت کی زرق برق پوشاک میں ملبوس، سپر ٹیکنالوجی کی چادر تانے ہوئے عہدِ نو کی صلیبیت، صیہونیت کے خمیر میں گوندھی ہوئی ہے۔ وہی صیہونیت جس کے عناصر ترکیبی مکاری و عیاری اور دسیسہ کاری قرار پاتے ہیں۔ ظلم و ناانصافی، جبر و تشدد اور قتل و غارت گری سے جس کے تانے بانے وجود پذیر ہوتے ہیں اور عالمی تسلط کے خواب کی تعبیر پانے کے لئے اخلاقی حدود کی پامالی سے جس کا تشخص قائم ہوتا ہے۔ اسی صیہونیت نے

آج پوری دنیا کا سکون غارت کر رکھا ہے۔ ظلم و غارتگری کو فروغ دے کر امن و امان سے محرومی کو آج کے انسان کا مقدر بنا دیا ہے۔ صیہونی دجالیت کے لبادے میں مستور صلیبیت آج جگہ جگہ خون کی ندیاں بہا رہی ہے' آگ کی بارش برسا رہی ہے' بے گناہوں کا قتلِ عام کر رہی ہے' معصوموں کی زندگیوں سے کھیل رہی ہے' عفت مآب خواتین کے مقدس آنچل تار تار کر رہی ہے' نوخیز کونپلوں کو وحشیانہ انداز میں مسل رہی ہے اور سفید بالوں کی حرمت کو پامال کر رہی ہے' صیہونیت اور صلیبیت کے قابلِ نفریں اتحاد نے اشتراکیت اور برہمیت کے جلو میں آج ہر سو دہشت و وحشت کے مہیب ماحول کو جنم دے کر زندگی کی رعنائیاں چھین لی ہیں' جیتے جاگتے انسانوں کو بنیادی حقوق سے محروم کر کے نخلستانِ امید کو بھسم کر دیا ہے' انہیں بند گلی میں دھکیل کر ان کے زندہ وجودوں پر موت کے سنگین پہرے بٹھا دیئے ہیں اور روشنی کی ہر کرن کی راہ مسدود کر کے ظلمتوں کی بے رحم حکمرانی ان پر مسلط کر دی ہے۔

صیہونیت و صلیبیت نے بے خدا تہذیب کے ذریعے فکری و نظری بنیادوں کو منہدم کرنے کا عمل بڑی برق رفتاری سے شروع کر رکھا ہے۔ اس تہذیبی جنگ میں تمام تر عسکری' اقتصادی' اجتماعی' انفرادی' انسانی اور ابلاغی وسائل کو جھونک دیا گیا ہے۔ امت مسلمہ کو اس کے اپنے دین سے برگشتہ کرنے کے لئے ترغیب و ترہیب کے سارے انداز اپنائے جا رہے ہیں۔ اسلامی غیرت و حمیت کو دہشت گردی اور انتہا پسندی کا لبادہ اوڑھا دیا گیا ہے۔ بنیاد پرستی کے طعنوں کی یلغار کے ذریعے اسے ناقابلِ ترمیم و تنسیخ الٰہی قوانین و احکامات کی حتمیت اور قطعیت سے انکار کا درس دیا جا رہا ہے۔ اقتصادی خوشحالی پر دین و ایمان' غیرت و حمیت اور عزت و آبرو سبھی کچھ قربان کر دینے کا سبق پڑھایا جا رہا ہے۔ شخصی آزادی اور حقوقِ نسواں کے نام پر اسلام کے عائلی نظام اور مسلم معاشروں کی یکجہتی کو تہہ و بالا کیا جا رہا ہے۔ نسلِ نو کی خود اعتمادی اور جراتِ اظہار کے پردے میں باہمی احترام و مودت کے ہر مظہر کو ملیامیٹ کر دینے کی کاوشیں برق رفتاری سے کی جا رہی ہیں۔ جنسی آزادی کے تصور کو راسخ کرتے ہوئے

اباحیت اور فحاشی کو مسلم معاشروں کا چلن بنایا جا رہا ہے۔ بہبود آبادی کی آڑ میں نظامِ عفت و عصمت کو تار تار کیا جا رہا ہے۔

ان سنگین احوال میں امت مسلمہ من حیث المجموع اور اس کی تقریباً سبھی قیادتیں اپنے حال و مستقبل سے بے گانہ نظر آتی ہیں۔ بیگانگی کئی ایک مقامات پر تو صیہونیت وصلیبیت کی محبت میں لتھڑی ہوئی دکھلائی دیتی ہے' کبھی افغانستان کے محاذ پر تو کبھی عراق کے ریگزاروں میں' کہیں فکری و نظری محاذ پر تو کبھی مراکزِ علم و ادب میں۔ ایوانہائے اقتدار پر صلیبی جنگ کے آغاز کاروں کے فکری و عملی تسلط نے اب خود مسلم ممالک کو لاتعداد دیکھے اور ان دیکھے ہولناک خطرات سے دوچار کر دیا ہے۔ دہشت گردی کے خاتمے کے نام پر جسموں اور روحوں کو کچلا جا رہا ہے' وہ جوانانِ رعنا' جو امت کا اثاثہ تھے' انہیں گوانتانامو بے کے پنجروں میں مقید کر دیا گیا ہے۔ انہیں صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے صیہونیت وصلیبیت کے علمبرداروں کے ساتھ ساتھ ہم بھی لاجسٹک سپورٹ کے نام پر اس "کارِخیر" میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں اور خودکش حملوں کی صورت میں اپنے معاشروں کو اس کے ثمرات سے بہرہ ور کر رہے ہیں۔ ایسا صرف اس لئے ہو رہا ہے کہ ہم یا تو صیہونیت وصلیبیت کے اصل عزائم سے بے بہرہ ور ہیں' یا قوتِ ایمانی سے محرومی نے ہمیں وھن کے مرض میں مبتلا کر دیا ہے' یا پھر ہماری ذہنی و فکری کجی نے ہمیں محدود مفادات کا کچھ ایسا اسیر بنا دیا ہے کہ امت کی وحدت و اجتماعیت اور اس کے نفع و نقصان سے ہمیں کوئی سروکار ہی نہیں رہا۔

لائق ستائش ہیں وہ ہستیاں جو امت کو اس کے دشمنوں کے عزائم سے باخبر رکھنے کی جدوجہد میں مصروف رہتی ہیں۔ یہی شخصیات' حساس دل کی مالک ہوتی ہیں اور ان کی سوچ کے بہتے دھارے ہی دبیز ظلمتوں کو چاک کرتے ہوئے نور کی کرنیں بکھیرتے ہیں۔ جناب عبدالرشید ارشد ایسی شخصیات میں امتیازی مقام کے حامل ہیں۔ اسلام سے ان کی غیر متزلزل شعوری وابستگی اور ملت اسلامیہ سے ان کی بے پایاں محبت نے انہیں مقاماتِ آہ و فغاں سے

شناسائی کی صلاحیت سے بہرہ ور بھی کیا ہے اور درد انگیز لمحات کے تجزیہ اور اصلاحِ احوال کی استعداد کا حامل بھی۔ امت پر ٹوٹنے والے مصائب پر ان کا دل زخموں سے چور ہونے کے باوجود مایوسی کے سمندر میں ڈبکیاں لگانے کی بجائے ایمان واعتقاد کے تناظر میں امیدوں کے گلاب کھلاتا نظر آتا ہے۔ نئی صلیبی جنگوں کا ہولناک سلسلہ ان کے جذبوں کی حدت کو کچھ اور بڑھاتا' اور روشن مستقبل کی امنگوں کو کچھ اور توانائی بخشتا دکھلائی دیتا ہے۔ صیہونیت اور صلیبیت کے خفیہ منصوبوں اور بھیانک عزائم سے پردہ اٹھاتے ہوئے وہ نہ خود خوف کا شکار ہوتے ہیں اور نہ ہی دھن کا مرض ان کے اردگرد کہیں منڈلاتے ہوئے ان کے پائے استقلال میں لغزش پیدا کرتا محسوس ہوتا ہے۔ بصیرت و بصارت سے مزین ان کی تحریر' بحر ظلمات سے منابع نور تک راہیں سجھاتی ہوئی نظر آتی ہے۔ ''آخری صلیبی جنگ'' کے پہلے تینوں حصے ان خوبیوں کے ساتھ ساتھ مدلل تحقیق کا قابلِ رشک معیار لئے ہوئے ہیں۔ زیر نظر چوتھا حصہ بھی انہی صفات کا مرقع ہے۔ فاضل مصنف نے سلامت و روانی کے ساتھ اپنے نقطہ نظر اور زاویہ فکر کی ترجمانی کرتے ہوئے حقیقی دہشت گردوں کے اوڑھے ہوئے دبیز پردوں کو چاک کیا ہے' امت مسلمہ اور اس کے حکمرانوں کو اصل حقائق سے روشناس کرانے کی کامیاب مخلصانہ کوشش کی ہے اور تہہ در تہہ جھوٹ کے بے رحم تسلط کے عہد میں صداقتوں کی ترجمانی اور امانت کا حق ادا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس قابلِ قدر کاوش کو قبولیتِ عامہ سے نوازیں اور اخروی سعادتوں کا ضامن بنائیں۔ اللہ کرے کہ امت مسلمہ کے حکمرانوں پر بھی اصل حقیقت منکشف ہو' وہ امہ کے حقیقی دشمنوں کو پہچانیں' صیہونیت و صلیبیت کی مکاریوں اور عیاریوں سے باخبر ہوں اور امہ کی بقا اور اس کے اجتماعی مفادات کے تحفظ کے لئے نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر یک جان و یک قالب ہونے کا ٹھوس ثبوت فراہم کریں۔ بلاشبہ کامیابی و کامرانی کی یہی اکلوتی راہ ہے۔ اس پر چل کر ہی نئی صلیبی جنگوں میں سرخروئی ہمارا مقدر بن سکتی ہے' ان شاء اللہ العزیز۔

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

اگر چہ تقریظ لکھنے کا مطالبہ کرنے والا، تقریظ لکھنے والے کو عزت دیتا ہے مگر یہ عزت لینے والے کا امتحان بھی ہوتا ہے کہ وہ زیر نظر کتاب کے متعلق ہر مبالغہ سے پاک اپنی رائے کا اظہار کرے یا عزت دینے والے کی عزت کا لحاظ رکھے۔ اسی دوراہے پر میں بھی ہوں۔

آخری صلیبی جنگ کے تین حصے اب تک طبع ہو کر ملک کے طول و عرض میں پھیلنے کے ساتھ ساتھ ملکی اور کم و بیش سبھی جامعات کی لائبریریوں میں پہنچ چکے ہیں جن سے عملاً استفادہ کی بعض شہادتیں بھی سامنے آئی ہیں۔ اخباری تبصروں میں مصنف کی اس علمی تحقیقی کاوش کو سراہا گیا ہے جب کہ بعض حضرات نے مصنف کے کام کو آگے بھی بڑھایا ہے۔

آخری صلیبی جنگ کے پہلے دو حصوں میں یہود و نصاریٰ کے جن محاذوں کا ذکر کر کے اہل وطن کو بالخصوص اور امت مسلمہ کو بالعموم جگانے کی کوشش مصنف نے کی تھی اور ان حصوں میں جن اندیشوں کا ذکر کیا تھا وہ بالآخر افغانستان اور عراق کی تباہی تک پہنچ گئے مگر سویا ہوا مسلمان خوابِ غفلت سے جاگنے پر آمادہ نہ ہوا۔

آخری صلیبی جنگ کا حصہ سوم افغانستان پر یلغار کے حوالے سے ہے جس کے لئے یہود و نصاریٰ نے 11 ستمبر کو ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر خود ساختہ حملوں سے جواز فراہم کیا اسی طرح بعد میں عراق پر بار بار مہلک ہتھیاروں کی موجودگی کا الزام لگتا رہا جو آج تک پایہ ثبوت کو نہ پہنچ سکا اور تازہ ترین خبروں کے مطابق اب امریکی سینٹ کی کمیٹی CIA سے ان جھوٹی رپورٹوں کے ثبوت طلب کر رہی ہے۔

11 ستمبر کو ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر جہاز ٹکرائے اور وہ زمین بوس ہوگئے۔ 13 ستمبر کو آخری صلیبی جنگ کے مصنف نے امریکی سفیر اور مسلم ممالک کے سفراء کے نام خطوط لکھے کہ یہ کارنامہ اسرائیلی ''موساد'' کے علاوہ دنیا کی کوئی ایجنسی کر ہی نہیں سکتی اور اس میں یقیناً امریکی ایجنسیوں کی ملی بھگت شامل ہے جو بعد میں ثابت بھی ہوگیا۔ یہ خطوط اور دلائل کے ساتھ اس عنوان پر دیگر مواد تیسرے حصے میں ریکارڈ ہے' جو مصنف کی' حالات پر گہری نظر خصوصاً یہودی سازشوں کے ادراک کا بین ثبوت ہے۔ آخری صلیبی جنگ حصہ سوم پر مختلف جرائد اور افراد کے تبصرے زیر نظر حصہ چہارم میں شامل ہیں۔

مصنف نے یہود و نصاریٰ کا ہر محاذ پر تعاقب جاری رکھا لہذا افغانستان کے بعد امریکی وحشی صدر اور اس کے چیلے برطانوی وزیراعظم نے جو کچھ عراق پر کیا اس پر جو کچھ لکھا گیا اور ملک کے مختلف اخبارات و جرائد کے ذریعے عوام تک پہنچا اسے حصہ چہارم میں یکجا کر دیا گیا ہے تا کہ یہ مستقبل میں یہود و نصاریٰ اور ہنود کی مثلث کے پیدا کردہ مسائل پر تحقیق کرنے والوں کے لئے مفید ثابت ہو۔

مصنف کی تحریروں کو پڑھتے جب گذرے اور گذرتے حالات کا کوئی بھی تجزیہ کرے گا تو مجھے یقین ہے کہ مصنف کی محنت پر اس کے لئے دعا ضرور کرے گا کہ اس نے اپنے محاذ پر جہاد کا حق ادا کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ کوئی بات بلا دلیل نہیں کہی گئی یہی اس کتاب کی خوبی ہے۔ اللہ تعالیٰ مصنف کی اس محنت کو شرفِ قبولیت بخشے۔ آمین

جوہر آباد — پروفیسر رضوانہ سعدیہ

03 نومبر 2003 — ایم۔اے (انگریزی ادب)

☆.....☆.....☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تبصرے

☆☆☆

''نقطہ نظر''

''آخری صلیبی جنگ حصہ اول اور حصہ دوم پر تبصرہ ''نقطہ نظر'' (شمارہ ۱۳' بابت اکتوبر ۲۰۰۲ء' مارچ ۲۰۰۳ء) میں شائع ہو چکا ہے۔ زیرِ نظر حصہ سوم جناب مصنف کی ۳۶ مختصر تحریروں (مقالات اور خطوط) پر مشتمل ہے' ان تحریروں میں سے ۳۰ اردو اور چھ انگریزی میں ہیں۔ ان میں ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کے واقعہ کے بعد مسلم دنیا اور خصوصاً پاکستان میں جو کچھ ہوا' اس کا ناقدانہ جائزہ اور چبھتا ہوا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔ بصورتِ مقالہ لکھی گئی تحریریں اخبارات میں بھی شائع ہوئی ہیں اور جو تحریریں بصورت خطوط ہیں' وہ اسلام آباد میں مقیم مغربی اور مسلم ممالک کے سفراء کے نام ارسال کی گئی ہیں۔

''حصہ سوم'' کے مطالعے سے قاری محسوس کرتا ہے کہ:

☆ جناب مؤلف عالمی واقعات کے تناظر پر گہری نظر رکھتے ہیں۔

☆ پہلے دو حصوں کے برعکس اس حصے میں اندازِ تحریر زیادہ موثر ہے اور اشارتی طرزِ اظہار سے تحریر کی جاذبیت میں اضافہ ہوا ہے۔

☆ جناب مصنف نے حق گوئی سے کام لیا ہے' اگرچہ یہ حق گوئی بعض افراد کی طبیعت پر گراں گزرے گی۔

☆ اسلام اور پاکستان کے حوالے سے امریکہ کی زیادتیوں کا کھل کر محاسبہ کیا گیا ہے۔

☆ پاکستان کی خارجہ پالیسی اور اس کے دوررس اثرات کا تجزیہ کیا گیا ہے۔

☆ اسرائیل کی خفیہ تنظیم ''موساد'' اور دوسری یہودی تنظیموں کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھے جانے پر زور دیا گیا ہے۔

جناب مصنف کی رائے میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر کو صلیبیوں نے اپنی ایجنسیوں کے منصوبے کے مطابق ریموٹ کنٹرول جہازوں سے تباہ کر کے دنیا' اور عالم اسلام کو زیر کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ اس سے اتفاق کیا جائے یا نہ کیا جائے' مگر اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں کہ افغانستان کو جس طرح تباہی سے دوچار کیا گیا ہے' اس کی مثال چشمِ فلک نے آج تک نہیں دیکھی۔ افغانستان کے خلاف ۵۱ دنوں کی جنگ' عجیب جنگ تھی کہ وار کرنے والا' ہر لحاظ سے محفوظ تھا اور جس پر وار کیا جا رہا تھا' اس کے لئے زیر زمین بھی پناہ ممکن نہ تھی' مگر آفرین ہے افغان مسلمانوں کو' کہ انہوں نے اس دہشت اور ہیبت کے باوجود جان دے دینا تو قبول کیا' مگر ان میں سے کسی نے ظالم کے سامنے ہاتھ کھڑے نہیں کئے۔

امت مسلمہ کو آج' اور آنے والے وقت کے لئے گہرے غور و فکر اور تحمل و برداشت کے ساتھ منصوبہ بندی کرنا ہے۔ امید کی جا سکتی ہے کہ جناب عبدالرشید ارشد کی طرح دوسرے اہل فکر بھی سوچ بچار کریں گے' یہ تحریر یعنی ''آخری صلیبی جنگ'' اس سلسلے کا ایک قدم ہے۔''

فیکلٹی آف اسلامک لرننگ'

اسلامیہ یونیورسٹی' بہاولپور عبدالرشید رحمت

(اپریل-ستمبر ۲۰۰۳ء' ششماہی ''نقطہ نظر'' IPS اسلام آباد)

☆......☆......☆

''ترجمان القرآن'' لاہور

عبدالرشید ارشد صاحب ملت اسلامیہ کو دشمنوں کے منصوبوں' تدبیروں' چالوں اور کارگزاریوں سے آگاہ کرنے کے لئے جس جہاد میں مصروف ہیں' یہ دونوں کتابیں اس کا ثبوت ہیں۔ ان کے نزدیک حقیقی دشمن ایک ہے: یہود' وہی اپنے وثائق (Protocols) کے مطابق دنیا کو انگلیوں پر نچا رہے ہیں اور ہمارے سب دشمنوں (ہنود و نصاریٰ و کیمونسٹ) کی ڈور ہلا رہے ہیں۔ مصنف کی محنت اور نظر رسا کی داد نہ دینا زیادتی ہو گی۔ انہوں نے اس ''آخری صلیبی جنگ'' کے تمام ہی محاذوں کا جائزہ لیا ہے اور دشمن جو کچھ کر رہا ہے اسے شواہد کے ساتھ پیش کیا ہے۔ اختیارات کی نچلی سطح تک منتقلی ہو' خاندانی منصوبہ بندی ہو' میڈیا خصوصاً ٹی وی میں اخلاقی اقدار کا جنازہ نکالنا ہو' تعلیم سے لاپرواہی یا اسے سیکولر بنانا ہو' عیسائیت کی کھلے عام تبلیغ ہو' اسلامی احکامات کا استہزا ہو' این جی اوز کا کردار ہو' غرض امت مسلمہ' خصوصاً پاکستان کے موجودہ منظر نامے پر جو کچھ ہو رہا ہے' اس کی خوب مستند تصویر کشی کی گئی ہے اور دردمندوں کو جھنجھوڑا ہے۔ بعض این جی اوز کے رسالوں میں خواتین کے حوالے سے اسلامی احکامات کا جس طرح مضحکہ اڑایا جاتا ہے وہ تبصرہ نگار کے لئے ناقابل یقین ہوتیں اگر ان کی نقول نہ دی گئی ہوتیں۔ سراسر مسلمانوں کی غیرت کو للکارنے والا انداز ہے۔ حیرت ہوتی ہے کہ للکارنے والے مسلمان ہیں۔ اس طرح کی کتابوں کی حقیقی افادیت یہ ہے کہ ان کی اشاعت عام ہو۔ بدقسمتی سے ہمارے ملک میں ایسا کوئی نیٹ ورک نہیں ہے کہ اس نوعیت کی کتابیں تعلیمی اداروں کی اور پبلک لائبریریوں میں خرید لی جائیں۔

اچھا ہو کہ محترم مصنف اب تیسرا حصہ یہ لکھیں کہ اس جنگ میں امت مسلمہ کی طرف سے کیا کچھ کیا جا رہا ہے یا کیا کچھ مطلوب ہے۔

مسلم سجاد

☆......☆......☆

''افکارِ معلم'' لاہور

زیر تبصرہ کتاب میں مصنف نے عصر حاضر میں عالم اسلام کے خلاف صلیبی جنگ کے مختلف محاذوں پر ہندوؤں' عیسائیوں اور یہودیوں کی سرگرمیوں کا جائزہ لیا ہے۔ ان کے نزدیک اگرچہ مسلمانوں کے دشمنوں میں ہندو' عیسائی اور دیگر بے دین گروہ شامل ہیں جو ایک عرصے سے مسلمانوں کے خلاف محاذ کھولے ہوئے ہیں۔ لیکن اصل دشمن صیہونی طاقت ہے جس نے اپنی شاطرانہ چالوں سے پوری دنیا کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً ہدف بنا رکھا ہے۔ مسلمانوں کے خلاف ہندو اور عیسائی جو کچھ کر رہے ہیں' اس کے پیچھے بھی صیہونی سازش کام کر رہی ہے۔

فاضل مصنف نے مسلم ممالک میں یہودیوں کے مختلف اداروں اور ان کے متعدد طریقہ ہائے کار متعارف کرائے ہیں۔ انہوں نے یہودیوں کے پروٹوکولز کے حوالے سے ان کی کارگزاریوں کا جائزہ لیتے وقت مسلم ممالک میں ہونے والے واقعات کا تجزیہ بھی کیا ہے۔ مسلم ممالک میں جو پالیسیاں اختیار کی جاتی ہیں وہ بھی یہودیوں کے مقاصد کو پورا کرتی ہیں۔ مصنف نے مغربی پالیسی ساز اداروں کے محرکات و مقاصد کو سمجھ کر مسلمان حکمرانوں' دانشوروں اور دین اسلام کی سربلندی کا عزم رکھنے والوں کو خبردار کیا ہے کہ اگر سرکاری سطح پر روبہ عمل مختلف پروگراموں کو کنٹرول نہ کیا گیا تو اس کے مہلک نتائج سے مسلمانوں کو بچانا مشکل ہوگا۔ انہوں نے تعلیمی' معاشی' تجارتی' صنعتی' سیاسی' مذہبی' صحافتی اور حکومتی حلقوں میں یہودیوں کی فکری یلغار' ان کے طریق کار کے دستاویزی مطالعے سے بعض ایسے چشم کشا حقائق بیان کئے ہیں جو فی الحقیقت خصوصی توجہ کے مستحق ہیں۔ کتابوں کے دونوں حصوں میں جن مباحث پر اظہار خیال کیا گیا ہے وہ ہماری اجتماعی زندگی کے بنیادی مسائل ہیں۔ چند عنوانات ملاحظہ

ہوں: بحالی معیشت کے لئے امپورٹڈ سفید ہاتھی۔ میڈیا (پرنٹ اور الیکٹرانک) اور یہود۔ معاشی بحران اور یہودی منصوبہ ساز۔ گلوبلائزیشن اور لوکلائزیشن کے پس پردہ عزائم۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بے دین این جی اوز کا کردار۔

مسلم ممالک میں عموماً اور پاکستان میں خصوصاً غیر ملکی ایجنسیوں کے اغراض و مقاصد' محرکات اور ان کی کارکردگی زیر بحث آتی رہتی ہے۔ مصنف کے خیال میں پاکستان میں نج کاری کا عمل دراصل پاکستان کو غیر ملکی ایجنسیوں کے قبضے میں دینے کے مترادف ہے۔ (ص:۷۲)

مصنف نے نہایت دردمندی سے ہم وطنوں اور حکمرانوں کو ان خطرات سے آگاہ کیا ہے جو پاکستان اور دیگر مسلم ممالک کو گھیرے ہوئے ہیں۔ ذمہ داران حکومت' اہل علم اور دانش ور طبقے کو ان نکات پر خصوصی توجہ دینا چاہیے جو مصنف نے اپنی تحریروں میں پیش کیے ہیں۔

(ماہنامہ افکار معلم' لاہور۔ اپریل ۲۰۰۳ء)

☆......☆......☆

خبر نہیں کیا ہے نام اس کا' خدا فریبی کہ خود فریبی؟
عمل سے فارغ ہوا مسلمان بنا کے تقدیر کا بہانہ
میری اسیری پہ شاخِ گل نے یہ کہہ کے صیاد کو رلایا
کہ ایسے پرسوز نغمہ خواں کا گراں نہ تھا مجھ پہ آشیانہ

☆......☆......☆

"بیدار ڈائجسٹ" لاہور

مولانا عبدالرشید ارشد پاکستان کے دینی حلقوں میں خاصے معروف ہیں۔ وہ ایک ایسے صاحب دل مردِ مومن ہیں جو دنیا کے کسی بھی خطے میں مسلمانوں پر ظلم ہوتا دیکھ کر تڑپ اٹھتے ہیں اور ہر وقت اپنے مسلمان بھائیوں کے جذبۂ غیرت وحمیت کو بیدار کرنے میں کوشاں رہتے ہیں۔ اب تک مختلف دینی موضوعات پر ان کی متعدد کتابیں منصۂ شہود پر آ چکی ہیں لیکن باطل کے خلاف ان کا قلمی جہاد "جُہدِ مسلسل" کی حیثیت رکھتا ہے اور وہ تسلسل کے ساتھ فرزندانِ توحید کو اس طوفانِ بلاخیز کا سامنا کرنے کے لئے تیار کرتے رہتے ہیں جو ان کے سروں پر منڈلا رہا ہے۔ یہود و ہنود اور دوسرے دشمنان اسلام کی دسیسہ کاریوں اور ان کے عزائمِ بد نے اس وقت عالمِ اسلام کو جس لرزہ خیز صورتحال سے دوچار کر دیا ہے' ایسی صورتحال کا سامنا مسلمانوں کو صدیوں پہلے اس وقت کرنا پڑا تھا جب وسطِ ایشیاء کے وحشی تاتاریوں یا یورپ کے صلیبی جنونیوں نے عالمِ اسلام پر یلغار کر دی تھی۔ اس دور میں اللہ تعالیٰ نے الملک الظاہر بیبرسؒ نورالدین محمود زنگیؒ اور صلاح الدین ایوبیؒ جیسے مجاہد مسلمانوں کی مدد کے لئے بھیج دیئے تھے لیکن آج دنیا کے مختلف خطوں میں فرزندانِ توحید جس طرح دشمنانِ اسلام کے قہر و غضب اور انسانیت سوز مظالم کا نشانہ بنے ہوئے ہیں اور عالمِ اسلام کے بارے میں دشمنوں کے جو ارادے ہیں ان کو دیکھتے ہوئے ہم بھی کہہ سکتے ہیں:

آسماں را حق بود گر خوں ببارد بر زمیں

' اس موضوع پر فاضل مؤلف پیشتر ازیں "آخری صلیبی جنگ" کے نام سے دو کتابیں (حصہ اول و دوم) پیش کر چکے ہیں۔ یہ اس سلسلے کی تیسری کتاب ہے۔ اس میں مسلمانوں کی بے بسی اور دشمنوں کی سازشوں کی روداد جس دردمندی کے ساتھ بیان کی گئی ہے' اس کو پڑھ کر کوئی بھی حساس مسلمان خون کے آنسو بہائے بغیر نہیں رہ سکتا لیکن فاضل مؤلف

کے سوزِ دروں کے معترف ہوتے ہوئے بھی ہم کتاب کے نام سے اتفاق نہیں کر سکتے۔ موجودہ حالات پر صلیبی جنگ (Crusade) کی معروف اصطلاح کا اطلاق اس لئے نہیں ہو سکتا کہ کروڑوں کی تعداد میں مسیحی بھی امریکہ اور برطانیہ کی جنگی اسکیم کے خلاف ہیں اور خود ان ملکوں کے علاوہ دنیا کے بیسیوں دوسرے ملکوں میں بھی اس جنگ کے خلاف مظاہرے ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ فی الحقیقت یہ صلیبی جنگ نہیں بلکہ خیر و شر، نیکی اور بدی، اصول پسندی اور اصول شکنی کی جنگ ہے۔ اگر ہر قسم کے وسائل سے مالا مال ساٹھ مسلمان ملک ایک جگہ جمع ہو کر ''جس کی لاٹھی اس کی بھینس'' کے خلاف آواز نہیں اٹھا سکتے تو اسے کیا کہا جا سکتا ہے، بے حسی یا کچھ اور؟ ہم امن پسند عیسائیوں کو کیوں خواہ مخواہ اپنا مخالف بنا لیں۔ بلاشبہ فاضل مؤلف نے مسلمانوں کو جھنجھوڑنے اور خوابِ غفلت سے بیدار ہونے کے لئے للکارنے کا حق ادا کر دیا ہے لیکن جب ہم اپنے گریبان میں جھانکتے ہیں تو حسرت اور ندامت کے سوا کچھ پلے نہیں پڑتا اور ذہن میں بار بار یہ سوال ابھرتے ہیں کہ تحریک پاکستان میں ہم نے اپنے خالق و مالک سے جو عہد کیا تھا کیا ہم نے اسے نبھایا اور پورا کیا؟ آج ہمیں جس گردابِ بلا کا سامنا ہے کیا اس کو دیکھتے ہوئے ''جشنِ بہاراں'' بسنت اور اس قسم کی دوسری تقریبات منانے کا کوئی جواز ہے؟ کیا ایک ''اسلامی جمہوریہ'' میں ٹیلی ویژن کو بے ہنگم ناچ کود اور بھنگڑے دکھانے، فحش گانے سنانے اور فحاشی و عریانی پھیلانے کا آلہ بنانے کی کوئی تک ہے؟ کیا اس طرح ہم اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی رحمتوں، برکتوں اور تائید کا مستحق بنا رہے ہیں؟ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ ہم صدقِ دل سے توبہ کر کے اپنے خالق و مالک کے حضور جھک جائیں؟

طالب الہاشمی

☆......☆......☆

✡ ✡

محترم عبدالرشید ارشد صاحب کی کتاب ''آخری صلیبی جنگ'' آج امت پر جو گذر رہی ہے اس کو سمجھنے کے لئے ایک بہترین کوشش ہے اور کیا کرنا چاہئے اس کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔ ہمارے دشمن وہی ہیں جو اسلام کے دشمن ہیں اور امت ان کو جانتی ہے لیکن ارشد نے جس تحقیق سے انہیں ننگا کر کے رکھ دیا ہے وہ کمال کی بات ہے۔ دراصل ارشد کی بات قرآن کریم کی ہی بات ہے۔ جہاں آیہ مبارک 105 'سورۃ بقرہ میں مسلمانوں کو بین الاقوامی اور داخلی سیاست کے لئے ایک راہنما اصول بیان فرمایا گیا ہے جس پر غور کرنے سے ہم یہود و نصاریٰ اور دیگر غیر مسلم اقوام کی سیاست کو بھی سمجھ سکتے ہیں اور ان کی سازشوں سے بھی بچ سکتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ کا ترجمہ یوں ہے ''اور وہ لوگ جو اہل کتاب اور مشرکوں میں سے اپنے کفر پر بضد ہیں وہ نہیں چاہتے اور نہ چاہیں گے کہ تم پر کوئی بھلائی اترے تمہارے رب کی طرف سے...... '' اس لئے ان سے خیر کی توقع رکھنا بے سود بلکہ انتہائی حماقت اور خلاف قدرت بات ہے۔ اگر مسلمان ان سے خیر کی توقع کریں گے تو ضرور ہی مایوس ہوں گے۔ ہمارے پچھلے چودہ سو سالوں کی تاریخ اس آیہ مبارک کی تفسیر ہے۔ جس کی واضح ہدایت سرور کائنات ﷺ کے اس فرمان میں ہے کہ ''تمام کفر اسلام کے خلاف اکٹھا ہے''۔ لیکن افسوس کہ ان واضح ہدایات کے باوجود ہم کفار' (یہود و ہنود و نصاریٰ) سے خیر کی توقع رکھتے ہیں۔ ان کی دوستی پر فخر کرتے ہیں اور اپنے ذرائع آمدنی ان کے بینکوں اور ملٹی نیشنل کمپنیوں کے حوالہ کر کے اسے محفوظ سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج امت غیر مسلمانوں کے سامنے مفلوج ہو کر رہ گئی ہے۔ اس حالت سے نکلنے کا واحد طریقہ یہی ہے کہ ہم قرآن کریم کے مطابق اپنی سیاست اور حکومت کو ڈھال لیں۔ اور یوں کفار سے امید رکھنے کی بجائے اللہ تبارک تعالیٰ سے اس کی نصرت اور فضل کی بھیک مانگیں۔ یاد رکھیں کہ ''کفار کو ہمارے دین کے جو طریقے ناپسند ہیں وہی ہمارے لئے صحیح راستے ہیں''۔

احقر سلطان بشیر الدین محمود (ایٹمی سائنسدان)

سابق ڈائریکٹر جنرل پاکستان اٹامک انرجی کمیشن

✡ ✡

”خواتین میگزین“ لاہور

زیرِ نظر کتاب آخری صلیبی جنگ واقعی اسم بامسمّیٰ ہے۔ فاضل مصنف نے بڑی محنت و جانفشانی سے برسوں پر محیط حقائق کو یکجا کر کے یہودیت کے چہرے کو بے نقاب کرنے کی کوشش کی ہے۔ سب سے بڑھ کر یہودیت کی آشیرباد سے پاکستان میں چلنے والی این جی اوز اور ان کے مذموم مقاصد کو منظرِ عام پر لا کر اہلِ درد کو آگاہ کیا ہے کہ وطنِ عزیز پر منڈلانے والے کیا کیا خطرات ہیں اور کس کس طرح سے ان کا سدباب کیا جا سکتا ہے۔ خاص کر گلوبلائزیشن، لوکلائزیشن اور شہری حکومتوں کے قیام کا مقصد ایک مضبوط وفاق نہیں، بلکہ پاکستان کو حقیقی خطرے سے دوچار کرنا ہے۔

کتاب ہذا کی کمپوزنگ، پرنٹنگ اور پریزنٹیشن بڑی عمدہ ہے۔ قیمت بڑی واجبی سی ہے۔

م۔ ح۔ سیاح

میری نوائے پریشان کو شاعری نہ سمجھ
کہ میں ہوں محرمِ رازِ درونِ میخانہ!

☆......☆......☆

☆......☆......☆
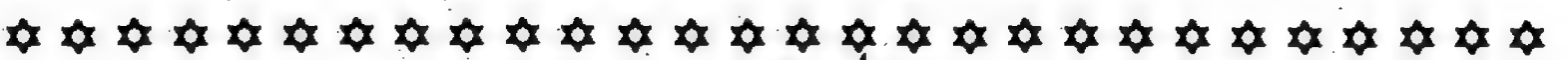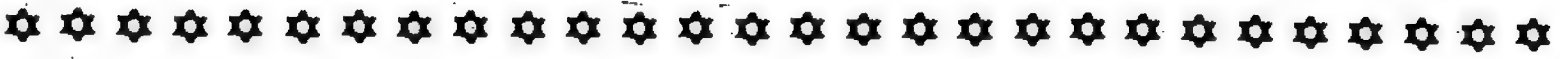
ایک دردمند پکے سچے مسلمان کی منہ بولتی محنت کا زندہ ثبوت ہے۔ جس میں آج کے دور کے مسلمانوں کو ان کے سب بڑے بڑے دشمنوں کی سازشوں سے بخوبی آگاہ کیا گیا ہے۔ ان کے سازشوں کے تانے بانے اب ہم اپنے ارگرد بنتے ہوئے دیکھتے جارہے ہیں۔

مسلمانوں کی کمزوری "مال اور اولاد" سے دشمنان دین نے ہمیشہ ہی فائدہ اٹھایا ہے۔ ہمارے درمیان پائے جانے مذہبی اختلاف بھی دشمن کو ہر دم فائدہ پہنچاتے ہیں۔

یہود کی طرح ہنود پر بھی تحقیق کرنے کی اشد ضرورت ہے کیونکہ وہ ثقافتی محاذ پر بہت ہی موثر یلغار کررہا ہے۔

اللہ عبدالرشید ارشد کی محنت کا انشاء اللہ بہت ہی خوبصورت صلہ عطا کرے گا۔ اور اس کو صدقہ جاریہ بھی بنائے گا۔ انشاء اللہ

کیپٹن (ر) ڈاکٹر غلام سرور
(فیصل آباد)

تیرے امیر مال مست، تیرے فقیر حال مست
بندہ ہے کوچہ گرد ابھی، خواجہ بلند بام ابھی!
دانش و دین و علم و فن بندگی ہوس تمام
عشقِ گرہ کشائے کا فیض نہیں ہے عام ابھی!

☆......☆......☆

☆......☆......☆

محترم بھائی عبدالرشید ارشد صاحب!

مزاج بخیر

آخری صلیبی جنگ حصہ سوم کے تین نسخے کل ملے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ نے یہودیت اور اسلام کے بارے میں بے پناہ مواد اہل تحقیق کے لئے مزید غور وخوض کے لئے فراہم کر دیا ہے۔ بھئی آپ کی ہمت قابلِ داد ہے۔ یہودیت اور صیہونیت وغیرہ ایسے مشکل موضوع اور پھر حالات کے لحاظ سے ''خطرناک'' عنوانات پر لکھنا آپ ہی کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو عنایت خاص سے شجاعت و بہادری کے اعلیٰ اوصاف سے ہمیشہ کے لئے نوازے رکھے۔ آمین

پروفیسر نور ور جان' پشاور

☆......☆......☆

جہاں تک آپ کی کتب پر تبصرہ ورائے کا تعلق ہے تو یقین جانئے کہ آپ کا ہر ہر لفظ اور ہر ہر فقرہ مجھے اپنا محسوس ہوتا ہے۔ پچھلے ارسال کردہ خط میں اس چیز کا اظہار کر دیا تھا کہ ''آخری صلیبی جنگ'' حصہ اول کے چند اوراق پڑھنے کے بعد ہی محسوس ہوا کہ اپنی زیرِ طبع کتاب بعنوان ''کروسیڈ'' کی اب ضرورت باقی نہیں ہے کہ ارشد صاحب نے میرا ہی مافی الضمیر مجھ سے بہت زیادہ بلاغت اور وضاعت سے بیان کر دیا ہے۔

۹۔ کاکول روڈ'	غلام محمد خیر البشر
ایبٹ آباد	مصنف ''کروسیڈ''

☆......☆......☆
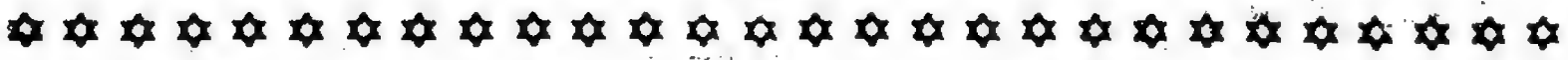
آپ کے دو عدد خطوط' مفید و سبق آموز تحریریں' یوتھ و خیر البشر کے شمارے اور ایک قیمتی کتاب ''آخری صلیبی جنگ' حصہ سوم'' کا خوبصورت تحفہ موصول ہوا۔ یہ سب کچھ بھیجنے کا بہت بہت شکریہ۔ آپ ہمیشہ دل میں رہتے ہیں۔

آخری صلیبی جنگ حصہ سوم زیر مطالعہ تھی مگر ایک علامہ صاحب مستعار اٹھا کر لے گئے ہیں۔ آپ جس بے باکی' جرأت و جذبے کے ساتھ کام سرانجام دے رہے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا آپ پر خصوصی کرم ہے کہ اس باری تعالیٰ نے آپ کو نیک کاموں کے لئے منتخب کیا۔ آپ کو طاقت' ہمت اور علم کی دولت سے نوازا۔ آپ کی راہنمائی بھی فرما رہا ہے۔ آپ کی صحت اور درازی عمر کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں۔

اسلام گڑھ' میر پور آزاد کشمیر

پروفیسر طفیل احمد قاسمی (ایم۔ایس سی)

☆......☆......☆
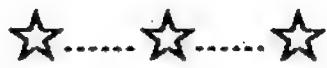
مکرمی و محترمی جناب عبدالرشید ارشد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے مزاج بخیر ہوں گے۔ آپ کی مرسلہ کتاب ''آخری صلیبی جنگ حصہ سوم'' آج ہی موصول ہوئی۔ ماشاء اللہ پہلے کی طرح اپنے موضوع کے لحاظ سے اہم معلوماتی اور مفید مطلب ہے۔ آپ کو یہ علمی تحقیق اور صحیح تجزیات پر مشتمل کتاب پیش کرنے پر دلی مبارکباد اور خراج تحسین پیش کرتا ہوں' قبول فرمائیے۔

محمد اکرام قریشی (ایم۔اے)

احیائے دین لائبریری' سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آذان

امریکی ورلڈ آرڈر کے تحت بش کی ''کروسیڈ'' کے انداز گلوبل فیملی افغانستان میں بہ چشمِ سر دیکھ چکی تھی۔ وحشت و بربریت میں جو کسر افغانستان میں باقی رہ گئی تھی وہ مسلمہ عالمی دہشت گرد امریکہ کے جنونی صدر بش اور اس کے پالتو بلیئر نے کمال ڈھٹائی اور بے حیائی سے عراق میں پوری کر دی کہ UNO اور اس کی سلامتی کونسل اپنا سا منہ لے کر رہ گئی۔ یوں عالمی ادارے کی بے بسی پر دنیا گواہ بن گئی۔

ہمارے نقطہ نظر سے، جس سے آپ کو اختلاف کا پورا حق حاصل ہے، اسلام کے خلاف کفر کا یہ فائنل راؤنڈ ہے جس کا اختتام بے شک ہماری زندگی کے بعد آئندہ دہائی میں ہو یا اس کے بھی بعد۔ منافقت میں لپٹا متحد کفر، منافقت میں لپٹے مسلمان سے نبرد آزما ہے۔ فائنل راؤنڈ میں فتح و شکست کا انحصار خالص کفر یا خالص اسلام کی بنیاد پر ہوگا کہ خالق کائنات کو خالص اسلام پسند ہے جس کی پشت پناہی کے لئے اس کا وعدہ ہے یا خالص کفر گوارا ہے، اپنے خالص پن کے سبب، مگر منافقت کسی کی بھی پسند نہیں ہے، مسلمان ہو یا کافر۔

آخری صلیبی جنگ کے حصہ اول میں جو اگست 2000ء میں طبع ہوا تھا ہم نے یہود و نصاریٰ کی اسلام کے خلاف منظم جنگ کے مختلف سرد محاذوں کا ذکر کیا تھا اور منجملہ دیگر محاذوں کے عراق کے حوالے سے یہ عرض کیا تھا:

☆ ''یہود و نصاریٰ کا مشترکہ منصوبہ جہاں ایک طرف عراق کو کمزور کرنے کا تھا وہیں تیل کے کنوؤں پر مستقل قبضہ جمانا بھی تھا لہٰذا اس

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
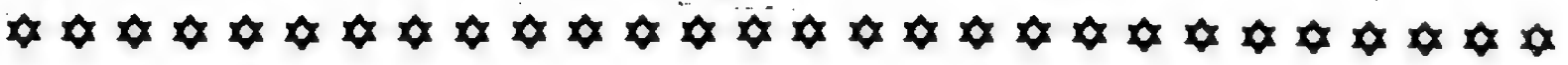
مقصد کے حصول کی خاطر عراق میں امریکی سفارتخانے میں ایک شاطر خاتون کو بھیجا گیا جس نے اپنے مخصوص ہتھکنڈوں (نسوانی مسکراہٹ) سے صدر صدام حسین کا اعتماد اس حد تک حاصل کر لیا کہ صدر صدام حسین اس کے مشوروں کو اہمیت دینے لگے اور بالآخر سفیر خاتون اپنے اصل منصوبے کی تکمیل تک عراقی صدر کو لے آئی۔'' ☆

برسبیل تذکرہ اسی طرح کی ایک شاطر امریکی خاتون سفیر آج کل اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بھی متعین ہے جو اعلیٰ ایوانوں میں ویسے ہی ہتھکنڈوں کے ساتھ ''دہشت گردی کے خاتمے'' کی حوصلہ افزائی کے ساتھ ساتھ شکریے کی نسوانی مسکراہٹیں بکھیرتی پھرتی ہے۔

آخری صلیبی جنگ کا حصہ دوم اپریل 2001ء میں طبع ہوا۔ اس میں بھی ہم نے بڑی دردمندی کے ساتھ امت مسلمہ کے سامنے عراق' بلکہ شرق اوسط کے بارے میں معاملہ رکھا۔ ہماری مفصل گذارشات کا ایک حصہ یہ تھا:

☆ ''دوسری جہت یہ تھی کہ تیل کا معقول ذخیرہ ایک ہی خطہ میں ہے۔ یہ عراق' کویت' سعودیہ اور امارات ہیں اگر اس کے وسط میں ڈیرے ڈالنے کا موقعہ میسر آ جائے تو ''تیل کے مالک'' خواہ بدوہی رہیں مگر عملاً ملکیت اور اجارہ داری ہماری ہی ہوگی کہ ہم جو چاہیں گے ان سے منواتے رہیں گے یہ کام ہم محسنوں کے روپ میں کریں گے۔ عرب باجگذار بھی ہوں گے' احسان مند بھی اور ہمارے مقروض بھی رہیں گے۔'' ☆

ہم نے بار بار یہ دہرایا کہ امریکہ و یورپ مکمل شعور و آگہی اور منصوبہ بندی کے ساتھ جن جہتوں میں پیش رفت کر رہے ہیں' وہ یہ ہیں:

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆ عالمی سطح پر تیل اور گیس کے ذخائر پر اجارہ داری'

☆ یہودی ریاست اسرائیل کا مکمل اور دیر پا تحفظ'

☆ اسرائیل کے مجوزہ "گریٹر اسرائیل" کے لئے حالات سازگار بنانا'

☆ اسلام کی بڑھتی ہوئی قوت پر ضرب لگا کر اسے کمزور ترین سطح پر لانا۔

مذکورہ مقاصد کے حصول کی خاطر اختیار کئے جانے والے ہتھکنڈوں کا ذکر کرتے ہم نے یہ بھی لکھا تھا کہ بھیڑیئے کے بھیڑ کا بچہ کھانے سے قبل چارج کرنے کا انداز اپناتے یہ شاطر جھوٹی خبریں پھیلائیں گے۔

☆"صرف جھوٹ کی اشاعت ہوگی۔ یہ دعویٰ ہے عالمی اقتدار پر قابض ہونے کا خواب دیکھنے والے یہود کا یہ عالمی اقتدار تک پہنچنے کی خاطر کی گئی منصوبہ بندی کا دوسرا اہم نقطہ بھی ہے۔"☆ (آخری صلیبی جنگ' حصہ اول)

یہود کے کنٹرول میں عالمی میڈیا نے پہلے افغانستان اور پھر عراق کے خلاف جھوٹے اور بے بنیاد الزامات بار بار دہرائے مثلاً

1. اسامہ نے ایٹمی ہتھیار خرید لئے'
2. اسامہ اور القاعدہ امریکہ پر حملہ کیا چاہتے ہیں'
3. عراق کے پاس تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں کا ذخیرہ ہے'
4. عراق نے ایٹم بم بنالیا ہے' وغیرہ وغیرہ
5. القاعدہ نے دنیا بھر میں حملوں کے لئے اپنا موثر نیٹ ورک بنالیا ہے'

اقوام عالم پر امریکی وحشی اور برطانوی پالتو کے الزامات کی حقیقت کھل چکی ہے مگر ماسوائے مہاتیر محمد کے کسی میں یہ ہمت نہ ہوئی کہ وہ اس کا برملا اظہار کر سکے۔ یہی جرم ضعیفی

☆ ☆

ہے۔اب مکرو دجل نے UNO کو بھی جکڑ لیا ہے کہ سیکرٹری جنرل کو عالمِ اسلام میں ''القاعدہ نیٹ ورک'' منظم ہوتا نظر آ رہا ہے جس سے ''عالمی امن'' کو زبردست ''خطرہ'' ہے جس کے لئے اقوامِ عالم کو اس کی کوبی کے لئے متحد ہونا لازم ہے۔ ادھر مسلم ممالک میں اپنی ایجنسیوں کے ذریعے خودکش دھماکوں سے اپنا پرایا نقصان کروانے کے بعد مسلم حکمرانوں کو دہشت گردی کے خاتمہ کے نام پر اپنوں کو مارنے کے کام پر لگایا جا رہا ہے۔اس گہری سازش کو سمجھنے کے لئے کوئی مسلم حکمران تیار نہیں ہے۔

عراق اور عالمی مسائل کے تناظر میں لکھی گئی کچھ تحریریں آخری صلیبی جنگ حصہ چہارم میں یکجا کر دی گئی ہیں۔ یہ تحریریں ملک کے مختلف قومی اخبارات و جرائد میں چھپ بھی چکی ہیں۔ کتاب کی صورت میں طباعت کا مقصد صرف یہ ہے کہ جن لوگوں تک اخبارات و جرائد نہیں پہنچ پاتے وہ استفادہ کر سکیں یا وہ بھی جو یہود و نصاریٰ کی اسلام کے خلاف سرد اور گرم جنگ کے مختلف محاذوں پر کچھ جاننا چاہیں یا اس جاننے کو آگے بڑھانا چاہیں تو انہیں آخری صلیبی جنگ کے چاروں حصے معاونت کر سکیں۔

میں محترم ڈاکٹر زاہد اشرف صاحب کا ممنونِ احسان ہوں کہ انہوں نے اپنی انتہائی مصروف زندگی میں سے کچھ وقت ابتدائیہ لکھنے کے لئے وقف کیا۔ابتدائیہ کیا ہے' آخری صلیبی جنگ کے چاروں حصوں کو گویا کوزے میں بند کر دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میری سازی محنت کا ماحصل یہی ابتدائیہ ہے۔اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کو جزائے خیر سے نوازیں۔

طباعت کے لئے معاونت کرنے والے ہر فرد کا میں ممنونِ احسان ہوں۔ اللہ تعالیٰ اسے ہم سب کے لئے محشر کی منزل کا زادِ راہ بنا دے۔ آمین

جوہر آباد　　　　　　　　　　　　　　عبدالرشید ارشد

یکم جنوری 2004ء

☆ ☆

☆ ☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

20/03/03

یو این او...... نادیدہ قوت کی لونڈی!

یو این او جس کی رکنیت کو ہر ملک اعزاز اور تحفظ کی ضمانت سمجھ کر اختیار کرتا ہے بعینہٖ صنعتکاروں کے امریکی، برطانوی ''ایوارڈ یافتگان'' ہونے کے فخر و انبساط کی طرح، مگر ہر کوئی اس حقیقت سے صرفِ نظر کرتا ہے کہ ''دم کٹی لومڑیوں کی انجمن'' کی طرح وہ بھی کسی نادیدہ قوت کا مہرہ بن چکا ہے۔ یو این او، جس کے متعلق یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ ''نہ اس کی دوستی اچھی، نہ اس کی دشمنی اچھی''۔

یو۔این۔او، جس کا پہلا نام لیگ آف نیشنز (League of Nations) تھا، کے منصوبہ ساز کون تھے اور منصوبہ کب طے پایا تھا اور منصوبہ کی تہہ میں حقیقی مقاصد کیا تھے، اس پر اگرچہ بہت کچھ کہا سنا جا چکا ہے، مگر ہم موجودہ حالات کے تناظر میں کچھ تاریخی حقائق سے روشناس کرانا چاہتے ہیں تاکہ آج یو این او کی ''بے بسی'' کے اسباب و علل کو آپ جان سکیں۔

یہود کے اجداد نے 929 قبل مسیح میں سوچا کہ دنیا پر حکمرانی کا حق صرف یہود کو ہے اور ہمیں ایسی منصوبہ بندی کرنی چاہئے کہ زیر زمین سرگرمیوں سے ہم لحہ لحہ منزل سے قریب ہوتے اپنی ایک ایسی مملکت وجود میں لائیں جو اس ''عالمی حکمرانی'' کے لئے ہمارا پایۂ تخت ہو۔ انہیں مکمل شعور و ادراک تھا کہ یہ کام ماہ و سال کا نہیں بلکہ صدیوں پر محیط ہے، اس لئے انہوں نے طویل المعیاد منصوبہ بندی کی۔

صیہونیت کے ان بڑوں نے بڑی عرق ریزی سے عملی زندگی کے ہر شعبہ کے لئے منصوبہ بندی کی اور یہ طے پایا کہ اسے ہر دور میں چند مخصوص و معتمد حضرات کے علاوہ کسی عام

☆ ☆

☆ ☆

شخص تک نہیں پہنچنے دیا جائے گا اور ان حضرات کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ اسے زمانے کے بدلتے حالات کے ساتھ ہم آہنگ (Up date) رکھتے رہیں گے اور بلاشبہ ہر دور کے بڑوں نے یہ فرض نبھایا بھی ہے۔

اس بنیادی خفیہ دستاویز کا نام "وثائق یہودیت" یا (Protocols of the meetings of the Elders of Zion) ہے۔ عام شخص کے لئے یہ بے ربط سا ایک کتابچہ ہے مگر صیہونی تنظیم کے لئے یہ مقدس دستاویز ہے جس پر عمل کرنا ان کے لئے فرضِ عین ہے۔ ماضی بعید کو چھوڑیئے، ماضی قریب میں عالمی سطح پر ہونے والے واقعات و حوادث پر غور کیجئے تو ہر واقعہ کی تہہ میں یہی پروٹوکولز کارفرما ہوں گے۔

1770ء میں پروٹوکولز کو Up date کرنے کا فریضہ "روحانیت کی روشنی" نامی تحریک کے بانی ویشاپٹ (Weishaput) کے سپرد ہوا جس نے 1976ء تک اس اہم دستاویز کو معروف یہودی جرمن سنار روتھ شیلڈ (Rothschild) کی معاونت سے مکمل کیا تاکہ "عالمی حکمرانی" کے ابلیسی منصوبہ پر کام آگے بڑھتا رہے۔ ویشاپٹ مسیحیت سے تائب ہو (Luciferian) فکرِ ابلیس کا پیرو بن گیا تھا۔

مذکورہ منصوبہ پر عملی پہلوؤں سے کام کو بتدریج آگے بڑھانے کے لئے ویشاپٹ نے ایک جنرل البرٹ پائک کو ذمہ داری سونپی کہ اس کے طے کردہ نقطہ "One World Government" کے مراحل طے کرے۔ ابلیسی فکر کے حامل ویشاپٹ کی حتمی رائے تھی کہ:

"The Illuminati were to obtain control of the Press and all other agencies which distribute information to the public. News

☆ ☆

✡ ✡

and information was to be slanted so that the Goyim would come to believe that a "One World Government" is the ONLY solution to our many and varied problems." (Pawns in the Game, xi)

جنرل البرٹ پائک نے 3 عالمی انقلابات اور 3 عالمی جنگوں کی منصوبہ بندی کی۔ جنگوں کو انگیخت کرنے والے عوامل کی جزیات طے کیں۔ پہلی' دوسری اور تیسری عالمی جنگ کے فریقین طے کئے اور یہ بھی طے کیا کہ کس جنگ میں کس فریق کو کن ذرائع سے شکست دلوا کر کیا نتائج حاصل کرنے ہیں۔ یہ معمولی کام نہ تھا' اس نے گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر یہ منصوبہ بندی 1859ء سے 1871ء کے درمیان 11 سال کی محنت شاقہ سے مکمل کی۔

دوسری جنگ عظیم سے متعلق جو جزیات پائک نے طے کی تھیں وہ یوں بیان کی جاتی ہیں اور یہ تاریخی ریکارڈ کا ناقابل تردید حصہ بھی ہے۔

☆ دوسری عالمی جنگ ہوگی جس میں برطانیہ یقیناً حصہ لے گا' (برطانوی شاہی خانوادہ صیہونیت کا سرپرست ہے)

☆ ترکی کو ہر حال میں برطانیہ کے خلاف صف آرا کیا جائے گا'

☆ ترکی کو ہر حال میں شکست سے دوچار کیا جائے گا کہ اس نے ارضِ فلسطین میں یہود کو اراضی فروخت نہ کی تھی کہ وہ آباد ہوتے'

☆ برطانوی سرپرستی میں ارضِ فلسطین میں یہودی سلطنت اسرائیل کی صورت میں معرضِ وجود میں آئے گی' اور

☆ لیگ آف نیشنز (League of Nations) تشکیل دی جائے گی۔

چنانچہ منصوبہ کے عین مطابق ہر چیز پایۂ تکمیل کو پہنچی۔

✡ ✡

جنگوں کو انگیخت کر کے مسلمہ عالمی سازشی' ڈبلیو آر ایم (The World Revolutionery Movement) جو مقاصد حاصل کرنا چاہتی رہی ہے اور آج بھی چاہ رہی ہے اسے آپ انہی کی زبانی سنیئے:۔

☆"جہاں تک ممکن ہو ہمیں غیر یہود کو ایسی جنگوں میں الجھانا ہے جس سے انہیں کسی علاقے پر مستقل قبضہ نصیب نہ ہو بلکہ جو جنگ کے نتیجے میں معاشی تباہی سے دو چار ہو کر بدحال ہوں اور پھر پہلے سے تاک میں لگے ہوئے ہمارے مالیاتی ادارے امداد فراہم کریں گے' جس امداد کے ذریعے بے شمار نگران آنکھیں ان پر مسلط ہو کر ہماری ناگزیر ضروریات کی تکمیل کرینگی خواہ ان کے اپنے اقدامات کچھ بھی کیوں نہ ہوں۔ اس کے ردعمل میں ہمارے اپنے بین الاقوامی حقوق' انکے قومی حقوق کو بہا لے جائینگے۔ پھر یہ حق اسی انداز میں ان کے جملہ حقوق پر لاگو ہو جائیگا جس طرح کبھی ان کی اپنی حکومت ان سے معاملہ کیا کرتی تھی۔" ☆(Protocols, 2:1)

پہلی اور دوسری جنگ عظیم میں تباہ ہونے والے ممالک کو "سونے کے مالکان" نے "تعمیر نو" کے لئے اپنی تجوریوں کے منہ کھول دیئے اور پھر سودی قرض کی "امداد" سے سب کو بتدریج یرغمال بناتے چلے گئے اور آج سینہ دھرتی پر شاذ و نادر ہی کوئی ملک ہو گا جو ان سے "فیضیاب" نہ ہوا ہو اور جس کے "انکار مدد" کی اسے سزا نہ ملی ہو' جیسے ماضی قریب میں افغانستان کو سزا دلوائی گئی۔

لیگ آف نیشنز نے بعد ازاں یو این او (United Nations Organisation) کا روپ دھارا تو اس کے بطن سے بے شمار ذیلی اداروں نے جنم لیا بلکہ آج تک یہ جنم جاری و ساری ہے' جیسے World Trade Organisation سے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(Trade Related Aspects of Intellectual Property 'TRIPs Rights) نے تازہ تازہ جنم لیا ہے۔ مزید کئی ایک کے جنم متوقع ہیں۔

یو۔این۔او کے شکم سے "علمتہ الناس کی خدمت" کے لئے' حکومتوں کو ہر قسم کا تحفظ فراہم کرنے کے لئے' مندرجہ ذیل اداروں نے جنم لیا۔

☆ سلامتی کونسل (UN Security Council) تا کہ "ویٹو" سے اجارہ داری بنا کر من مانی کا راستہ کھلا رکھا جائے۔

☆ ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف' پھر ان کے شکم پر تاثیر سے لندن اور پیرس کلب' تا کہ قرض دے کر اپنی شرائط سے حکومتوں کو دبایا جائے۔

☆ انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن تا کہ مزدوروں کے ذریعے عالمی صنعت پر کنٹرول رہے۔ یہ مزدوروں کی خرید کا عالمی ادارہ ہے۔

☆ ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن تا کہ اس کے ذریعے ملٹی نیشنل کمپنیوں کے آکٹوپس سے ہر ملک پر حکمرانی کی جا سکے۔ گلوبلائزیشن (عالمگیریت) سے عالمی اقتدار قریب لایا جائے۔

☆ یونی سیف تعلیم اور بہبود اطفال کے خوبصورت نام سے دوسری کاروائیوں کے لئے جگہ بنائی جا سکے۔

☆ ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کے ذریعے بعض اچھے کاموں کی آڑ میں گوئم (غیر یہود حیوانوں) کی صحت پر موثر حملے کئے جا سکیں۔

☆ ایف۔اے۔او فوڈ اینڈ ایگریکلچرل آرگنائزیشن۔

☆ انٹرنیشنل ریڈ کراس کا بے ضرر ادارہ۔

☆ عالمی عدالت انصاف' جو آج تک شفاف انصاف کی خود محتاج ہے کہ امریکہ' اسرائیل اور بھارت کا کچھ نہ بگاڑ سکی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆ ☆

یو۔این۔او جو رکن ممالک کے لئے مادر مہربان ہونے کی دعویدار ہے اور اس کی پلوٹھی کی اولاد سیکورٹی کونسل اپنی تخلیق کے روز سے آج تک کوئی قابل قدر کارنامہ سامنے لانے میں ناکام رہی ہیں۔ دھواں دھار تقاریر اور ''زوردار'' ریزولیوشن ان کے چہروں کا دلکش غازہ ہے مگر غازے کے نیچے جو کچھ ہے وہ نادیدہ قوت کی بدمعاشی سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔

یو۔این۔او کے ذیلی اداروں میں پالیسی ساز اہم پوسٹوں پر کم وبیش 73 خالص یہودی قابض ہیں جبکہ بقیہ غیر یہود ''فوج'' بھی انہی کے مہرے ہیں۔ IMF اور World Bank کے اہم شعبوں کے سربراہ بھی یہودی ہیں مثلاً IMF کے 9 ارکان اور World Bank کے 6 شعبہ جات کے سربراہان یہودی ہیں۔ گویا یو۔این۔او اور اس کے ذیلی ادارے صرف اپنے آقاؤں کے مذموم مقاصد کی تکمیل کا کام کرنے میں ہمہ وقت مصروف ہیں۔

سینۂ دھرتی پر بسنے والے عوام وخواص کی آنکھوں میں دھول ڈالنے کی خاطر چند ''خوبصورت کام'' اور ''خوبصورت رپورٹیں'' سامنے لائی جاتی ہیں تاکہ ان کے حقیقی کارناموں پر پردہ پڑا رہے۔ ملاحظہ فرمایئے ایک فکر انگیز اقتباس؛

The UNO A TROJAN HORSE

"The United Nations is a Trojan Horse of the International Conspiracy of the "World Revolutionery Movement" (WRM)."
(Pawns in the Game, William Guy Carr, P-180)

یو۔این۔او کی تشکیل کے حوالے سے ایک اہم اقرار ملاحظہ فرمایئے جو مسلمان ممبر

☆ ☆

ممالک کے لئے چشم کشا ہے:۔

"Weizman's statement must be studied in conjuction with an other declaration made by an International Banker to a gathering of Zionists in Budapist in 1919. When discussing the probabilities of a "SUPER GOVERNMENT" he was quoted by Comte de St. Aulaire as saying: "In the management of the "New World" we give proof to our organisations both for revolution and for construction by the creation of the League of Nations, which is our work. Bolshevism is the accelrator, and the League of Nations is the brake on the mechanism of which we supply both the motive force and the guiding power..." (GENEVA VERSUS PEACE, P-83, PG.P-108WGC)

یو۔این۔او اور اس کی سلامتی کونسل کی چھتری تلے 20 ویں صدی کے آخر اور 21 ویں صدی کے آغاز میں عالمی امن جن خطرات سے دو چار ہے اس کی حقیقت مندرجہ ذیل اقتباس میں دیکھی اور سمجھی جا سکتی ہے۔ یہودی ربی ایمانوئل رابن وچ نے 12 جنوری 1952

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کو بوڈاپسٹ میں یورپ کے ربیوں کے اجلاس میں کہا:

☆ ''مبارک ہو میرے بچو! آپ کو یہاں بلانے کا مقصد اپنے نئے پروگرام کے اہم نقاط کا اعادہ کرنا ہے۔ جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں ہمارا خیال تھا کہ دوسری اور تیسری عالمگیر جنگوں کے درمیان کم و بیش 20 سال کے اندر اندر ہم دوسری جنگ عظیم کے ثمرات سمیٹ لینگے مگر ہمارے اراکین کی بڑھتی ہوئی تعداد اور مسائل کے پھیلاؤ نے اسے ممکن نہ رہنے دیا۔ اب ہمیں زیادہ شدومد کے ساتھ مقاصد کے حصول کی خاطر محنت کرنا ہے تا کہ آئندہ پانچ سال میں تیسری عالمگیر جنگ ممکن ہو سکے۔

پانچ سال کے عرصہ میں ہم اپنے مقاصد حاصل کر لینگے کہ ہمارا پروگرام ہی ایسا ہے جس سے تیسری عالمی جنگ تباہی و بربادی کے سابقہ عالمی ریکارڈ توڑ دے گی۔ یقیناً اسرائیل اس جنگ میں غیر جانبدار رہے گا اور جب جنگ کے فریق تباہ و برباد اور تھک کر چور ہو چکے ہونگے تو ہم مصالحت کنندہ بن کر آگے بڑھیں گے۔ تباہ حال ممالک کی تعمیر و ترقی اور بحالی کیلئے ہمارے لوگ وہاں جائیں گے۔ یہ وقت ہو گا جب ہمارا مقصد پورا ہو چکا ہوگا۔'' ☆ (کھیل کے مہرے' صفحہ 106' ولیم گوئکر)

اب یہ بھی دیکھتے چلیئے کہ تیسری عالمی جنگ کے فریقین کون کون سے ہونگے تا کہ موجودہ منظر سمجھنے میں کوئی دقت نہ رہے:۔

☆ ''تیسری عالمی جنگ کا خمیر ہمارے الیومینیٹی کے ایجنٹ (موجودہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
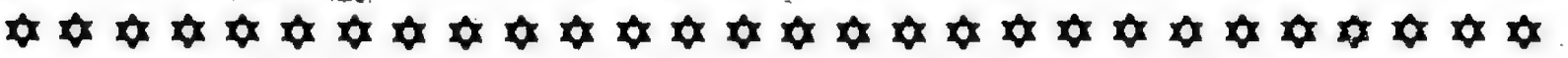
امریکہ برطانیہ وغیرہ) صیہونیت اور مسلم دنیا کے مابین اختلافات کو ہوا دے کر اٹھائیں گے۔ جنگ کا انداز یوں ہو گا کہ اسلام (محمد ازم) اور عرب دنیا کے ساتھ ساتھ سیاسی صیہونیت (اسرائیل) بھی تباہ ہو جائے گا جب کہ اس دوران بقیہ ممالک دو گروپوں میں تقسیم ہو کر ایک دوسرے پر پل پڑیں گے تا آنکہ تباہی و بربادی سے مکمل طور پر نڈھال ہو جائیں گے۔ شرق اوسط اور مشرق بعید میں پیدا موجودہ صورت حال کیا اسی منصوبہ بندی کی نشاندہی نہیں کرتی؟'' ☆ (کھیل کے مہرے' ولیم گوئنکر xv)

شطرنج کی بساط پر گذشتہ 3 ہزار سال سے یہود بیٹھے پوری دنیا کو انگلیوں پر نچا رہے ہیں۔ یورپ و امریکہ کو قرض کی زنجیروں میں جکڑ کر غلام بنایا تو پھر ان کی مدد تعاون سے ایسے ادارے تشکیل دیئے جو دنیا کے بقیہ ممالک کو غلامی کے جوئے تلے لے آئیں۔ سونے کے مالک یہود کے بڑوں کی منصوبہ بندی ہر لحاظ سے کامیاب رہی کہ مسلم ممالک بھی بصیرت کو خیر باد کہہ کر ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کے شوق میں اپنا عالمی ادارہ تشکیل دینے کے بجائے یہاں دم کٹوانے پہنچے۔

گذشتہ نصف صدی اس بات پر گواہی دے رہی ہے کہ یو۔این۔او مسلم ممالک کے مسائل حل کرنے کے بجائے انہیں مزید الجھانے کی پالیسیوں پر گامزن ہے۔ مسئلہ کشمیر کا ہو یا فلسطین و چیچنیا کا' سلامتی کونسل کسی قرارداد پر عمل نہیں کرا سکی۔ اس کے برعکس' تیمور کا معاملہ کل پیدا ہوا۔ اسے فوراً آزادی دلوا کر یو۔این۔او کا ممبر بھی بنا لیا گیا اور مسلمان حکمران بصیرت کی آنکھ کھولنے کے بجائے اسی پھندے میں گردن پھنسانے پر مصر ہیں۔

مسلمان ممالک نہ افرادی قوت میں کسی سے کم ہیں' نہ وسائل کی کمی کا شکار ہیں اور نہ ہی یہاں ان کے ہاں صلاحیتوں کا فقدان ہے۔ یورپی امریکی ممالک یہود کے بنکوں کے
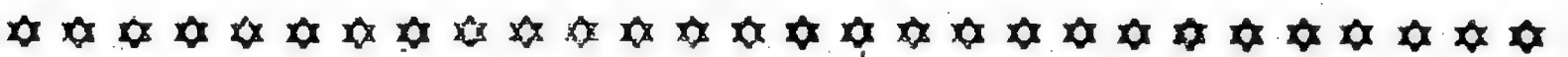
ذریعے مسلم ممالک کی دولت سے فیضاب ہیں۔ مسلم امہ نے ''ناتفاقی پر اتفاق'' کر رکھا ہے اور یہود اس نااتفاقی کو ہوا دے کر ان کو دن بدن کمزور کر رہے ہیں اور ان کی اپنی ہمہ جہت مضبوطی پر ہم خود گواہ ہیں۔ ہماری OIC اور عرب لیگ کبھی نشستن، گفتن، خوردن، نشیدن اور برخواستن سے آگے نہ بڑھی۔

اس صورت حال کا بڑا عمدہ تجزیہ ہمارے ایک عمانی مہربان نے کیا۔ 1974 سے 1977 تک راقم الحروف کو سلطنت عمان کی وزارت زراعت و اسماک میں خدمات کا موقع ملا۔ تعیناتی منطقہ صلالہ میں تھی جہاں ڈائریکٹر ایگریکلچرل سید علی طاہر مقبیل تھے۔ قیام صلالہ کے دوران دو چار واقعات عالمی سطح پر ایسے ہوئے جن پر میں نے اور میرے پاکستانی ساتھیوں نے احتجاج ریکارڈ کرانا ضروری سمجھا۔

پہلی بار جب میں نے انگریزی زبان میں احتجاج ٹائپ کرایا تو سامنے عربی میں ترجمہ لکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ میں نے محترم علی طاہر مقبیل سے عربی ترجمہ میں معاونت کے لئے کہا تو انہوں نے کمال شفقت سے یہ کام ڈائریکٹر فشریز سے کروادیا۔ چند ماہ بعد پھر ایسی ہی ضرورت محسوس ہوئی تو میں نے انہی کی طرف رجوع کیا۔ وہ مسکرائے اور بڑی محبت سے مجھے اپنے پاس بٹھایا پھر سوال کرنے لگے۔

ان دنوں طائف میں اسلامی سربراہی کانفرنس شروع تھی۔ سید علی طاہر مقبیل مجھ سے پوچھنے لگے کہ موجودہ سربراہ کانفرنس میں کوئی غیر مسلم تو نہیں ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں ہے۔ پھر وہ ایک ایک مسلمان حکمران کا نام لیتے اور مجھ سے یہ سوال کرتے کہ کیا اس کے مسلمان ہونے میں کوئی شک تو نہیں ہے اور میں جواباً کہتا رہا کہ نہیں ہے۔ اس گنتی اور سوال و جواب کے دوران میں سوچتا رہا کہ آخر وہ ثابت کیا کرنا چاہتے ہیں؟

مجھے کہنے لگے کہ تمہارے یہ سارے مسلمان بند کمرے میں جہاں باہر مسلح پہرہ دار

کھڑے ہیں اور اندر سمیع و بصیر رب یا اس کے فرشتے ہیں' اجلاس کرتے ہیں۔ ملت مسلمہ کے "غم میں گھلے" جاتے ہیں۔ شام تک بند کمرے کا یہ اجلاس جاری رہنے کے بعد جب ہال کے دروازے کھلتے ہیں تو آدھ گھنٹہ نہیں گذرتا جب وائس آف امریکہ' ماسکو ریڈیو وغیرہ اندر کی ساری خبریں مکمل تفصیل کے ساتھ نشر کر رہے ہوتے ہیں۔

سید علی طاہر مفیل کے اس سوال نے مجھے لاجواب کر دیا۔ خود ہی کہنے لگے کہ آپ کے یہ مسلمان حکمران باہر نکل کر چائے بعد میں پیتے ہیں پہلے اپنے اپنے ولی النعمت امریکہ و روس یا برطانیہ فرانس وغیرہ سے رابطہ کر کے اندر کی مکمل رپورٹ گوش گذار کرتے ہیں۔ ان مسلمان حکمرانوں کا ولی النعمت اللہ تعالیٰ نہیں ہے جو حقیقی سپر پاور ہے۔ ان کے آقا امریکہ' روس' برطانیہ' فرانس' جرمنی ہیں۔

اس بات کو ربع صدی سے زیادہ عرصہ بیت گیا اس دوران عملاً یہی دیکھنے میں آیا کہ OIC ہو یا سربراہی اجلاس ہوں اور یا یو۔این۔او کے اجلاس ہوں کہ مسلمان حکمران کو (الا ماشاء اللہ) مغربی آقاؤں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کہنے کی 'سعادت' نصیب نہیں ہوئی۔ الگ الگ مار کھا رہے مگر اتحاد کے ثمرات سے خائف ہیں اور مکمل طور پر "نا اتفاقی پر ان کا اتفاق ہے۔"

ان کی نا اتفاقی اور بصیرت کے فقدان سے یہود کی لونڈی' یو۔این۔او' اپنی سلامتی کونسل اور دیگر ذیلی اداروں کے ذریعے یہود کی عالمی حکمرانی کی منزل قریب سے قریب تر لا رہی ہے۔ ملت مسلمہ اور اس کے روحانی مرکز بیت اللہ پر ایٹم گرانے کے مشورے سامنے لائے جا رہے مگر حکمران ہیں کہ ٹس سے مس نہیں ہو رہے بلکہ ستم بالائے ستم اپنے عوام کو کھل کر احتجاج کرنے کی اجازت دینے پر آمادہ بھی نہیں ہیں۔

یہود کی داشتہ موجودہ یو۔این۔او اور اس کے تمام ذیلی اداروں سے اگر مسلمان

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حکمران خیر کی امید رکھتے ہیں تو یہ آزمودہ را آمودن جہل است کی بدترین مثال ہے' مومنانہ بصیرت کی نفی اور اجتماعی خودکشی پر بہ رضا و رغبت آمادگی کا بین ثبوت ہے۔ مومن ہونے کا دعوی رکھنے کے باوجود اسی ایک سوراخ سے بار بار ڈسے جا رہے ہیں اور ''مطمئن'' ہیں۔

ملت مسلمہ کے ناخدا اگر مستقبل کی تاریخ کو کچھ آئندہ نسلوں کے لئے دینا چاہتے ہیں تو کل نہیں' آج سے اپنا قبلہ درست کرتے کامل یکجہتی سے OIC کو موثر' اسلامی غیرت و حمیت کا امین ادارہ ثابت کریں' اپنی سلامتی کونسل تشکیل دیں اور اپنے اسلامی بنک کو ورلڈ بنک کے مقابلے میں منظم کریں۔ یو۔این۔او کے ذیلی اداروں کے مقابلے میں اپنے اسلامی ادارے مستحکم کریں۔

مسلم ممالک کی اپنی امن فوج ہو اور اسے اسلام کے فلسفہ جہاد کی بنیاد پر منظم کیا جائے۔ ملت مسلمہ کی اپنی عالمی عدالت انصاف ہو تا کہ حصول انصاف کے لئے ''بندر کی خدمات'' سے استفادہ کرتے سب کچھ نہ گنوانا پڑے جس طرح عراق کویت قبضے میں گذشتہ دس بارہ سال سے گنوا رہے ہیں۔ اس گنوانے پر ہر کوئی اپنی جگہ پریشان ہے' شرمسار ہے' مگر اقرار کی ہمت نہیں ہے۔

گزرتا وقت' ٹھہر کر کسی کو لمبی سوچ اور سست روی کی مہلت نہیں دیتا۔ ہم اپنے آپ کو سست رو ثابت کر چکے ہیں کہ نصف صدی گذرنے کے باوجود ہماری جھولی خالی ہے۔ خالی جھولی کے ساتھ کیا ہم عقلمند کہلوانے کے حقدار ہیں؟ نظر ہماری اور گریبان بھی ہمارا۔ جھانکنے کے لئے ہمت ہونی چاہئے جو ہمارا مقدر نہ بن سکی اور ہمیں یو۔این۔او کا غلام بنا گئی۔

☆......☆......☆

بے چاری کئی روز سے دم توڑ رہی ہے
ڈر ہے خبر بد نہ مرے منہ سے نکل جائے

(اقبالؒ)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

24/03/03

جنگی مجرم کون؟

مجرم کسی طرح کا بھی ہو وہ حالت جرم میں یا جرم کے اقرار سے توبہ کرنے تک دائرہ انسانیت سے خارج رہتا ہے کہ اگر اس میں کچھ بھی انسانی اخلاق کی اقدار ہوتیں تو وہ جرم کے قریب نہ پھٹکتا۔ جرم چھوٹا ہو یا بڑا سرزد ہی اس وقت ہوتا ہے جب ضمیر و اقدار کا گلا دبا دیا جاتا ہے۔ انسانی تاریخ میں چھوٹے اور بڑے مجرموں کے رویے محفوظ ہیں خصوصاً ایسے بڑے مجرم جو خود کو ریفارمر کے روپ میں دنیا کے سامنے لائے ہیں۔

ہمیں یہ سطور لکھنے پر مجبور کرنے والے ''مہذب'' امریکہ کے وحشی صدر کے بیانات ہیں جن میں وہ اپنے اور اپنے مبینہ اتحادیوں کے علاوہ ہر کسی کو دہشت گرد، دہشت گردوں کا ساتھی اور جنگی مجرم گردانتے میں ذرہ برابر شرم اور جھجک محسوس نہیں کرتے بلکہ فتویٰ کی زبان استعمال کرتے اپنے ماضی کے اتحادیوں تک کو معاف کرنے پر آمادہ نظر نہیں آتے۔ گذرتے حالات کی گواہی اس پر کافی ہے۔

پنجابی کی معروف کہاوت ہے ''چوروی کہندے چوراو چور'' یعنی چور بھی چور چور کی دہائی دے رہے ہیں۔ آج بش کو ہر کوئی مجرم نظر آ رہا ہے اور وہ اپنے ''آباء'' کی تاریخ پر نظر ڈالتے شرماتا ہے، جنہوں نے ہیروشیما اور ناگاساکی کو نہ صرف ملبے کے ڈھیروں میں بدل دیا تھا بلکہ لاکھوں کو ایٹمی اثرات سے ہلاک کیا تو آنے والی نسلوں سمیت لاکھوں کو مفلوج کیا۔ بلاجواز اس ننگی جارحیت کے باوجود وہ ''امن کے پیامبر'' ٹھہرے۔

ویت نام میں، امریکہ سے کالے کوسوں دور، بش ہی کے بزرگ امن کی فاختہ

اڑانے گئے تھے۔ ویت نام کی سرزمین ان کے جنگی جرائم پر شاہد ہے۔ پانامہ پر اچانک یلغار اور اس کے صدر کو گرفتار کر کے "جنگی مجرم" بناڈالنا بھی مہذب اور امن کی داعی امریکی حکومت ہی کا کارنامہ ہے۔ رات کی تاریکی میں ایران پر "یلغار" جس میں امریکی جہاز اللہ کی سپریم پاور نے ویرانے میں تباہ کر دیئے تھے' بھی امریکہ کا "عظیم امن مشن" تھا۔

روس پر امریکی U-2 کی جاسوس پروازیں بھی "عالمی امن" کے لئے امریکی محنت تھی اور ہے کہ کل ہی روس نے نئی U-2 پروازوں پر احتجاج کیا ہے۔ گذشتہ 10' 12 سال سے خودساختہ نوفلائی زون کی آڑ میں عراق کے خلاف' 43 روزہ بربریت کے بعد' روا رکھی جانے والی وحشت اور آج پوری دنیا کے سمجھانے کے باوجود' خودساختہ جرائم کی فہرست مرتب کرتے جارحیت' بھی صرف عالمی امن کی خاطر ہے۔ یہی مقصد افغانستان کو ملیا میٹ کرنے کی تہہ میں تھا۔

بھارت اور اسرائیل نصف صدی سے نہتے کشمیری اور فلسطینی عوام کے ساتھ جو کچھ کر رہے ہیں وہ بھی جنگی جرائم میں داخل نہیں بلکہ کشمیری اور فلسطینی جو کچھ آزادی وطن کے لئے کر رہے ہیں وہ مسلمہ جنگی جرائم ہیں جن پر "مہذب" امریکی' برطانوی' بھارتی اور اسرائیلی نیتاؤں کو سخت تشویش ہے اور جن کو سزا دینا "عالمی امن و سلامتی" کے لئے ان ممالک پر واجب ہے اور یہی کچھ روس چیچن مسلمانوں کے لئے کر رہا ہے۔ سب کا ایجنڈا ایک ہے۔

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے اور یہ درست بھی ہے کہ اگر کوئی شخص' گروہ یا ملک اپنی حدود سے باہر جا کر حملہ آور ہو تو جرم کا مرتکب وہی قرار پائے گا۔ اپنی حدود میں' اپنے گھر میں حملہ آور کا مقابلہ کرنے والا دفاعی پوزیشن میں ہونے کے سبب کسی ضابطے قانون کی رو سے مجرم قرار نہیں پاتے ماسوائے اس کے کہ اللہ کے بندوں پر ہونے والے ظلم اور بندوں کو بندوں کی غلامی سے نجات دلانے کی خاطر محض رضائے الٰہی کے لئے جہاد کیا جائے۔

مسلمہ طور وحشت و بربریت کی علامت بش اور اس کا معاون بلیئر' کہ وہ افغانستان میں عملاً اپنی وحشت و بربریت کا ثبوت فراہم کر چکے ہیں' گذشتہ دہائی سے عراق میں فراہم کر رہے ہیں اگر صدام حسین یا کسی اور کو جنگی مجرم قرار دیں تو ہلکے سے ہلکے الفاظ میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ ''شرم تم کو مگر نہیں آتی'' عراق پر روا رکھی گئی سابقہ جارحیت اور روا رکھی جا رہی موجودہ بربریت بھی اگر جنگی جرم نہیں ہے تو پھر یہ ہے کیا؟

عراق نے اپنے ٹی وی پر جنگی مجرم سپاہ کے زندہ مردہ' امریکی' عوام کو دکھا دیئے تو بش بھڑک اٹھے اور صدام مع اس کے ساتھی اس حد تک معتوب ٹھہرے کہ ان پر جنگی جرائم کا مقدمہ چلایا جانا ضروری ہو گیا مگر خود امریکہ برطانیہ نے افغانستان میں' عراق میں جو کچھ کیا وہ قابل گرفت نہیں ہے۔ امریکہ ہیگ میں عالمی عدالت انصاف کو تسلیم نہ کرنے کا اعلان کرے' امریکی فوجیوں پر اس عدالت میں مقدمات کی سماعت کو تسلیم نہ کرے' اس کا اسے ''حق'' ہے۔

''مہذب'' امریکہ کا یہ انصاف دنیا نے کہاں دیکھا ہو گا۔ یہودی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ اقوام عالم کے مقابلے میں خدا کے چہیتے ہیں۔ اب ''خدا کے ان چہیتوں کے غلام ثابت نے پر امریکہ و برطانیہ بھی چونکہ خدا کے چہیتے ہیں لہذا ان کے خلاف جنگی جرائم کے ارتکاب کا ثبوت مل جانے کے باوجود ان پر کسی عدالت میں مقدمہ نہیں چلایا جا سکتا۔ البتہ وہ جس پر جب اور جہاں چاہیں جنگی جرائم کا مقدمہ چلا لیں۔

بش نے الٹی میٹم دیا ہے کہ عراق قیدی بنائے جانے والے اتحادی فوجیوں کے ساتھ جنیوا کنونشن کے مطابق سلوک کرے کیونکہ ان اتحادیوں نے خود گوانٹانا مو میں' افغانستان سے لے جائے گئے قیدیوں کے ساتھ جنیوا کنونشن کے عین مطابق ''مثالی سلوک'' روا رکھا ہے۔ شبرغان' اور سر لیلی میں' جنگی قلعہ میں' افغان مجاہدین کے خون سے کھیلی جانے والی ہولی بھی جنیوا کنونشن کی تمام شقوں پر ''اخلاص'' سے کی گئی کاروائی ہی تو تھی۔

☆ ☆

کاش عالمی سطح کا یہ مسلمہ جنگی مجرم جان سکتا کہ مسلمان ہر قیدی سے، جنگی ہو یا غیر جنگی مثالی سلوک کی تاریخ رکھتے ہیں جس کی تازہ ترین مثال افغان طالبان کی جیل سے رہا ہونے والے قیدیوں کے بیانات خصوصاً برطانوی صحافی ریڈلی کا بیان ہے جو طالبان کے حسن سلوک سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گئی۔

☆......☆......☆

☆

اسکندر و چنگیز کے ہاتھوں سے جہاں میں
سو بار ہوئی حضرت انسان کی قبا چاک!
تاریخِ امم کا یہ پیغامِ ازل ہے
صاحبِ نظراں! نشۂ قوت ہے خطرناک!
(اقبالؒ)

تھا جو ناخوب، بتدریج وہی ''خوب'' ہوا
کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

10/02/03

اسلام اور مسلم امہ کے خلاف یلغار کیا بش اور بلیئر کا فیصلہ ہے؟

عالم اسلام کے خلاف صیہونی مسیحی یلغار کے متعلق عمومی سوچ یہی ہے کہ روسی کمیونزم کی افغانستان میں کمر تڑوانے کے بعد امریکن ورلڈ آرڈر عالم اسلام کے خلاف انگڑائی لی ہے کہ اب عالمی سطح پر مسیحی تہذیب وتمدن کو اسلام ہی سے خطرہ ہے اور اس خطرے کی سرکوبی امریکی برطانوی سرخیل ہی کر سکتے ہیں یا ان کے ساتھ وہ بھی جنہیں وہ قائل کرلیں یا مفادات کا سبز باغ دکھادیں۔

بدلتے عالمی حالات پر گہری نظر رکھنے والے اس فکر سے اتفاق نہیں کرتے بلکہ ان کا نقطہ نظر یہ ہے کہ گلوبل سطح پر جیو پولیٹیکل چیس (Geo-political Chess) کی عہد قیم سے بچھی بساط کے ایک جانب یہودی کھلاڑی ہے تو دوسری طرف باقی دنیا ہے۔ صیہونی کھلاڑی ایک تدریج کے ساتھ مد مقابل کو مات دیتے رہے ہیں اور تاریخ اس حقیقت پر بے شمار شواہد سامنے لاتی رہی ہے۔

یہود کے دجل وفریب پر مبنی ہر منصوبے کا مقصد وحید عالمی اقتدار ہے اور وہ اپنے طے کردہ منصوبوں پر خود سامنے آ کر عمل کرنے کے بجائے' اپنے اہداف کی تکمیل اپنے زرخرید ایجنٹوں سے' اپنے مہروں سے' کرواتے ہیں۔ زرخرید سے ہماری قطعاً یہ مراد نہیں ہے کہ ان کا ہر' کارندہ' تنخواہ دار ہے بلکہ کچھ تنخواہ لیتے ہیں تو کچھ دوسری مراعات سے ''فیضیاب'' ہوتے ہیں جبکہ بعض محض اقتدار کے لئے یا اپنے کام اقتدار کیلئے ان کے غلام ہیں۔

یہ بات ہم کسی مفروضے کی بنیاد پر نہیں کہہ رہے بلکہ یہ صیہونیت کے ان تانے بانے

☆ ☆

بڑوں کی اتھارٹی پر کہہ رہے ہیں جنہوں نے یہود کی راہنمائی کے لئے پروٹوکولز (Protocols) جیسی مربوط منصوبہ بندی کی۔ پروٹوکولز کی جس منصوبہ بندی کو ان کے ہر دور کے "سیانے" بدلتے حالات سے ہم آہنگ کرتے آئے اور جس پر چہار سو عمل کو ہر باشعور کھلی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ پروٹوکولز ہر دور کی زندہ تحریر ہے۔

☆ "یہ بات اب کسی ثبوت کی محتاج نہیں ہے کہ خدا نے اقتدار اعلیٰ ہمارے لئے طے کر دیا ہے۔ ہماری ملکیت میں بے بہا سونا یہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ صدیوں پر محیط ماضی سے حال تک ہم سے جو خباثتیں، خرابیاں سرزد ہوئی ہیں ان میں فلاح و بہبود کا راز پنہاں تھا اور ہر چیز کو ایک نظم کی لڑی میں پرونے کی خاطر تھا۔ ناگزیز تشدد بھی قیام حکومت کی خاطر ہوگا۔" ☆ (Protocols:22:3)

☆ "اگر کہیں کوئی منصوبہ سازی ہو رہی ہو تو اس منصوبے میں اہم کردار ادا کرنے والا کوئی ہمارا مخصوص اور قابل اعتماد بندہ ہونا چاہیئے۔ فطری بات ہے کہ فری میسن کے علاوہ اور کون حق رکھتا ہے کہ وہ اہم معاملات کو اپنے ہاتھ میں رکھے کیونکہ یہ صرف ہم جانتے ہیں کہ معاملات کو کیا شکل دینی ہے اور کس انجام تک لے جانا ہے۔" ☆ (Protocols:15:5)

آغاز میں ہم نے ذکر کیا تھا کہ یہود نے مغرب کو اسلام کے پھیلتے سائے سے خوف زدہ کر کے، اسے اسلام کے مدمقابل کھڑا کیا ہے۔ مغرب کو قائل کرنے کے لئے "مدلل" اعداد و شمار کا سہارا لیا ہے۔ ہم اعداد و شمار کو آپ کے سامنے لانے سے قبل اعداد و شمار کے متعلق ان کی اپنی رائے آپ کے سامنے لاتے ہیں تاکہ اعداد و شمار کی حقیقت، معیار (Authanticity) آپ کے سامنے رہے اور آپ بہتر فیصلہ کر سکیں کہ یہود کتنے سچے ہیں:

☆ ☆

☆ ''غیر یہود کو غیر متعصب حتمی تاریخی مشاہدات سے عملی راہنمائی دینے کے بجائے محض غیر عملی معلومات فراہم کی جاتی ہیں اس لئے ہمیں ان کے لئے فکر مند ہونے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ وقت معین آنے تک ان کو اسی خوش فہمی میں لگا رہنے دو...... ہم نے انہیں جن امور کو سائنسی قواعد کے طور پر تسلیم کر لینے کی ترغیب دی ہے اس پر انہیں جما رہنے دو یہی مقصد تو ہے جس پر ان کی ایمان کی حد تک پختگی کے لئے ہمارے اخبارات و جرائد ہر لحہ کوشاں ہیں۔ غیر یہود کے ''دانشور'' ہماری مطلوبہ سمت میں اپنی قوم کو لے جانیکی خاطر خود ہی ''سائنسی معلومات و حقائق'' کو جنہیں ہمارے عیار ماہرین نے تیار کیا ہے' خوشنما بنا کر اپنی قوم کو مہیا کریں گے'' ☆ (Protocols:2:2)

مذکورہ مفصل اقتباس کو ذہن میں محفوظ رکھیئے اور پھر ذیل مین دیئے گئے مختلف اعداد و شمار کے ساتھ مغرب کو اسلام کی معاشی' افرادی اور فوجی قوت سے خوف زدہ کرنے کا سائنسی انداز ملاحظہ فرمایئے:

ہم اپنی بات کی تائید میں مختلف جدول آپ کے سامنے رکھتے ہیں:

جدول I 'سیاسی سطح پر تہذیب کے زیر اثر علاقہ' (ہزاروں میں فی مربعہ میل)

سال	مغربی ممالک	افریقی ممالک	ہندو	مسلم ممالک	جاپان	لاطینی امریکہ	آرتھوڈوکس	متفرق
1900	20290	164	54	3592	161	7721	8733	7468
1920	25447	400	54	1811	261	8098	10258	2258
1971	12806	4636	1316	9183	142	7833	346	2302
1993	12711	5682	1278	11054	145	7819	7169	2718

جدول II، عالمی سطح پر شرح فیصد

سال	مغربی ممالک	افریقی ممالک	ہندو	مسلم ممالک	جاپان	لاطینی امریکہ	آرتھوڈوکس	متفرق
1900	38.7	0.3	0.1	6.8	0.3	14.7	16.6	14.3
1920	48.5	0.8	0.1	3.5	0.5	15.4	19.5	4.3
1971	24.4	8.8	2.5	17.5	0.3	14.9	19.7	4.4
1993	24.2	18.8	2.4	21.1	0.3	14.9	13.7	5.2

آپ دیکھ رہے ہیں کہ کس خوبی سے اسلام کا عروج اور مغرب کا زوال دو اور دو چار کی زبان پیش کر کے مغرب کو اسلام سے خوف زدہ کیا گیا ہے کہ مغرب 20,290 سے گر کر 12.711 اور 38.7 فیصد سے گر کر 24.2 فیصد پر آیا جس کے مقابلے میں اسلامی تہذیب کا پھیلاؤ 3,592 سے بڑھ کر 11,054 تک پہنچ گیا اور یہ گراف 6.8 فیصد سے بڑھتے ہوئے 21.1 تک 1993 میں پہنچ گیا تھا۔ اسلامی تہذیب بتدریج مغربی تہذیب پر گہرے سائے ڈالتی جارہی ہے۔

جدول III، عالمی سطح پر مختلف تہذیبوں کی آبادی میں بڑھوتری یا کمی (فیصد شرح)

سال	عالمی سطح پر	مغرب	افریکی ممالک	ہندو	مسلم ممالک	جاپان	لاطینی امریکہ	آرتھوڈوکس	متفرق
1900	1.6	44.3	0.4	0.3	4.6	3.5	3.2	8.5	16.3
1920	1.9	48.1	0.7	0.3	2.4	4.1	4.6	13.9	8.6
1971	3.7	14.4	5.6	15.2	13.0	2.8	8.4	10.0	5.5
1990	5.3	14.7	8.2	16.3	13.4	2.3	9.2	6.5	5.5
1995	5.8	13.1	9.5	16.4	15.91	2.2	9.3	6.11	3.5
2010	7.2	11.5	11.7	17.1	17.9	1.8	10.3	5.41	2.8
2025	8.5	10.1	14.4	16.9	19.2	1.5	9.2	4.91	2.8

مغرب کو اسلام کے خلاف منظم کرنے میں مندرجہ ذیل اعداد و شمار کے مادہ کا بھی بہت عمل دخل ہے اسی بھی اپنے ذہن میں محفوظ کیجئے۔

جدول IV' عالمی معیشت فیصد شرح

سال	مغربی ممالک	افریکی ممالک	ہنود	اسلامی ممالک	جاپان	لاطینی امریکہ	آرتھوڈوکس	متفرق
1950	64.1	0.2	3.8	2.9	3.1	5.6	16.0	1.0
1970	53.4	1.7	3.0	4.6	7.8	6.2	17.4	1.1
1980	48.6	2.0	2.7	6.3	8.5	7.7	16.4	1.4
1992	48.9	2.1	3.5	11.0	8.0	8.3	6.2	2.0

گویا مغرب کو اس خوف میں مبتلا کیا جا رہا ہے کہ مغربی معیشت بتدریج گر رہی ہے اور مقابلتاً اسلامی بلاک کی معیشت تیزی سے مستحکم ہو رہی ہے جو مغرب کے لئے شدید خطرہ ہے۔اس جلتی پر تیل مندرجہ ذیل ''حقائق'' ڈال رہے ہیں ملاحظہ فرمائیے جدول V

جدول V' عالمی سطح پر افواج میں تہذیبوں کے لحاظ سے شرح فیصد

سال	گلوبل ٹوٹل	مغرب	افریکہ	ہنود	مسلمان	جاپان	لاطینی امریکہ	آرتھوڈوکس	متفرق
1900	10.086	43.7	1.6	0.4	16.7	1.8	9.4	16.6	0.1
1920	8.645	48.5	3.8	0.4	3.6	2.9	10.2	12.8	0.5
1970	23.891	26.8	2.1	6.6	10.4	0.3	4.0	25.1	2.3
1991	25.797	21.1	3.4	4.8	20.0	1.0	6.3	14.3	3.5

1900ء میں مغرب کی فوجی افرادی قوت 43.7 تھی جو 1920ء تک 48.5 تک پہنچی جسے یہود کے منصوبہ سازوں نے پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے جھٹکے دے کر 26.8 تک

☆ ☆

پہنچایا۔ اب اس 21.1 کے مقابلے میں اسلامی بلاک کی سرعت سے 16.7 سے 20% تک اضافے سے مغرب کو ڈرا کر اسے اسلامی بلاک کے مدمقابل لا کھڑا کیا ہے کہ اسلامی بلاک کا فوجی استحکام مغرب کے لئے شدید خطرہ ہے۔ (مذکورہ جدول "تہذیبوں کا تصادم" از سیموئیل ہنٹنگٹن کے صفحات 85-84 سے لئے گئے ہیں)

تہذیبوں کے تصادم کی حوالے سے سیموئل ہنٹنگٹن سوال سامنے لاتے ہیں:

☆ "بہر حال یہ سوال اپنی جگہ موجود ہے کہ بیسویں صدی ختم ہو رہی ہے اور مسلمان دوسری تہذیبوں کے ساتھ دہشت پسند گروپوں کی شکل میں نبرد آزما ہیں۔" ☆ (Clash of civilisations - S. Hantington, P-262)

ہنٹنگٹن اپنے تجزیئے میں کہتا ہے کہ مسلمانوں میں تشدد کا "چسکہ" ہے جس کے 6 اسباب ہیں۔ بقول اس کے 3 داخلی ہیں اور 3 خارجی ہیں یعنی 3 باہم دست و گریبان ہونے والے اور تین دوسری تہذیبوں سے نبرد آزما کرنے والے۔ ان کو وہ یوں بیان کرتا ہے:

☆ "پہلی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ اسلام آغاز ہی سے تلوار کا مذہب ہے اور یہ فوجی مہمات کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ اسلام عرب کے جنگجو قبائل میں آیا اور تشدد پسندی اسلام کی بنیاد ٹھہری۔ محمد ﷺ خود جنگجو تھے اور منجھے ہوئے فوجی سپہ سالار تسلیم کیئے جاتے ہیں (اس کے برعکس کیا مہاتما بدھ اور عیسیٰ کے متعلق کوئی یہ کہہ سکتا ہے) یہ دلیل بھی دی جاتی ہے کہ اسلامی تعلیمات غیر مسلموں کے خلاف جنگ کا حکم دیتی ہیں۔ جب اسلام کا پھیلاؤ رک گیا تو یہ باہم دست و گریبان ہو گئے۔" ☆

(The Clash of Civilisations, P:263)

☆ ☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
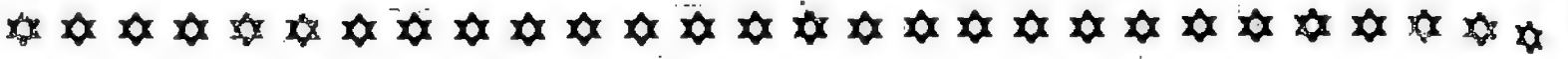
☆"ہر دور کی تاریخ مسلمان کے جنگجوانہ رویہ پر گواہ ہے کہ انہیں غیر مسلموں کو برداشت نہ کرنے کا چسکہ پڑا ہوا ہے...... اسلام مرکزیت نہ ہونے کے سبب عدم استقلال کا شکار ہے۔"☆

(The Clash of Civilisations, P:264)

مسلم امہ کے خلاف بھرپور کاروائی سے قبل حیلے بہانے سے کبھی ناولوں کی طرز پر، کبھی تھنک ٹنکس کی زبانی، کبھی دانشوروں کی آرا کے نام پر من گھڑت جارج شیٹ صیہونی حربے ہیں۔ یہود ہر کام "حکمت اور دلیل" کی بنیاد کر خود زیر زمین رہتے اپنے مہروں سے کرواتے ہیں مثلاً عراق ایران کی جنگ جس سے قبل کیرش 79 ناول کے نام پر 'فیلر' چھوڑا جا چکا تھا یا عراق کویت قضیہ' کہ اسرائیل کے مستقل تحفظ کی خاطر عراق کی کمر توڑنا ناگزیر تھا۔ اپنی تحفظ کی خاطر کامل عیاری سے امریکہ برطانیہ کو عراق کے سیال سونے پر قبضہ کا لالچ دیا گیا۔

مسلم امہ کے خلاف 21 ویں صدی کی ابتدا میں جارحیت کا طویل پس منظر آپ کے سامنے لانے کے بعد اب ہم آپ کو موجودہ دہشت گردی اور متوقع بربریت کی پرانی منصوبہ بندی کی جھلکیاں دکھاتے ہیں تا کہ آپ خود پہچان سکیں کہ بش اور بلیئر کس نادیدہ قوت کے وحشی غلام ہیں اور اس نادیدہ قوت کا طریقہ واردات کیا ہے؟

ماضی میں نادیدہ قوت کا ترجمان اور فرنٹ مین ویشاپٹ ایک مسیحی ماہر قانون تھا جو جرمن کی "ان گولڈسٹڈ یونیورسٹی" میں قانون کا پروفیسر تھا اور جس نے مسیحت چھوڑ کر بعد ازاں "ابلیسی فلسفہ" کو اپنا لیا تھا۔ یہودی "سونے کے مالکان" نے اس کے ذمہ یہ کام لگایا کہ وہ صدیوں پرانی پروٹوکولز (Protocols) کو نئے دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ بنائے اور عالمی اقتدار تک رسائی کا کام سہل ہو۔ یہ کام 1970ء میں اس کے سپرد ہوا جسے اس نے 1976 میں مکمل کرلیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یہ خلاصۂ شیطانی منصوبہ تھا جس کے تحت ایسا انقلاب لانا مقصود تھا جس میں ابلیسی فلسفہ عالمگیر سطح پر تمام اقدار کو بہا لے جائے اور سب کچھ تہہ و بالا ہو جانے کے بعد' یعنی مذاہب اور حکومتیں' یہود کے عالمی اقتدار کا خواب شرمندہ تعبیر ہو سکے۔ ویشاپٹ (Weishaput) نے اپنے شیطانی منصوبہ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے یکم مئی 1976ء کو اپنی دہشت گرد تنظیم ایلومینیٹی (Illuminati) ''داعیان روحانیت'' کی بنیاد رکھی۔

''داعیان روحانیت'' فی الاصل عبداللہ بن سبا اور حسن بن سبا' یہود ہی کی فکر و عمل کا تسلسل تھا جسے ویشاپٹ نے ''جدید'' بنایا تھا۔ اس ذہنی طور پر دہشت گرد نے سینہ دھرتی پر ''صرف ایک حکمران'' کے کنٹرول کی بڑے سائنسی انداز میں منصوبہ بندی کی۔ (بات کی تہہ تک پہنچنے کے لئے آپ اپنے ذہن میں UNO کے تمام ذیلی اداروں کی وسعت' طریقہ کار کو رکھیں مثلاً ورلڈ بنک' ائی ایم ایف' ڈبلیو ٹی او' TRIPs' گلوبلائزیشن کا فتنہ وغیرہ۔

1840ء میں جنرل البرٹ پائک کو ''روحانیت کے داعیوں'' نے پھانس لیا اور اپنے ابلیسی منصوبے' یعنی ''ایک عالمی حکمران'' پر کام کی منصوبہ بندی اس کے ذمہ لگائی جس نے 1859ء سے 1871ء کے درمیان مکمل عرق ریزی اور یکسوئی کے ساتھ عالمی سطح پر 3 بڑے انقلابات اور 3 بڑی عالمی جنگوں کی منصوبہ بندی کی۔ 3 بڑے انقلابات میں سے ایک انقلاب روس تھا۔ تین بڑی جنگوں میں سے پہلی اور دوسری عالمی جنگ اور یہود کے مطلوب ثمرات دنیا کا ہر باشعور دیکھ چکا ہے۔

جنرل البرٹ پائک کی منصوبہ بندی کے مطابق اب تیسری عالمی جنگ ہونا باقی ہے۔ اگر چہ اس کی منصوبہ بندی کے مطابق 20 ویں صدی کے آخر میں طے تھی مگر بدلتے عالمی حالات اسے 21 ویں صدی کے آغاز تک دھکیل لائے۔ پائیک کا نقطہ نظر یہ تھا کہ یہ آخری بڑی جنگ یہود کی منزل کے لئے فیصلہ کن ہو گی اور عالمی سطح پر مذاہب اور حکومتوں کا خاتمہ کر دے گی جس کے لئے صیہونیت نے ہمہ جہت اور ہمہ وقت اپنی بے شمار ذیلی سازشی
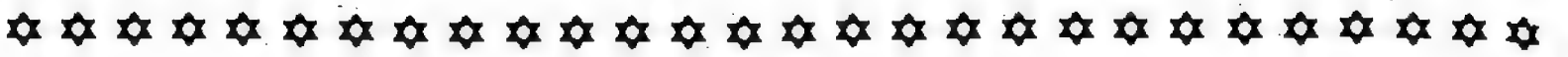
تنظیموں کے ذریعے کام کیا ہے۔

☆ ''تیسری عالمگیر جنگ کا خمیر یہود کے ایجنٹ مسلمان حکمرانوں اور سیاسی یہود (یہودی حکمرانوں) کے مابین اختلافات کو ہوا دے کر اٹھائیں گے۔ اس مجوزہ جنگ میں صورت حال یوں پیدا کی جائے گی کہ اسلام (عرب حکومتیں بشمول اسلام ''محمد ازم'') تباہ ہو اسی طرح اسرائیلی سیاسی حکومت بھی اور اس دوران بقیہ دنیا اس مسئلے پر دو گروپوں میں تقسیم ہو کر ایک دوسرے کے مد مقابل آ جائیں اور یہ آپس میں الجھ جائیں گے تا آنکہ مکمل طور پر ہر اعتبار سے' ہر پہلو سے ادھ موئی ہو جائیں گے مفلوج ہو جائیں گے ذہنی طور پر اور عملاً بھی۔ (شرق اوسط اور مشرق بعید میں وقوع پذیر صورت حال کو باشعور کیا نام دینگے)'' ☆ (Pawns in the Game XV)

''شطرنج کی بساط کے مہرے'' جس کا ہم نے آغاز میں ذکر کیا تھا' عنوان ہے ولیم گوئی کر (William Guy Curr) کی کتاب کا' جس نے یہودی ''کھلاڑیوں'' کے ''کارہائے نمایاں'' کا بڑی تفصیل سے جائزہ پیش کیا ہے۔ یہود ''تعمیر کے لئے تخریب'' پر ایمان رکھتے ہیں اور یوں اپنایا اپنے محسنوں کا نقصان کر کے اپنے مخصوص عزائم کی تکمیل کرتے ہیں۔ 11 ستمبر کو نیویارک میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی تباہی اس کی ادنیٰ سی ایک مثال ہے جس پر بین الاقوامی ایجنسیاں گواہی دے چکی ہیں۔

مذکورہ اقتباس کو ذہن میں محفوظ رکھتے اس اخباری خبر پر غور کریں جس میں کسی امریکی کا بش اور بلیئر کو مشورہ تھا کہ جرأت کر کے مکہ' مدینہ پر ایٹم بم گرائیں' مسلمانوں کا مرکز تباہ ہو جائے گا تو خود ہی جھاگ کی طرح بیٹھ جائیں گے۔ اسی طرح ماضی میں مغرب نے ''ظہورِ مہدی'' نامی ناولٹ کے ذریعے مسلم دنیا میں ''فیلر'' چھوڑا تھا کہ عین حج کے ایام میں

''مہدی'' کا ظہور ہوگا جس کی قربانی کو امریکی سیارہ سے لیزر کے ذریعے بھسم کر کے دعویٰ مہدویت کی صداقت ثابت کرنے کے ساتھ پانچ جہازوں سے مکہ پر ایٹم بم گرائے جائینگے۔

بش اور بلیئر کو اسلام کے مدمقابل لانے والے ''نادیدہ ہاتھوں'' کو پہچاننے کے ذیل کے اقتباس کافی ہیں' آپ جان لیں گے کہ افغانستان' عراق کس کی زد میں ہیں۔

☆''میں نے کچھ عرصہ قبل لکھا تھا کہ امریکی وزیر خارجہ کولن پاول کے دورہ مشرق وسطیٰ سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ امریکہ کی خارجہ پالیسی کون کنٹرول کرتا ہے۔ امریلہ کے عوامی نمائندے یا اسرائیل اور امریکہ میں موجود یہود کی موثر لابی؟ جواب مل چکا ہے۔ اسرائیل ہی امریکہ اور اس کی خارجہ پالیسی کو کنٹرول کرتا ہے۔''☆ (The End of America's Prestigue)

☆''مسٹر پاول کی کمزوری ان کی اعصابی توانائی اور ان کی بزدلی اسرائیل اور فلسطین کے درمیان ایک ایسی جنگ شروع ہونے کا سبب بن سکتی ہے جو ہمارے اندازوں سے کہیں زیادہ خوفناک ہوگی۔ مسٹر پاول' صدر بش اور اسرائیلی وزیر اعظم ایریل شیرون کے ہاتھوں امریکہ کی ساتھ اور اعتبار کا جنازہ اٹھ چکا ہے۔''☆

(The Independent - Robert Fisk)

اسلام اور اسلامی ممالک سے لے کر مشرق بعید میں شمالی کوریا کو آگ و آہن کی لپیٹ میں لینے کے لئے بے تاب بش اور بلیئر جنرل البرٹ پائک کی 59-1811 کی منصوبہ بندی پر عمل کے یہ آخری مہرے ہیں جن کی نکیل ''پروٹوکولز کے محافظوں'' کے ہاتھ میں ہے جو پوری دنیا پر دیگر محاذوں کے کامیاب حملوں کے بعد جنگی قوت سے چھا جانا چاہتے ہیں۔

☆......☆......☆

☆ ☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

23/01/03

مسلم امہ پر جارحیت کے سائے

امریکی برطانوی ننگی جارحیت کا عفریت لحہ لحہ انتہائی تیزی کے ساتھ مسلم ممالک کی طرف بڑھ رہا ہے۔ امریکہ و یورپ میں بڑے بڑے عوامی مظاہرے اس جارحیت کے خلاف ہو رہے' کچھ دوسرے ممالک بھی آواز بلند کر رہے ہیں مگر وہ' جن پر ظلم کی گھٹا برسا چھا رہی ہے' منقار زیر برہین عرب ریاستیں اپنے عوام کو بھی اپنے جذبات کے اظہار کا حق دینے پر آمادہ نہیں ہیں چہ جائکہ خود سرکاری سطح پر کسی بھرپور ردعمل کا اظہار کریں۔

امارات اسلامی افغانستان کو تاراج کرنے کے بعد خونِ مسلم کے چکھے ذائقے نے ''اشتہا'' کو اور بڑھا دیا ہے جس کی تسکین کے لئے دوسرا شکار عراق ٹھہرا جو پہلے سے ان وحشی درندوں کے پنجوں تلے روندا ہوا ہے۔ جبڑوں سے بہتے خون کے ساتھ کسی بھی لحہ پوری شدت کے ساتھ یہ دونوں اس پر جھپٹنا چاہتے ہیں۔ بھیڑیوں کے اس اتحاد کا مقابلہ جن سے ہے وہ نسلاً تو شیر تھے مگر ''صحبت زاغ'' نے انہیں بکری فطرت بنا دیا اور آج وہ صرف تشویش کا اظہار کرتے ہیں۔

صدام حسین' اسامہ بن لادن کی طرح ٹارگٹ ہے۔ نہ کبھی اسامہ بن لادن حقیقی ٹارگٹ تھا اور نہ آج صدام حسین حقیقی ٹارگٹ ہے۔ حقیقی ٹارگٹ اسلام اور مسلم امت کی وہ قوت ہے جو اسرائیل کے لئے خطرہ ہے' وہ سیال سونا ہے جو امریکہ و یورپ کی چمنیوں کو زندہ رکھنے کے لئے ناگزیر ہے' اسلام کا وہ فلسفہ حیات ہے جس کے بالفعل نفاذ و استحکام کا مطلب ان کی تہذیب و معاشرت کی موت ہے۔ یہ سبق یہود کو ازبر یاد ہے اور یہی سبق اس نے اپنے

☆ ☆
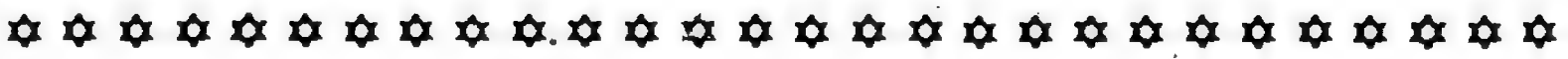
ان مہروں کو رٹا کر اسلام کو انکا دشمن نمبر 1 بنایا ہے۔

کفر کے ان سربراہوں کا یہ مطالبہ کس قدر مضحکہ خیز ہے کہ صدام ملک چھوڑ کر چلا جائے۔ صدام فرشتہ نہیں انسان ہے' ہم اس کی وکالت بھی نہیں کرتے مگر صدام کو بطور سربراہ مملکت رکھنا یا نکالنا عراقی عوام کا حق ہے کسی بھی دوسرے ملک کو اگر یہ حق ملک جائے تو کل بش اور بلیئر کو روس' چین یا کوئی دوسرا ملک' ملک چھوڑنے کا مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہوگا۔ عرب اگر ملی حمیت و غیرت کی قبر پر مجاور بنے صدام کی ملک بدری کے مطالبے پر تشویش و مصلحت سے آگے نہ بڑھیں گے تو کل یہی کچھ ان سے بھی ہو سکتا ہے۔

کل یہ مطالبہ سامنے آنے کے بڑے قومی امکانات ہیں اور دبی زبان سے یہ کہا بھی جا چکا ہے کہ عرب سربراہان اپنے ہاں جمہوریت لائیں۔ کیا یہ اس مطالبے کا ہی ایک پہلو نہیں ہے کہ موجودہ سربراہان اپنی اپنی گدیاں چھوڑ کر جمہوری صدور کے لئے راستہ صاف کر دیں۔ کیا کل یہ مطالبہ سامنے نہیں آسکتا کہ جنرل پرویز مشرف پاکستان چھوڑ جائیں ورنہ ملک نتائج بھگتنے پر تیار ہو جائے۔ کل صدام کی پشت پر امریکہ تھا۔ ایران پر یلغار صدام کا فیصلہ نہ تھا۔ کویت پر یلغار صدام کا فیصلہ نہ تھا۔

صدام حسین کو استعمال کرنے والا اس کا ''پکا اتحادی'' امریکہ اگر آج اسے ملک بدری کی ذلت جھیلنے کا مشورہ دیتا ہے تو کیا گارنٹی ہے کہ کل پاکستان کا بھی ''پکا اتحادی'' فرنٹ لائن سٹیٹ کے چمپئن جنرل پرویز مشرف کو استعمال کر لینے کے بعد یہی مطالبہ نہیں کرے گا؟ صدام جیسا بھی ہے اس کے عوام کی اکثریت اس پر جان چھڑکتی ہے۔ صدام اگر ''جبار و قہار'' ہے تو امن و جنگ کے کسی موقعہ پر عوام نے ''جبر و قہر'' سے نجات کی کوشش کیوں نہیں کی؟ جبکہ مشرف صاحب اپنے ملک کے عوام کی نظر میں محبوب صدر نہیں ہیں۔

صدام حسین اور عراق کا جرم' ایک مسلم بھائی اور مسلم ملک کا جرم ہے جن کی اصلاح

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اپنے ہی گھر کے اندر‘ اپنی ہی پنچائت میں ہوسکتی تھی مگر ہماری بے بصیرتی کہ ہم انصاف کے لئے بندر کو لے آئے اور بندر نے انصاف کرتے 12‘13 سال میں ''ملزم اور مدعی'' دونوں کو نچوڑ کر پھانک کر دیا۔ بلکہ دونوں کے اجسام سے نچوڑے لہو سے ''ملزم اور مدعی'' کے ازلی دشمن اسرائیل کی آبیاری کی۔ اسرائیل کو ان کے خرچ پر جدید اسلحہ دیا‘ ان کو باہم لڑا کر افرادی اور اسلحی قوت ختم کی۔

عربوں میں زیادہ ''خطرناک'' عراق ہے اور عجمیوں میں سے پاکستان اور ایران ہیں۔ ترکی اپنی اسلام دشمن فوج کے سبب کفر کے لئے قابل قبول رہا ہے۔ اسرائیل کے یہود نے امریکہ و یورپ کو اپنے سونے اور اپنے مکر و دجل و سازشوں سے زیر کر رکھا ہے۔ اپنا غلام بنا رکھا ہے اور اب اس ''غلام'' سے اسلام کے خلاف کاروائی کروائی جا رہی ہے جس کے دو اہداف ہیں ''غلام'' اور اسلام کی جنگ میں مسلمان دونوں ہی تباہ ہونگے نہ کبھی ''غلام'' آنکھیں دکھا سکے گا نہ اسلام سے خطرہ باقی رہے گا۔

بربریت و جارحیت کا پھنکارتا یہ عفریت باری باری ہر مسلمان حکمران کے دروازے پر دستک دینے کا پروگرام رکھتا ہے اور خود سوچ لیجئے کہ اگر عراق کے بعد ایران‘ سعودی عرب‘ پاکستان اور دوسری عرب ریاستوں سے ''بدی کا صفایا'' ہوا تو آپ کہاں ہونگے اور بفرضِ محال یہ عراق تک محدود رہے تو اس کے بداثرات سے آپ کی معیشت‘ آپ کی صنعت و تجارت و زراعت بلکہ آپ کی معاشرت بھی کہاں محفوظ رہ سکے گی۔ تیل کی سپلائی میں تعطل کس کس شعبہ زندگی کو پامال نہ کریگا۔

عرب ریاستیں بخوبی اگاہ ہیں کہ ''عرب و عجم'' کی جنگ (عراق و ایران) کے دوران انہوں نے اپنے ترقیاتی منصوبے ترک کر کے اپنی معیشت داؤ پر لگا کر عراق کی مدد کی تھی‘ عراق کے کویت پر قبضہ میں عربوں سے ان کے ''محسن اتحادیوں'' نے آج تک کیا کچھ وصول نہیں کیا؟ عرب ریاستیں‘ بے پناہ مالی ریزرو رکھنے والی ریاستیں‘ کس طرح تمام ریزرو

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کے باوجود خسارے کے بجٹ کی سطح پر آ گئیں۔ پاکستان کے ساتھ ''فرنٹ لائن'' پر ہونے کے ناتے وعدوں کی کس قدر بوچھاڑ ہوئی مگر نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم۔ آخرت کی روسیاہی ضرور ملی۔

مسلمان حکمران ''آقا'' کے سامنے بے بس ہیں۔ اب باشعور سیاسی سماجی راہنماؤں کی ذمہ داری ہے کہ چند ہفتوں کے لئے سیاست کی بساط لپیٹ کر نکل کھڑے ہوں۔ تمام متعلقہ ممالک کے سفیروں سے وفود کی شکل میں ملاقاتیں کریں' سب کو دعوت پر بلا کر ان کو ہوش دلائیں' ملک سے باہر جا کر حوصلہ رکھنے والے موثر لوگوں سے مل کر' OIC والوں کو غیرت دلا کر' ملت مسلمہ کو بنیان الرصوص بنا کر کفر کے سامنے لا کھڑا کریں۔ دشمن بزدل ہے مگر وہ ہماری بزدلی دیکھ کر شیر ہے۔ نعرہ جہاد بلند ہوا تو بمشیت اللہ تعالیٰ اس کے غبارے سے ہوا نکل جائے گی۔ دشمن افواج چل کر مسلمان ممالک کے گھیرے میں خود آ گئی ہیں۔ جذبہ حریت وشہادت سے سرشار گنتی کے لوگ ان بیڑوں کا بیڑہ غرق کر سکتے ہیں۔ بقا کی جنگ میں اگر ملت مسلمہ نے کمزوری دکھائی' اتحاد سے فائدہ نہ اٹھایا تو ''داستان تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں'' الگ الگ پٹنے کے مقابلے میں متحدہ ہو کر دشمن کو پیٹیئے یہ مشکل کام ضرور ہے ناممکن نہیں ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کا مدد کا وعدہ بھی تو ہے......!

☆......☆......☆

پختہ تر ہے گردشِ پیہم سے جامِ زندگی
ہے یہی اے بے خبر رازِ دوامِ زندگی!
خام ہے جب تک تو ہے مٹی کا اک انبار تو
پختہ ہو جائے تو ہے شمشیر بے زنہار تو!

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

20/03/03

آگ ہے، نمرود ہے، اولادِ ابراہیم ہے......!

سرزمین عراق نے ہزاروں سال قبل جس ظلم پر اپنی شہادت کو محفوظ کیا تھا، آنے والے ادوار اس کو دہرانے پر مجبور دیکھے گئے۔ نمرود کی خدائی کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے للکارا تو یزید کی حکمرانی کو نواسۂ رسول ﷺ نے۔ نمرود کے ''دلائل'' کا منہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بند کیا تھا جس پر قرآن نے گواہی سامنے رکھی ''فبحت الذی کفر'' (نمرود کا منہ بند کر دیا، اسے لاجواب کر دیا) تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں یزید کے پاس بھی دلائل نہ تھے صرف منہ زور قوت تھی۔

سرزمین عراق نے تاتاریوں کی وحشت و بربریت سے دجلہ و فرات کو سرخ ہوتے بھی دیکھا۔ گویا یہ خطہ انفرادی اور اجتماعی شکل میں ظلم کا شکار ہونے والوں کی مظلومیت اپنے سینہ میں لئے ہوئے ہے۔ ہر ظالم نے پہلے ظالم سے بڑھ کر ظلم کیا کہ ریکارڈ بنانے میں میں ہی سب سے آگے رہوں۔ اس ظلم میں سبھی پرائے ہی نہ تھے مثلاً نمرود یا تاتاری۔ اپنوں کا بھی جب بس چلا کمی نہ چھوڑی مثلاً یزیدی فوج بھی ''کلمہ گو'' تھی جس نے شہدا کی لاشوں کو مسخ کیا تھا۔

کبھی کبھی حالات و واقعات میں انتہائی مماثلت دیکھنے میں آتی ہے مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نمرود اپنے وقت کا خدا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں زندگی دینے اور چھین لینے کا دعویدار تھا۔ آج اکیسویں صدی کا نمرود بھی صدام کو زندگی دینے نہ دینے کا دعویدار ہے۔ نمرود کو دلائل کے میدان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے لاجواب کیا تھا تو 21

ویں صدی کے نمرود کو صدام نے UNO کے معائنہ کاروں کی تحقیق و تفتیش کے سہارے لاجواب کر دیا ہے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزیدی فوج کے ظلم و وحشت کا مقابلہ محرم الحرام میں کیا تھا تو اسی سرزمین میں صدام حسین بھی محرم الحرام میں مسلمہ مظلوم بنا کھڑا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نمرود کی چارج شیٹ جھوٹ کا شاہکار تھی تو آج کے نمرود بش کی عراق کے خلاف چارج شیٹ بھی جھوٹ کا پلندہ ہے۔ جس کی گواہی دشمن بھی برملا دیتے ہیں۔ غرض ظالم کے ظلم کا رنگ اگر ہمیشہ سے ایک جیسا رہا ہے تو مظلوم کی مظلومیت کا انداز بھی ویسا ہی دیکھنے میں آیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام تنِ تنہا نمرود کے سامنے کھڑے ہیں' حکومت کی قوت جس کی پشت پر ہے' حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور 72 جانثاروں کے سامنے یزیدی فوج کھڑی ہے اور آج عراق کے بے بس ''نہتے حکمرانوں'' کے گرد دنیا کی سپر پاور اور اس کے حمایتی کیل کانٹے سے لیس' جدید ٹیکنالوجی کی ''برکات'' سے آراستہ' صدام اور اس کے بیٹوں کو بوٹیاں نوچنے کے لئے اس پر جھپٹ چکے ہیں اور جھپٹنے کے لئے ہر سہولت صدام اور عراقی عوام کے مسلمان بھائی OIC کے ممبران کویت وقطر خوشدلی سے فراہم کر رہے ہیں۔

اس تمہید کا مقصد صدام حسین کی ذات سے متعلق ''صفائی دینا'' نہیں ہے۔ صدام ایک انسان ہے خیر و شر کا مرکب دوسرے ہر انسان کی طرح' صدام ایک حکمران ہے ہر دوسرے دنیادار حکمران کی طرح۔ آج سینۂ دھرتی پر کون حکمران ہے جس کے ہاتھ ظلم سے اس حد تک صاف ہوں کہ مجرم پر ''پہلا پتھر'' وہ مارے۔ غیر مسلم حکمرانوں کو چھوڑیئے مسلمان حکمرانوں کی بات کیجئے۔ ہمت کیجئے لایئے کوئی نام سامنے' آپ خود ہی پکار اٹھیں گے کہ ''ہم وہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود''۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اسلام کے ساتھ زندہ رہنے کے دعویدار مسلمان حکمران جو آج صدام حسین کے ''جرائم'' کی فہرست میں اضافے پہ اضافہ کرنا اپنا حق سمجھتے ہیں' اپنے اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھنے پر اس لئے آمادہ نہیں کہ انہیں اپنے آپ سے گھن آئے گی۔ کوئی کہتا ہے کہ صدام نے کشمیر پر کبھی حمایت نہیں کی تھی' کسی کو گلہ ہے کہ صدام نے سسر اور داماد قتل کئے تھے' کسی کو صدام ڈکٹیٹر نظر آتا ہے تو کسی کی فہرست میں صدام حسین مہرہ اور ایجنٹ ہے۔

صدام ایسا ہی ہوگا مگر آپ نے بحیثیت حکمران' بحیثیت مسلمان کبھی اپنے مخصوص خول سے باہر نکل کر گردوپیش دیکھا ہے؟ ہم بطور دلیل صرف ایک مثال سامنے لاتے ہیں۔ عرب ریاستیں اقوام متحدہ کی رکن ہیں۔ مسلمان حکمران بخوبی جانتے ہیں کہ UNO کی سلامتی کونسل نے کشمیر اور فلسطین کے حق میں کئی قراردادیں پاس کیں ہیں۔ دونوں ممالک میں 50 برسوں سے مسلمانوں کا خون بہہ رہا ہے مسلمان خواتین کی عزتیں پامال کی جارہی ہیں' بچے یتیم ہو رہے اور خواتین بیوہ۔

آج تک کسی عرب ملک کو بھارت سے یہ کہنے کی توفیق نصیب نہیں ہوئی کہ کشمیری مسلمانوں پر ظلم بند کرو۔ اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عمل کرو ورنہ ہم سفارتی تعلقات' تجارتی لین دین ختم کرتے ہیں اور بھارتی باشندوں کو اس وقت یہاں کام کرنے دیں گے جب تم سلامتی کونسل کی قراردادوں کے مطابق کشمیریوں کو حق خودارادیت دو گے۔ اپنے مطالبے کی تکمیل کے لئے ہم فلاں تاریخ Deadline مقرر کرتے ہیں۔ اگر ایسا ہوتا جو قرین انصاف بھی تھا تو مسئلہ کشمیر حل ہو چکا ہوتا۔

ستم تو یہ ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان یک طرفہ طور پر تعلقات کی دعویدار ہے۔ روایتی بیان بازی کا سہارا لیتے قوم کو بے وقوف بنایا جاتا ہے ورنہ امر واقع یہ ہے کہ بھارت اپنی سفارتکاری اور روایتی مکاری کے بل بوتے پر عرب ریاستوں پر ہمہ جہت حاوی ہے۔ راقم الحروف 74 سے 77 تک اومان میں تھا اور اس بات پر گواہ ہے کہ سلطان قابوس نے بعض

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆ ☆

پبلس ملازمین کو تنخواہیں ایک ہندو بنیا دھرم سی نین سی دیا کرتا تھا۔ تجارت پر ہندوؤں کا کنٹرول تھا۔

بات ہو رہی تھی صدام حسین کی۔ سوال کیا جا سکتا ہے کہ آپ صدام حسین کے پاس کتنی بار گئے یا آپ نے صدام حسین کو کتنی بار اپنے ہاں آنے کی دعوت دی۔ معاملات دوطرفہ گرم جوشی پیدا کرنے سے ہوتے ہیں۔ یہ وصف مرحوم ملک فیصل شہید میں تھا کہ اس میں تعصب نہ تھا۔ اس کا دل ملتِ مسلمہ کے لئے دھڑکتا تھا اس کی بصیرت اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کے لئے وقف تھی جب کہ ہم آج چہار سو سب کچھ اس کے برعکس دیکھتے ہیں۔ اگر یہ سب کچھ ایسا ہی ہے جیسا ہم نے اوپر بیان کیا ہے اور قلبِ سلیم اسے تسلیم بھی کرتا ہے تو صدام حسین سے گلہ کیسا؟

صدام حسین شط العرب کے مسئلہ پر ایران کے خلاف ننگی جارحیت کا مرتکب ہوا تھا بالکل درست، مگر کیا بقیہ مسلمان حکمران بری الذمہ ہیں؟ کیا عرب حکمرانوں نے یہ جانتے بوجھتے کہ امریکہ اور صیہونیوں کی 'کریش 79 (Crash-79) ناول کی شکل میں' تمام تر تفصیلات کے عین مطابق یہ جنگ ایران اور عراق کو ہر لحاظ سے کمزور کرنے کے لئے شروع کی گئی ہے' عراق کو خطیر مالی امداد فراہم نہیں کی تھی اور اپنے ملکوں کے اکثر ترقیاتی کام تک نہ روک دیئے تھے؟

کیا مسلمان کہلوانے والے ان حکمرانوں نے' ان کی OIC نے' صدام اور ایران کو سمجھانے کی کوشش کی تھی؟ کیا یہ سچ نہیں کہ امریکہ کے اہداف کی تکمیل میں غیر شعوری طور پر ایران عراق جنگ کو عرب اور عجم کی جنگ سمجھا تھا؟ امریکہ نے عراق کو کیمیائی اور حیاتیاتی ہتھیار جنہیں اب وہ بار بار Weapons of mass distruction کہتا ہے' خود فراہم نہیں کئے تھے؟ اگر کسی مسلمان ملک نے شط العرب پر ثالثی سے بات سلجھانے کی کوشش کی تھی تو اس کا نام لیجئے۔

☆ ☆

☆ ☆

عراق اور کویت کا قضیہ ایک لمحے میں تناور درخت نہیں بن گیا تھا۔ مومنانہ بصیرت کا قحط کہ امریکی صیہونی منصوبہ پر کام کا کسی نے ادراک نہ کیا۔ یہود و نصاریٰ کی منصوبہ بندی کے عین مطابق عراق نے جارحیت کی اور اسے ترغیب دے کر حملہ کروانے والے بن بلائے کویت میں اپنی افواج لے آئے کہ ہم تمہیں ''تحفظ'' دینے آئے ہیں اور پھر اس ''تحفظ'' کی قیمت کویت' سعودی عرب اور دوسری عرب ریاستوں سے وہ آج تک وصول کر رہے ہیں۔

وہ کون کون سا عرب حکمران تھا جس نے صدام اور جابر الصباح کے مابین مفاہمت پیدا کرنے کے لئے عملاً تگ و دو کی اور جسے ''صدام کی ضد'' نے ناکام بنایا۔ OIC اور سربراہ کانفرنس کے کس کس ریزولیوشن کو صدام نے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ بدقسمتی یہ کہ مسلمان حکمران جو بھی دعوے کریں وہ امریکی' صیہونی گرفت میں جکڑے بے بس ہیں اور اپنے اجلاسوں میں ''انتہائی تشویش'' سے آگے کچھ کہہ کر آقاؤں کو ناراض کرنے کی سکت نہیں رکھتے۔

اگر صدام کے ساتھ رابطہ رکھا جاتا' اسے پاس بٹھایا جاتا اور اس کے پاس حکمرانوں کا آنا جانا رہتا تو وہ کبھی خودسر نہ ہوتا۔ اگر شط العرب اور کویتی تیل پر مسلمان حکمران ثالثی کرتے' فریقین کو معاملے کی نزاکت اور صیہونی چالبازیوں سے آگاہ کرتے تو نہ کل ایران عراق کے مالی و حربی وسائل تباہ ہوتے نہ بے شمار خواتین بیوہ اور بچے یتیم ہوتے' نہ صدام کویت پر چڑھائی کرتا اور نہ عرب اپنے وسائل سے ہاتھ دھو کر کنگال بنتے۔

ہم مسلمان ہونے کے دعویدار ہیں مگر فرامینِ الٰہی کے مقابلے میں خود کو زیادہ عقلمند سمجھتے ہیں مثلاً سورۃ الحجرات میں خالق نے مخلوق کو' بالخصوص ایمان کے دعویداروں کو ناراض بھائیوں میں صلح کرانے اور صلح کو ٹھکرانے والے ظالم کی مل کر سرکوبی کا نسخہ بتایا ہے جو ہمہ جہت امن کا ضامن ہے مگر ایران و عراق اور عراق و کویت کے سلسلے میں اسے یکسر نظر انداز کیا گیا جو بڑھتے بڑھتے عراقی عوام کی مکمل تباہی تک پہنچ گیا۔ مجرم کون ٹھہرتا ہے؟

☆ ☆

مسلمانوں کی سادہ لوحی کہیے یا احمقانہ رویے کہ عراق پر وحشت و بربریت نازل کرنے میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ گذشتہ دس بارہ سال سے عراقی عوام مسلسل حملوں اور UNO کی پابندیوں کا شکار ہیں' نہ خوراک درست نہ ادویات تسلی بخش اور اب ہر چیز ہی نایاب بلکہ زندگی بھی اور مکار دشمن ابھی تک انہیں چکمے پہ چکمہ دیتے کبھی کویت پر سکڈ میزائل حملے کی خبر دیتا ہے کبھی مسخرہ پن کی انتہا کہ گیس ماسک پہنوا دیتا ہے۔

یہ حقیقت کس سے چھپی ہے کہ سینکڑوں کی تعداد میں اسلحہ انسپکٹروں نے عراق کا چپہ چپہ چھان پھٹک کر UNO کو بتایا کہ عراق کے پاس کچھ نہیں ہے۔ مسلسل ''انتہائی تشویش کا اظہار'' کرتے رہنے والے مسلمان حکمرانوں کی آنکھوں کے سامنے عراق کے میزائل تلف ہوتے رہے۔ صدام اور اس کے عوام بے بسی اور بے کسی کی تصویر بنا سب دیکھتے رہے اور آج صیہونی آقاؤں کے غلام خود'' کاروائی ڈال کر'' کویتیوں کو سکڈ میزائلوں اور کیمیائی گیس کے حملوں سے ڈراتے ہیں۔

غیر مسلم حکومتیں عراقی صدر کی برطرفی' ملک بدری کے تقاضوں پر معترض ہیں مگر مسلمان بھائی صدام کو ملک چھوڑنے کا مشورہ دے رہے ہیں۔ پناہ دینے کی پیشکش کر رہے ہیں اور کوئی یہ سوچنے پر آمادہ نہیں کہ اگر صدام حسین کی جگہ وہ خود بے بسی اور بے کسی کی تصویر بنیں' جو دور نہیں ہے کہ امریکہ نے اپنے ہر ''یار'' کے ساتھ عملاً ایسا کیا ہے اور صدام انہیں ملک چھوڑنے' اپنے ہاں پناہ لینے کی پیشکش کرے تو ان کے منہ کا ذائقہ کس قدر ''میٹھا'' ہوگا؟

کربلا کی سرزمین ایک بار پھر مظلوموں کے خون سے سینچی جا رہی ہے۔ حسینؓ کی مظلومیت پر یقین رکھنے والے یزید کی فوج کے سامنے ڈٹ جانے کے بجائے حضرت حسینؓ کے لئے ''ہمدردی'' کے جذبات سے پھٹے جا رہے تھے۔ آج بھی عراقی عوام کی مظلومیت پر ''دل گرفتہ'' حکمران ''تشویش'' کا شکار ہیں مگر متحد ہو کر اپنے آباء و اجداد کی تاریخ دہراتے ظالم کا ہاتھ روکنے کی سکت نہیں پاتے کہ خوف و دہشت سے ٹانگیں کانپتی ہیں' اقتدار کا سورج

ڈوبنے کا خطرہ ہے۔

ہم نے قرآن کریم میں نمرود وفرعون کا ذکر پڑھ کر انہیں دیکھنے کا تصور کیا۔ قلب و ذہن میں کئی تصاویر بنیں اور معدوم ہوئیں اور پھر ابلیس نے ہمیں نمرود و فرعون اور ہامان دکھانے کا انتظام بش اور بلیئر کی شکل میں کر دیا۔ 21 ویں صدی کا فرعون اور اس کا معتمد خاص ہامان (بش، بلیئر) آج پورے طمطراق کے ساتھ وحشت و بربریت کے دیوتا بنے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ڈٹ چکے ہیں جنہیں اپنے کسی فعل پر، قول پر، کوئی شرم نہیں ہے۔

عراق پر حملہ کے فوراً بعد وائٹ ہاؤس کے ایک سرخیل کا یہ دعویٰ بھی گلوبل فیملی سن چکی ہے کہ ''ہم سپر پاور ہیں اور اپنی بات منوانا جانتے ہیں، ہماری ٹیکنالوجی کے سامنے کوئی نہیں ٹھہر سکتا، ہم جہاں چاہیں گے، جس وقت چاہیں گے اپنے اقتدار اعلیٰ کے راستے کی ہر رکاوٹ صاف کر دیں گے'' کیا اس کے بعد بھی ایران، پاکستان اور سعودی عرب بالخصوص اور بقیہ عرب ریاستیں بالعموم، اسی عطار کے لونڈے سے ''دوا لینا'' فہم وبصیرت کی معراج سمجھیں گی؟

عراق کے ساتھ جو بھی بیت رہی ہے، یہ تقدیر کا لکھا اور خالق کا فرمان ہے کہ ''ہو سکتا ہے تمہیں کچھ ناپسند ہو مگر اس میں خیر ہو'' لہٰذا یقین رکھنا چاہئے کہ ''خون صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا'' یا ''اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد''

حکمرانی کے دو اہم پہلو ہیں اولاً حکمران اور اس کی رعایا کے باہمی تعلقات، ثانیاً حکمران کے خارجی دنیا سے تعلقات۔ حکمران کے اچھے یا برے ہونے پر سب سے اہم گواہی اس ملک کے عوام کی اکثریت فراہم کرتی ہے مثلاً تازہ ترین شہادتوں سے اگر ہم اپنی بات کی صداقت آپ کے سامنے رکھنا چاہیں تو امریکہ، برطانیہ اور عراق ہی کے حوالے سے ٹھوس ثبوت دستیاب ہیں جو ہر لحاظ سے ناقابلِ تردید ہیں۔

امریکہ میں بش کی صدارت کے بعد بش کی سرکشی اور ''امریکی مفادات کے تحفظ''
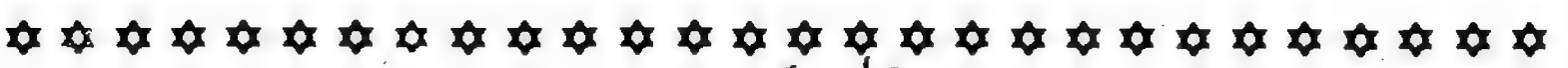
کے نام پر کی جانے والی کاروائی کے خلاف امریکی دانشور، امریکی عوام جس تسلسل سے احتجاج کر رہے ہیں، وائٹ ہاؤس اور UNO کا جس طرح گھیراؤ کر رہے ہیں پوری دنیا کے سامنے ہے۔ امریکی عوام اپنے صدر کو پاگل اور وحشی قرار دے رہے ہیں۔ اس داخلی شہادت کے ساتھ عالمی سطح پر کم و بیش ہر جگہ ماسوائے عرب ریاستوں کے بش قابلِ ملامت قرار دیا جا رہا ہے۔

برطانیہ کے وزیراعظم جو 21 ویں صدی کے فرعون بش کے معتمد خاص ہامان کا کردار ادا کر رہے ہے، اپنے ملک میں معتوب ہیں، ان کی اپنی پارٹی کے کلیدی عہدیداران ان کی فرعونیت پر احتجاج کرتے استعفیٰ دے چکے ہیں، دے رہے ہیں اور ایوان بالا و زیریں میں تندو تلخ تنقید کا بلیئر شکار ہے۔ برطانوی عوام نے بلیئر کی پالیسی کے خلاف تاریخ کا عظیم ترین احتجاج ریکارڈ کرایا جس میں لاکھوں افراد نے شمولیت کر کے دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔

تازہ ترین خبر کے مطابق مصر میں عوام کے ''دلوں کی دھڑکن'' حسنی مبارک کے خلاف اس کے عوام نے ''گو مبارک گو'' کے نعرے قاہرہ کے چوک میں لگائے۔ یہ حسنی مبارک کی ''ہر دلعزیزی'' کے گراف کو ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے۔ دوسری عرب ریاستوں میں اگر ''عوامی لاوے'' کو بہہ نکلنے دیا جائے تو صورت حال مصر سے مختلف نہ ہوگی بلکہ شاید اس سے بھی شدید تر ہو خصوصاً سعودی عرب اور اردن میں۔

مذکورہ مثالوں میں ایک مثال اسلامی جمہوریہ پاکستان کی شامل کر لینا بھی انصاف کی ضرورت ہے۔ یہ کل کی بات ہے جب اسمبلی کی عمارت میں، پرویز مشرف صاحب کے گریجویٹ ارکان نے ''گو جمالی گو'' کے نعروں سے اسمبلی ہال سر پر اٹھایا تھا۔ صدر پرویز مشرف نے اپنے تین سالہ دور میں ''عوام کی محبت کی مٹھاس'' کس حد تک چکھی ہے، کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ حقائق سے منہ چھپانے سے حقائق بدل نہیں جاتے۔

☆ ☆

اب آیئے عراقی صدر صدام حسین کو اسی کسوٹی پر پرکھ لیتے ہیں۔ گذشتہ 10' 12 سال کے دوران' بلکہ قضیہ ایران و عراق سے ہی بات شروع کریں' عراقی عوام مصائب و شدائد میں بری طرح پستے رہے ہیں۔ حق یہ تھا کہ صدام کی فوج میں سے لوگ اٹھتے' عوام سڑکوں پر نکلتے اور صدام کی بوٹیاں نوچ لیتے کہ اس کی ''ڈکٹیٹر شپ'' نے' غلط پالیسیوں نے یہ دن دکھائے اور وہ عوام کو ہمہ وقت ''موت بانٹتا'' رہا۔

عملاً جو کچھ دنیا نے دیکھا وہ اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ لاکھوں لوگ سڑکوں پر صدام کی حمایت میں نکلتے رہے۔ کڑے سے کڑے وقت میں اس کے وزراء نے استعفیٰ نہیں دیا خصوصاً بش بلیئر کی وحشت و بربریت کے ہر لمحہ بڑھتے چڑھتے سائے دیکھنے کے باوجود اس کی پارلیمنٹ نے' اس کی کابینہ نے اور اس کے عوام نے کھل کر اظہار یکجہتی کیا ہے۔ یہ صدام کے ہاں کیسے ممکن ہوا' یہ حسنی مبارک' بش اور بلیئر کے ہاں کیوں ممکن نہ ہو سکا؟

جس کسی نے کہا درست کہا کہ ''تم کچھ لوگوں کو ہمیشہ کے لئے بے وقوف بنا سکتے ہو' سب لوگوں کو کچھ وقت کے لئے بے وقوف بنا سکتے ہو' مگر یہ ممکن ہی نہیں کہ تم ہر کسی کو مستقلاً بے وقوف بنائے رکھو''۔ اس کہاوت کی روشنی میں ہر کوئی امریکی' برطانوی' مصری اور عراقی حکومتوں کا چہرہ دیکھ کر فیصلہ کرنے کی پوزیشن میں ہے کہ کون کہاں کھڑا ہے؟ کون وطن دشمن ہے اور کون محب وطن ہے کیونکہ بہترین جج اس کے اپنے عوام ہیں۔

PTV پر ایک تجزیہ نگار یہ فرماتے سنے گئے کہ صدام حسین کے متعلق تو یہ تک معلوم نہیں ہے کہ آیا وہ مسلمان ہے یا کافر ہے یا پھر دہریہ ہے۔ آج صدام جس حیثیت میں حالات سے الجھا ہوا نبرد آزما ہے اس میں اولاً تو ایسی فقہی موشگافیوں کی قطعاً ضرورت نہیں ہے کہ موجودہ جنگ بلاشک وشبہ صلیبی جنگ ہے' یہود و نصاریٰ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف صف آراء ہیں۔ کل افغانستان کی اسلامی حکومت کو تاراج کیا تو آج عراق جل رہا ہے۔

☆ ☆

✡ ✡

صدام حسین مسلمان ہے یا غیر مسلم اس کا فیصلہ تو حقیقتاً اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے کہ دلوں کے اندر کا حال وہی جانتا ہے۔ کوئی انسان اس گہرائی تک پہنچنے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ ظاہری علامتوں سے فیصلہ کرنا ہو تو کل ہی جب وہ اپنی قوم سے ٹیلی ویژن پر خطاب کر رہا تھا سٹوڈیو میں عراقی پرچم پر اللہ اکبر نمایاں دیکھا جا رہا تھا۔ اگر صدام حسین کافر یا دہریہ ہوتا تو ''اللہ اکبر'' یعنی ''اللہ سپریم پاور ہے'' کے زیر سایہ بیٹھنا پسند نہ کرتا۔

1980ء کی دہائی میں جب کچھ مسلمان علماء نے کفر کی اکساہٹ پر بیت اللہ پر قبضہ جما لیا تو سعودی حکومت کی حمایت میں ایک تحریری بیان لے کر (اس بیان کا عربی ترجمہ راقم کے کمرے میں سردار عبدالقیوم کے معتمد پروفیسر عبدالرزاق نے کیا تھا) سردار عبدالقیوم سعودی وزیر مذہبی امور کے ہاں گئے جو نابینا تھے۔ شیخ بن باز کے سامنے اپنا بیان پڑھتے جب ان الفاظ پر پہنچے کہ ''مرتدین نے حرم پر قبضہ جمایا'' تو شیخ بن باز نے ٹوک دیا کہ وہ مرتد نہیں ہیں گنہگار ہیں۔

صدام حسین کے متعلق اگرچہ فتویٰ کی زبان میں کچھ کہنا کسی کو بھی زیب نہیں دیتا تاہم زیادہ سے زیادہ جو کچھ کہا جا سکتا ہے وہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ بے عمل مسلمان ہے اور کسے خبر کہ کل کے بے عمل آج کا باعمل مسلمان ہو۔ اگرچہ یہ بات بہت خوبصورت نہیں ہے مگر کہہ دینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے کہ بہت سے ''باعمل مسلمانوں'' سے یہ ''بے عمل مسلمان'' اللہ کو اس لئے قبول ہو کہ وہ اسلام دشمنوں کے سامنے ڈٹ گیا تھا جب معرکہ حق و باطل میں ''باعمل''، ''تشویش'' کے خول میں بند منقارِ زیرِ پر تھے۔

☆......☆......☆

یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں، لا الہ الا اللہ

(اقبالؒ)

✡ ✡

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

16/10/02

عالمی سطح پر ہر فتنے کو کون جنم دیتا ہے؟

''آخری صلیبی جنگ'' کے مصنف نے اپنی اس رائے پر بہت زور دیا ہے کہ آج کی گلوبل فیملی کے گلوبل ویلیج کے ہر کونے میں رونما ہونے والے حوادث کی پشت پر بلاواسطہ یا بالواسطہ یہودی منصوبہ بندی کارفرما ہے۔ عالمی سطح پر شطرنج کی بساط بچھی ہے جس کے ایک جانب یہودی دماغ ہے تو دوسری طرف مختلف کھلاڑی ہیں جنہیں یہودی چال نے ہمہ جہت مات دے کر اپنے مہروں میں بدل لیا ہے۔

''آخری صلیبی جنگ'' کے بعض ناقدین کی رائے ہے کہ ہر فتنے کو یہود کے کھاتے میں ڈالنا مبالغہ آرائی ہے اور یہ انصاف کا خون ہے۔ کسی زمانے میں جب ملک کے اندر جماعت اسلامی زیرِ عتاب تھی تو گلی محلے میں خواتین کے جھگڑوں سے لے کر قومی قضیوں میں جماعت اسلامی کو گھسیٹ لیا جاتا تھا۔ ناقدین کا کہنا ہے کہ یہی رویہ یہود کے لئے اپنایا گیا ہے جو درست نہیں ہے۔

زیرِ نظر سطور میں اس بات کو نتھارنا مقصود ہے کہ نقطہ نظر کس کا درست ہے۔ ''آخری صلیبی جنگ'' کے مصنف کا یا ناقدین حضرات کا؟ آج عالمی سطح پر مسلمہ فتنہ ساز اور فتنہ انگیز طاقتیں امریکہ، برطانیہ، روس، بھارت اور اسرائیل ہیں جب کہ بقیہ دنیا کو اپنے کام سے کام ہے البتہ بعض حالتوں میں مذکورہ ''شر کے نقیب'' اپنے جذباتی ہتھکنڈوں سے دوسروں کو ساتھ ملانے میں کامیاب ہوتے ہیں۔

امریکی اور برطانوی حکومتیں خالصتاً نصرانی ہیں، روس کیمونزم کا داعی ہے، بھارت

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہندومت کی ریاست ہے جبکہ اسرائیل خالص یہودی ریاست ہے۔ بظاہر ہر ریاست کا اپنا نمایاں تشخص ہے' اپنی خودمختاری ہے مگر امر واقع کے طور پر یہ درست نہیں ہے۔ مذکورہ چاروں حکومتوں کو اسرائیل ہی کنٹرول کرتا ہے اور یہ کوئی اچنبھے کی بات بھی نہیں ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:

> ☆''میں نے جو کچھ عرصہ قبل لکھا تھا کہ امریکی وزیر خارجہ کولن پاؤل کے دورہ مشرقِ وسطیٰ سے اس سوال کی وضاحت ہو جائے گی کہ امریکہ کی خارجی پالیسی کون کنٹرول کرتا ہے؟ امریکہ کے منتخب عوامی نمائندے یا پھر اسرائیل اور امریکہ میں موجود یہودیوں کی مضبوط اور موثر لابی؟؟ جواب ہمیں مل چکا ہے اسرائیل ہی امریکہ اور اس کی خارجہ پالیسی کو کنٹرول کرتا ہے۔'' ☆ ("The End of America's Prestigue". Charli Raize)
>
> ☆''مسٹر پاؤل کی کمزوری' ان کی اعصابی ناتوانی اور ان کی بزدلی اسرائیل اور فلسطین کے درمیان ایک ایسی جنگ شروع ہونے کا سبب بن سکتی ہے' جو ہمارے اندازوں سے کہیں زیادہ خوفناک ہوگی۔ مسٹر پاؤل' صدر بش اور اسرائیلی وزیراعظم اریل شیرون کے ہاتھوں امریکہ کی ساکھ اور اعتبار کا جنازہ اٹھ چکا ہے۔ اب یہ بات کھل کر سامنے آ چکی ہے کہ اسرائیل ہی اس خطے میں امریکہ کی خارجہ پالیسی کو کنٹرول کرتا ہے امریکی سیکرٹری آف سٹیٹ اسرائیل کے نغمے الاپتا ہے۔'' ☆ ("The Independent" London. Robert Fisk)

مذکورہ دونوں اقتباسات ہم نے ہفت روزہ ''فیملی'' کے شمارہ 6 تا 12 اکتوبر 2002ء سے لئے ہیں۔ یوں یہ تازہ ترین آرا ہیں جو امریکی چہرے سے یہودی نقاب نوچتی ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

امریکہ کے بعد روس ماضی قریب کی سپر پاور رہی ہے اور آج بھی اسلام کے مدمقابل دوسری بڑی قوت کے طور پر کھڑی ہے' اسلام دشمن بھارت کی پشت پناہی اس کا مسلمہ کردار ہے۔ روس اور یہود کا تعلق بھی ملاحظہ فرمائیے:

☆"کیمونزم کی روح دراصل یہودیت کی روح ہے۔"☆ ("19ویں صدی اور بعد" (لندن) از پروفیسر ایف۔اے۔او۔ سینڈوسکی' صفحہ 29)

☆"یہودیت کے بے شمار اعضاء و جوارح' کیمونزم کی ترویج کے لئے قوت فراہم کرتے ہیں۔"☆ (ڈاکٹر آسکر لیوی "دی ورلڈ سگنیفائز دی رشین ریولیوشن")

☆"ہر جگہ خوش دلی سے روس کی سرخ فوج کا استقبال کرتے وقت یہودی اس کی دن بدن مستحکم حیثیت کے لئے دعا کرتے ہیں تا آنکہ ان کے بدترین دشمنوں کا قلع قمع ہو جائے۔ پوری آزاد دنیا روسی افواج کی عظمت کو سلام کرتی ہے اور یہودی اس سے بھی زیادہ۔"☆ (دی نیو جودیا (لندن) صیہونی تنظیم' فروری 1943' صفحہ 67-66)

دو بڑے چہرے آپ نے یہود کے آئینے میں دیکھ لئے۔ پہلا عالمی دہشت گرد' اسلام اور مسلم امہ کے خلاف یہود کے عالمی اقتدار کی راہ ہموار کرنے کی خاطر افغانستان کی اینٹ سے اینٹ بجانے کے بعد عراق کا وجود مٹانے کے درپے ہے۔ ایران' سعودی عرب اور 'دوست' پاکستان اس کے بعد فہرست میں شامل ہیں۔ شام و لبنان بھی کھٹکتے ہیں کہ ان سے اسرائیل کے استحکام اور وسعت کے پروگرام کو خطرہ ہے جسے دور کرنا اس کا فرض ہے۔

دوسرا یہودی مہرہ روس ہے جو چیچنیا کے مسلم تشخص کو ختم کرنے' حریت کی چنگاری

مسلنے پر ''ایمان کی مضبوطی'' کے ساتھ مصروفِ عمل ہے۔ اسے اور اس کے یہود کو خطرہ ہے تو اس بات سے کہ یہاں سے مجاہدین اور جذبہ جہاد باہر نکلا تو اسلام کو غلام بنانا مشکل ہو جائے گا۔ علاقہ کی دوسری مسلم ریاستوں کے اندر حریت کی چنگاریاں شعلے بلند کرنے کا سبب بن جائیں گی اس لئے پوری قوت سے چنگاری ہی ختم کرو۔

یہود کا تیسرا موثر مہرہ برطانیہ ہے۔ کون نہیں جانتا کہ 1948ء میں ارضِ فلسطین میں اسرائیلی ریاست کا پودہ اسی برطانیہ نے لگایا تھا پھر اس کی آبیاری بھی برطانوی ''مالیوں'' کے ذریعے ہوتی رہی اور روز بروز پلتے بڑھتے پودے کو زمانے کی تیز وتند ہواؤں کے تھپیڑوں سے امریکی ''ویٹو'' اور روسی سہارے تحفظ فراہم کرتے رہے تا آنکہ اسرائیل مشرقِ وسطیٰ کا غنڈہ بن کر عربوں کے سینے پر مونگ دلنے لگا۔

بھارت اور اسرائیل کا اشتراک اسلامی جمہوریہ پاکستان کے خلاف کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔ پاکستان کے خلاف جارحانہ منصوبہ بندی سے لے کر عملی فوجی اقدامات تک میں اسرائیل کی شراکت کس سے پوشیدہ ہے۔ بلا پائلٹ قصور کی فضا میں مار گرایا طیارہ اس حقیقت کا بین ثبوت ہے۔ بھارت کے عملی تعاون سے پاکستان کے ایٹمی پروگرام پر فضائی حملے کی کوشش اسرائیل کر چکا ہے۔

دہشت کی مسلمہ علامت اور عملاً دہشت گرد چار ممالک سے ہٹ کر عالمی سطح پر یہود کی ریشہ دوانیوں سے متعلق خود انہی کی زبان سے ان کے فیصلے ملاحظہ فرمائیے:

☆ ''موجودہ دور کے غیر یہود حکمرانوں کی جگہ لینے والا ''صاحب اقتدار عالمی حکمران'' اقتدار سنبھالتے ہی معاشرے سے ''شر کی قوت'' کو تہس نہس کر دے گا۔ اس مقصد کے حصول کی خاطر ناگزیر ہوگا کہ موجودہ سماجی معاشرتی ڈھانچے سرے سے برباد کر دیئے جائیں۔ اس

مقصد کے لئے خواہ کتنا ہی خون خرابہ کیوں نہ ہو۔ اس ''بڑی صفائی'' کے بعد اپنے ڈھب سے معاشرے ترتیب دینے ہوں گے۔ ہمارے ترتیب دیئے گئے یہ معاشرے اس قدر وفادار ہوں گے کہ ہماری حکومت کے خلاف اٹھنے والے ہاتھ کو کاٹنا مشکل نہ ہوگا۔'' ☆

(Protocols-23:2,3)

☆ ''اندریں حالات ہم اقوامِ عالم سے یہ کہہ سکیں گے کہ اللہ کا شکر ادا کرو اور اس کی عظمت کے سامنے جھک جاؤ کہ انسان کی تقدیر بنانے والی مہر اسی ذات کے ہاتھوں میں ہے۔ اس سمت اسی ذات نے ہمارے بادشاہ کی راہنمائی کی ہے اور شکر ہے اس ذات کا کہ اس نے ہمیں ان تمام غیر یہود قوتوں اور قباحتوں سے چھٹکارا نصیب کیا ہے۔'' ☆ (Protocols-25:5)

یہود خود عالمی سطح کی کاروائیوں میں ملوث ہونے کا اقرار کریں، عالمی اقتدار کو شرمندہ تعبیر دیکھنے کے لئے خون کی ندیاں بہانے کا برملا اظہار کریں اور ہم اس کا ذکر کر دیں تو ہمارا کہنا یہود پر الزام ٹھہرے، کچھ جچتی بات نہیں ہے۔ یہود کی لغت میں غیر یہود ''شر کی قوت'' ہیں اور جب ''شر کی یہ قوت'' کرہ ارض پر بکھری پڑی ہو تو عالمی اقتدار کی منزل اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ شر کو ختم کر دیا جائے۔

''شر کی اس قوت کو'' کسی جگہ امریکہ و برطانیہ کے ہاتھوں ختم کرایا جا رہا ہے تو کسی جگہ روس کے ہاتھوں اور کبھی بھارت کے ذریعے ''پاکستانی شر'' کی سرکوبی کا انتظام کیا جاتا ہے۔ شر کی یہ سرکوبی کسی ایک محاذ پر نہیں ہے بلکہ یہ ہمہ پہلو جنگ ہے۔ مختلف محاذوں پر یہود بیک وقت آگے بڑھ رہے ہیں مثلاً ثقافتی یلغار ہے جو روکے نہیں رکتی، معاشی، تعلیمی، زرعی، صنعتی، سیاسی محاذ رہ ہیں۔

✡ ✡

ہر محاذ پر گھمسان کی جنگ ہو رہی ہے مگر مسلم امہ کی بدنصیبی کہ اسے بمشکل افغانستان اور عراق پر ہی حملے نظر آ رہے ہیں باقی ہر محاذ اس کی نظر سے اوجھل ہے خصوصاً میڈیا' مذہب اور معیشت کے محاذوں کی خستہ صورت حال کا مکمل ادراک نصیب نہیں ہے۔ ادراک نصیب نہ ہونے کی بھی وجوہات ہیں کہ ہماری صفوں میں موقعہ کی مناسبت سے جا بہ جا یہود کے زرخرید ایجنٹ فٹ ہیں جو قدم روکتے ہیں۔

اگر یہودی تخریب کار تنظیم ''روحانیت کے علمبردار (روشن خیال) (Illuminati) جن کا' مخروط میں آنکھ کا نشان' امریکی ڈالر پر چھپی امریکی مہر کی صورت ڈالر کے ساتھ کرہ ارض پر موجود ہے' صیہونیت کے زیرِ زمین تخریب کاری کے ماہر فری میسنز' دنیا بھر میں اپنے لاجوں کی کمین گاہوں میں مصروف عمل ہیں اور ان کی ''بے ضرر رفاہی تنظیمیں'' لائنز انٹرنیشنل' روٹری انٹرنیشنل' ڈائنرز کلب وغیرہ ہر جگہ مصروف عمل ہیں' تو یہود ہر جگہ موجود ہیں۔

روحانیت کے علمبرداروں (Illuminaties) کا سرغنہ ویشاپٹ مسلمہ دہشت گرد تھا جس کا کہنا تھا کہ:

☆''چہار پہلو مخروطی اہرام کی نوک پر لگی آنکھ اس بات کی علامت ہے کہ ہم دہشت گرد ہیں اور کرہ ارض پر چہار سو ہماری نظر ہے۔''☆

("Pawns in the game" - P. Findlay)

اسی ویشاپٹ کے دستِ راست جنرل الفرڈ پائک نے عالمی سطح پر دہشت گردی کا منصوبہ بنایا تھا جس پر عمل بھی ہوا جو تاریخی حقیقت ہے۔

☆''چنانچہ اس نے تخریبی کام کا بیڑہ اٹھایا اور 1859ء سے 1871ء کے درمیان اس نے بڑی عرق ریزی سے 3 عالمی جنگوں اور 3 بڑے

✡ ✡

☆ ☆

انقلابات کی منصوبہ بندی کی جو صیہونیت کی زیرِ زمین اور بر سرِ زمین سازشوں کے نتیجے میں 20 ویں صدی اور 21 ویں صدی کے آغاز میں وقوع پذیر ہونے طے پائے۔ جنرل پائک نے 3 سپریم کونسلیں تشکیل دیں، پہلی چارلٹن میں، دوسری روم میں اور تیسری برلن میں۔ پھر عالمی سطح پر مقامات کی اہمیت کا تعین کرتے 23 ذیلی کونسلیں تشکیل دی۔ باہم رابطے کے لئے مارکونی کی ایجاد ریڈیو نے اس کی بڑی مدد کی۔ عالمی سطح پر کام کرنے والی جاسوسی تنظیمیں یہ نہ جان سکیں کہ دور و نزدیک مختلف مقامات پر وقوع پذیر ہونے والے حوادث محض اتفاق نہیں بلکہ ریڈیو رابطوں سے ممکن بنانے والا دماغ ان کی پشت پر ہے۔"☆

("Pawns in the game" P. Findly)

روحانیت کے علمبرداروں کی "روحانیت" کے انداز اور عالمی سطح پر "روحانیت" پھیلانے کی منصوبہ بندی بذریعہ جنرل الفرڈ پائک آپ ملاحظہ فرما چکے۔ اب آپ ان کی جڑواں فری میسنری کو پروٹوکولز کے آئینہ میں ملاحظہ فرمایئے تاکہ عالمی "امن" میں ان کے حصے کا تعین سہل ہو سکے۔

☆"اگر کہیں کوئی منصوبہ بندی ہو رہی ہو تو اس منصوبہ بندی میں اہم کردار ادا کرنے والا کوئی ہمارا مخصوص اور قابلِ اعتماد بندہ ہونا چاہئے۔ فطری بات ہے کہ فری میسن کے علاوہ اور کون یہ حق رکھتا ہے کہ وہ اہم معاملات کو اپنے ہاتھ میں رکھے کیونکہ یہ صرف ہم جانتے ہیں کہ معاملات کو کیا شکل دینی ہے اور کس انجام تک لے جانا ہے جس کا غیر یہود کو قطعاً شعور نہیں ہے۔"☆ **(Protocols-15:5)**

☆"(فری میسن لاجوں میں داخل ہونے والے غیر یہود)......

☆ ☆

بدستور اس خوش فہمی میں مبتلا رہتے ہیں کہ ان کی سوچیں ان کی اپنی ہیں جو عملاً ان کی نہیں ہوتیں۔ معمولی سی عدم توجگی کو ناکامی سمجھ کر وہ دل برداشتہ بھی ہو جاتے ہیں اور توجہ حاصل کرنے کی خاطر' جسے وہ کامیابی سمجھتے ہیں' ہمارے غیر مشروط غلام بن جاتے ہیں اور ایسے حالات میں ان سے جو قربانی طلب کی جائے بے چون و چرا اس کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اور اپنے اہم منصوبوں تک کو ترک کرنے پر ہمہ وقت مستعد دیکھے جاتے ہیں جو ہماری خواہشات کی تکمیل کا دوسرا نام ہے کہ ہم ان سے جو کام چاہیں کروالیں۔'' ☆ **(Protocols-15:6)**

صیہونیت کے یہی دو کچھار نہیں ہیں۔ **UNO** اور اس کی سلامتی کونسل تو ان کی لونڈی کا کردار ادا کر رہی ہیں۔ ان کے ذیلی ادارے ایف اے او' یونی سیف' آئی ایل او' ڈبلیو ایچ او' ڈبلیو ٹی او' ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف' لندن' پیرس کلب وغیرہ سبھی صیہونیت کے عالمی اقتدار کی منزل کو جلد قریب سے قریب تر لانے کی خاطر ''خیر خواہانہ سرگرمیوں'' کی آڑ میں مصروف عمل ہیں۔

اگر مذکورہ تفصیلی تجزیہ قابل رد نہیں ہے تو سوال کیا جا سکتا ہے کہ عالمی سطح پر ہونے والے واقعات میں یہود کے ملوث ہونے کو کیسے تسلیم نہ کیا جائے۔ رہا مسئلہ یہ کہ یہود کو کوسنے دینے کا کوئی جواز نہیں ہے کہ بصیرت کا اندھا پن تو اپنوں کا مقدر ہے۔ بات اپنی جگہ درست ہے' وزنی ہے۔ دشمن کی چالوں سے آگاہ کرنے والے کی حیثیت تو اذان کہنے والے کی ہے آذان پر کون اٹھتا ہے' کون نہیں موذن کیا جانے۔

دشمن کی دشمنی کے تیور اور انداز اگر سامنے آ جائیں تو دفاع کے اقدامات سہل ہو جاتے ہیں۔ دیدبان یا نیوی گیٹر جو سامنے دیکھتا ہے' بیان کر دیتا ہے جواباً موثر فائر سے سرکوبی کرنے والی فوج الگ ہوتی ہے اور کاروائی کی توقع عقلمند اسی فوج سے کرتے ہیں' فوج کی

صفوں میں اگر میر جعفر و صادق گھسے بیٹھے ہوں تو نیوکیٹر کی تمام تر محنت پر پانی پھرتے دیر نہیں لگتی۔ یہی حال آج امت مسلمہ کا ہے۔

سوتی جاگتی ملت مسلمہ انگڑائی لے کر اٹھنے پر آمادہ نظر نہیں آتی۔ کفر کی آندھیاں یلغار کرتی ملت مسلمہ پر ٹوٹ پڑنے کے لئے بے قرار ہیں۔ یہود لحہ لحہ ان کے غیض و غضب کو بھڑکانے میں مصروف ہیں اور مسلم ملت ہے کہ انجانے خوف میں مبتلا ہے کہ کفر اقتدار چھین لے گا اور شاید زندگی بھی۔ موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے والے حکمران صفحہ ہستی سے مٹ گئے۔ آج عشر عشیر بھی نہیں ملتا۔

21 ویں صدی کے لئے جنرل الفرڈ پائیک نے تیسری عالمگیر جنگ کی منصوبہ بندی کی تھی جو بقول اس کے یہود کے مفادات کے تحفظ کی خاطر لڑی جائے گی جو فیصلہ کن ہوگی۔ ''آخری صلیبی جنگ'' کے مصنف نے بھی اسی خیال سے اپنی تصنیف کو یہ نام دیا تھا اور مصنف نے جو 2000ء میں سوچا تھا' لکھا تھا' بش نے 11 ستمبر 2001ء کو صلیبی جنگ کا نعرہ لگا کر اس کی تائید کر دی۔

بلاشک و شبہ یہ صلیبی جنگ ہے کہ سامنے نصرانی ہیں' امریکی بھی' برطانوی بھی اور یہود ان کے منصوبہ ساز ہیں۔ جوش دلانے والے ہیں۔ صلیبیوں کے تیور بتا رہے ہیں کہ وہ آخری اور فیصلہ کن راؤنڈ کھیلنے کا فیصلہ کر چکے ہیں جبکہ فریق مخالف سرے سے ''رنگ'' میں کھڑا ہونے پر آمادہ ہی نہیں ہو رہا' پنجہ آزمائی تو دور کی بات ہے۔ ایسے میں دعا ہی کی جا سکتی ہے کہ

''خدا تجھے کسی طوفان سے آشنا کر دے
کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں''

☆ ☆ ☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

30/07/03

کیا ملت مسلمہ کیخلاف موجودہ یلغار صلیبی جنگ ہے؟

اختلاف رائے رحمت ہے برائی نہیں ہے۔ اختلاف رائے کی حدود سے تجاوز کر کے اسے فتنہ و فساد تک لے جانا برا ہے ایسا ہی اختلاف رائے اس بات پر ہے کہ ملت مسلمہ کے خلاف بش اور بلیئر کی موجودہ بلاجواز یلغار صلیبی جنگ ہے یا نہیں ہے دانشوروں کا ایک گروہ اس بات پر مصر ہے کہ یہ صلیبی جنگ نہیں ہے جبکہ دوسرا گروہ ایمان و ایقان کی حد تک اسے صلیبی جنگ قرار دیتا ہے۔

پہلے گروہ کے پاس وزنی دلیل یہ ہے کہ بش اور بلیئر کی پالیسیوں کے خلاف عالمی سطح پر جو مظاہرے عامۃ الناس نے دیکھے ان مین مسیحی برادری برابر شریک رہی ہے لہذا موجودہ یلغار کو صلیبی جنگ کا نام دینا ان مسیحی مظاہرین کے جذبات کو مجروح کرنا ہے۔ چند سرپھرے مسیحوں کے اعمال بد پر پوری مسیحی برادری کو ملوث کرنا دانشمندی نہیں ہے۔ بظاہر دلیل وزنی ہے۔

دوسرے گروہ کا کہنا یہ ہے کہ جب بش خود کہہ دے کہ یہ صلیبی جنگ ہے تو اسے کس بنیاد پر جھوٹا قرار دیا جائے اور اگر یہ کہا جائے کہ بش نے "غلطی" سے ایک بار کہہ کر رجوع کر لیا تھا تو یہ بات کچھ زیادہ درست نہیں ہے کہ اندر پکنے والا لاوہ ہی باہر نکلتا ہے جیسے 11 ستمبر کو ورلڈ ٹریڈ سنٹر اسامہ اور ملا عمر یا کسی افغانی نے تباہ نہ کیا تھا مگر عمارت کے کھمل طور پر تباہ ہونے سے قبل ہی اسامہ اور ملا عمر معتوب ٹھہرے تھے۔

صلیبی جنگ قرار دینے کے لئے یہ بھی ضروری نہیں کہ اگر تمام مسیحی برادری بیک

زبان نعرہ لگا کر بش اور بلیئر کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے تو یہ صلیبی جنگ ہے ورنہ نہیں۔ ایسا اجماع تو ماضی کی معروف صلیبی جنگوں میں بھی نہ ہوا تھا۔ بے شمار مسیحی اس وقت بھی جنگ کے حق میں نہ تھے۔ نہ سارے مسیحی مسلمانوں کے خلاف ادھار کھائے بیٹھے تھے۔ مسلمانوں کے حق میں کلمہ خیر کہنے والے بھی تھے۔

یہ صلیبی جنگ اس لئے ہے کہ موثر مسیحی قوت ملت مسلمہ کے خلاف صف آرا ہے۔ اس صف بندی کے منصوبہ ساز یہود ہیں اور فرنٹ لائن پر (پاکستان کے فرنٹ لائنز ہونے کی طرح) مسیحی بش بلیئر اور دیگر یورپی ممالک ہیں۔ عراق پر سابقہ یلغار میں کیا پوری مسیحی قوت یعنی امریکہ' برطانیہ' فرانس اور اٹلی وغیرہ نہ تھے؟ افغانستان پر حملہ آور تنہا امریکہ تو نہ تھا سارے مسیحی ہی تو تھے۔

ہر جنگ کئی محاذوں پر لڑی جاتی ہے۔ جنگ اور شطرنج کی بساط میں بڑی مماثلت ہے اور جنگ جیتنے کے لئے جذباتی فیصلوں کے برعکس ٹھنڈے دل و دماغ کی ضرورت ہوتی ہے کہ جذباتی جرنیل جذباتی فیصلوں کے سبب دشمن کے میدان میں پٹتا ہے۔ جب کہ ٹھنڈے دل و دماغ والا جرنیل دشمن کو اپنی چالوں سے اپنے (Killing Sector) میدان میں لاکر شہ مات دیتا ہے۔

اسلام کے مقابلے میں کفر نے غیر جذباتی منصوبہ بندی کر کے' مختلف محاذوں پر پیش رفت کر کے' اپنی پوزیشن مستحکم کرنے کے بعد اپنی حربی صلاحیت کا بے دریغ استعمال کیا ہے۔ یہودی منصوبہ ساز یا ترغیب دہندگان زیر زمین ہیں سامنے صرف عالمی مسیحیت ہی ہے جو اپنے طور پر "اب یا کبھی نہیں" (Now or never) کے عزم کے ساتھ مسلم امہ کی دھنائی پر کمر بستہ ہے۔

ہم نے اوپر مختلف محاذوں کا ذکر کیا ہے ان میں سے موثر ترین محاذ میڈیا کا ہے

جس پر موثر ترین کنٹرول یہود کا ہے۔ مگر اس محاذ پر سامنے "توپ چلانے والے" مسیحی ہیں۔ ان کے ہاں ضمیر گروی رکھنے والے کوئی بھی ہو سکتے ہیں۔ موثر میڈیا کی اس سے بڑھ کر اور حقیقی دلیل کیا ہو سکتی ہے کہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی تباہی میں "مظلوم امریکہ" کے واویلے نے الکفر ملة واحده کی کیفیت عملاً پیدا کر دی تھی۔

دوسرا موثر محاذ تعلیمی اداروں اور صحت عامہ کا ہے اور کون نہیں جانتا کہ مسلم ممالک میں مسیحی تعلیمی ادارے اور ہسپتال کیا گل کھلا رہے ہیں اور کیا گل کھلا چکے ہیں۔ مسلم ممالک کی بیوروکریسی میں ایسے ہی تعلیمی اداروں سے فارغ التحصیل ملت مسلمہ کے پالیسی ساز ہیں۔ انڈونیشیا سے کاسابلانکا تک کسی ایک ملک کا نام لیجئے جہاں مسلم پالیسی سازوں نے مقصد حیات سے ہم آہنگ پالیسیاں بنائی ہیں۔

تیسرا محاذ ملٹی نیشنل کمپنیوں کا ہے جو اژدہا بن کر نیشنل کمپنیوں کو ہڑپ کرتی ہیں۔ ملکی دولت تو سمیٹتی ہی ہیں' ملکی اخلاق و کردار کو اپنی مصنوعات کی تشہیر کے نام پر غارت کرتی ہیں اور ملکی صنعت و تجارت کا گلا بھی دباتی ہیں۔ ملک میں بے شمار مسائل کو جنم دیتی ہیں مثلاً زرعی ادویات ہی کو لیجئے۔ برسوں سے امریکن سنڈی ماری جارہی ہے مگر وہ مر نہیں پارہی جبکہ زمین بانجھ ہوتی جارہی ہے مویشی اور انسان بیمار ہو رہے ہیں۔

چوتھا محاذ ملک دشمن NGO مافیا کا ہے جو غیر ملکی سرمائے سے پلتے ہیں اور اسلامی ممالک کی نظریاتی بنیادوں کو دیمک اور گھن کی طرح اندر ہی اندر چاٹتے ہیں۔ ملک و ملت کے یہ "غم گسار" مذکورہ تینوں محاذوں پر بڑی عمدگی سے ربط پیدا کرتے ہیں۔ ان NGOs میں سے اکثریت مسیحی برادری کی ہیں جب کہ بعض مسیح نوازوں کی ہیں۔ ملکی مفاد میں صرف قومی NGOs ہیں جنہیں قابو میں رکھنے کی کوششیں ہوتی ہیں۔

پانچواں محاذ مذکورہ چاروں محاذوں سے زیادہ خطرناک ہے یعنی Fifth

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ففتھ کالم Column ہمیشہ ہی خطرناک ترین تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس کا کام غلط معلومات پھیلانا' عامۃ الناس کو گمراہ کرنے کے لئے ہر حربہ استعمال کرنا' نااتفاقی' تعصّبات کی آگ بھڑکانا اور ہر طبقہ کے لوگوں میں ان ہی جیسا بن کر ان کے اندر گھسے رہ کر اپنے مخصوص مفادات کی تکمیل کرنا ہے۔

مختلف پالیسی ساز محکموں' سیاسی اور مذہبی جماعتوں کے علاوہ صحافت و میڈیا میں' دانشوروں کے روپ میں یہ ففتھ کالمسٹ ہر ملک کا مقدر ہیں خصوصاً مسلم ممالک کا اور ایسے ایجنٹ دشمن برسوں کی محنت اور کثیر سرمایہ سے تیار کرتا ہے۔ ان ایجنٹوں کا سب سے زیادہ زور اس بات پر ہوتا ہے کہ ملکی مفاد میں کوئی پالیسی یا منصوبہ نہ بن سکے' بن جائے تو عملدرآمد نہ ہو' دینی طبقہ موثر نہ بن سکے ہمیشہ انتشار و افتراق کا شکار رہے۔

> ☆''عوام میں سے جو بھی انتظامیہ منتخب ہوگی' یہود کی وفاداریوں کی صلاحیت کے حوالے سے ہوگی یہ افراد ان حکومتوں کے اپنے تیار کردہ افراد کی طرح تربیت یافتہ نہ ہونگے بلکہ بچپن سے کرہ ارض پر حکمرانی کے لئے زیر تربیت رکھے گئ وہ لوگ ہونگے جو مہروں کی طرح ہمارے ''ماہرین'' ''مشیروں'' اور ''دانشوروں'' کے اشارہ ابرو کو سمجھیں گے اور عمل کرینگے...... غیر یہود کے دانشور ہماری مطلوبہ سمت میں اپنی قوم کو لے جانے کی خاطر خود ہی سائنسی معلومات و حقائق کو' جنہیں ہمارے عیار ماہرین نے تیار کیا ہے خوشنما بنا کر اپنی قوم کو پیش کرینگے۔''☆(Protocols. 2:2)

بطور ثبوت ماضی کے وزیر خزانہ شعیب کا نام لیا جا سکتا ہے اور حال کے ایک دینی سیاسی راہنما کی طرف اشارہ کیا جا سکتا ہے۔ جس نے کالج کی ابتدائی تعلیم کے دوران اپنے دروازے پر لگی نام کی تختی پر FPP لکھوایا تھا یعنی (Future President of

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(Pakistan) مرحوم کوثر نیازی بقول ایک سابق پولیس آفیسر جماعت اسلامی میں گھس بیٹھے تھے۔ آج ہر جماعت ہر پارٹی میں یہ تعداد زیادہ ہے۔

سیاسی اور مذہبی جماعتوں میں گھسے ففتھ کالمسٹ عام کارکنوں کی نسبت "زیادہ وفادار اور جوشیلے" ہوتے ہیں وہ ان جماعتوں میں توڑ پھوڑ اور گروپ سازی کی فضا سازگار کرتے ہیں۔ ان کا کام نئی جماعتیں اور نئے گروپ تشکیل دے کر اتحاد ملت کو پارہ پارہ کرنا ہے۔ عالمی سطح پر خصوصاً مسلم ممالک میں یہ کام بڑی تدریج کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے۔ مذکورہ دلائل کو ثابت کرنے کے لئے مندرجہ ذیل تفصیلی خط کافی ہے:

(انتہائی خفیہ)

منجانب: رچرڈ بی مگل' سی آئی اے (امریکہ)

بنام: سربراہ خفیہ سروس' سی آئی اے (مصر)

آپ کے پاس ہمارے نمائندوں اور کارندوں کی بھیجی ہوئی جو معلومات جمع ہو چکی ہیں' مصری اور اسرائیلی انٹیلی جنس کی جو رپورٹیں ہمیں ملی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ مصر اور اسرائیل کے مابین جو سمجھوتا ہونے والا ہے اس کے راستے میں مزاحم ہونے والی قوت حقیقت میں اسلامی تنظیمیں ہیں۔ ان تنظیموں میں سرفہرست الاخوان المسلمون ہے جو مختلف شکلوں میں عرب ممالک کے علاوہ یورپ اور امریکہ میں بھی کام کر رہی ہے۔ اسرائیلی محکمہ جاسوسی نے سفارش کی ہے کہ معاہدہ پر دستخطوں سے پہلے اس پر کاری ضرب لگائی جائے تاکہ معاہدہ (کیمپ ڈیوڈ اکارڈ) پر دستخط ہونے کی ضمانت مل سکے اور

دستخطوں کے بعد اس پر عملدرآمد کی گئی۔ اس سفارش پر مصری وزیراعظم نے جزوی عمل کر کے "الجرۃ، والتکفیر" پر ضرب لگائی تھی۔ ان سب باتوں کے پیش نظر ہم "اخوان" سے نبٹنے کے لئے متبادل حل کے طور پر مندرجہ ذیل ذرائع اختیار کرنے کی تجویز پیش کرتے ہیں:

الف) مکمل خاتمے کے بجائے جزوی خاتمے پر اکتفا کیا جائے صرف ان راہنما شخصیات کوختم کیا جائے جو دوسرے ذرائع سے، جن کا ذکر ہم آگے کرنے والے ہیں، قابو میں نہ آئیں، ہم اس بات کوترجیح دیتے ہیں کہ ان شخصیات کا خاتمہ ایسے طریقوں سے کیا جائے جو بالکل طبعی اور فطری ہوں (مثلاً ضیاء الحق کے C-130 اور مصحف علی میر کے فوکر کا حادثہ (ارشد)) ان میں سے بعض شخصیات سعودی عرب میں مقیم ہیں (سید قطب کے بھائی محمد قطب وغیرہ) ان سے جلد چھٹکارا حاصل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ اس سے دو مقاصد حاصل ہوں گے، ایک جزوی خاتمے پر عمل اور دوسرے اخوان اور سعودی حکومت کے مابین غلط فہمیاں، جس سے ہمیں اپنے مقاصد کے حصول میں مدد ملے گی۔

ب) جن بڑی شخصیات سے چھٹکارا حاصل کرنے کا فیصلہ کیا جائے ان کے سلسلے میں ہم مندرجہ ذیل اقدامات کی سفارش کرتے ہیں:

i) جن لوگوں کو بڑے بڑے منصب دے کر ورغلایا جا سکتا ہے ان کو بے ضرر قسم کے بڑے بڑے "اسلامی منصوبوں" میں بڑے

بڑے منصب دے کر ان کی قوت کو وہیں نچوڑا جائے اور تا کہ وہ ان میں غرق ہو کر عوام سے کٹ جائیں۔ نفرت کی دیوار بن جائے۔

ii) پٹرول پیدا کرنے والے عرب ممالک میں ان کے لئے مواقع پیدا کئے جائیں تا کہ وہ اسلامی سرگرمیوں سے دور ہو جائیں۔

iii) ان کی قوت اور صلاحیت کو غیر مسلموں پر صرف کروایا جائے اور پھر اپنے اداروں (مشنری اور این جی اوز) کے ذریعے ان کی کاوشوں کو لاحاصل بنا دیا جائے۔

iv) ان کی قیادتوں کو آپس کے شکوک وشبہات سے باہم ٹکرا دیا جائے' اختلافات کا بیج بو کر خلیج وسیع سے وسیع تر کی جائے تا کہ باہمی سر پھٹوں سے کوئی تعمیری کام ممکن نہ رہے۔

v) نوجوان قوت کو ''مذہبی رسوم وعبادات'' میں کھپایا جائے اس سلسلے میں ایسی مذہبی قیادتیں مفید ثابت ہو سکتی ہیں جو صرف عبادات پر زور دیں اور سیاست سے تعرض نہ کریں۔

vi) مذہبی فروعی اختلافات کی خلیج کو وسیع کیا جائے اور نوجوان ذہنوں کو نمایاں رکھا جائے (مثلاً لشکرِ جھنگوی اور سپاہِ محمد طرز کی مقابلہ بازی)

vii) سنت پر حملے کئے جائیں۔ ایسا کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ سنت اور دوسرے اسلامی ماخذوں کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کئے جائیں۔

viii) مختلف اسلامی جماعتوں میں پھوٹ ڈالی جائے۔ ان جماعتوں کے مابین اور اندر تنازعات کھڑے کر کے خلیج وسیع سے وسیع تر کی جائے۔

ix) نوجوانوں کی توجہ اسلامی تعلیمات کی طرف بڑھ رہی ہے یہ ایک رو ہے جس کا مقابلہ ضروری ہے خاص طور پر لڑکیاں اسلامی لباس کا التزام کر رہی ہیں۔ اس کا مقابلہ ذرائع نشر و اشاعت' پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا اور جوابی ''ثقافتی سرگرمیوں'' کے ذریعے ضروری ہے۔

x) مختلف مراحل میں تعلیمی سرگرمیوں (نصاب میں ردعمل) کے ذریعے اسلامی جماعتوں کے حل کی خاطر تگ و دو کی جائے اور ان کا دائرہ کار محدود سے محدود تر کیا جائے۔

دستخط (رچرڈ بی مچل) (بشکریہ الدعوہ الکویت) اسلامک ورلڈ آرڈر' صفحہ 25 تا 28)

امریکی CIA کے مچل کا خط بغور پڑھ لینے کے بعد مصر کی جگہ پاکستان لکھ کر دوبارہ مطالعہ کیجئے۔ آپ پکار اٹھیں گے کہ یہی منصوبہ بندی آپ کے پاکستان اور دینی جماعتوں کے لئے ہے جسے آپ ماضی کے لمبے عرصے سے دیکھتے چلے آ رہے ہیں۔ دین کے نام پر تفرقہ اور قتل و غارت جسے امریکی بش مذہبی انتہا پسندی کہتا ہے کون کہاں پیدا کرتا سمجھنا یقیناً مشکل نہیں رہا ہوگا۔

اب تک کی تمام تفصیل یہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ منصوبہ ساز صیہونی ہیں اور ملت مسلمہ کے خلاف میدان عمل میں صلیبی (مسیحی) ہیں۔ یہ مشنری ادارے ہوں یہ ملٹی نیشنل کمپنیاں ہوں' یہ این جی او مافیا ہو' یہ ورلڈ بنک یا آئی ایم ایف ہو' [illegible] حلے الفا[illegible] یہ

یو این او ہو' اس کی سلامتی کونسل یا اس ''مادرِ مہربان'' کے بچے یعنی UNO کے ذیلی ادارے ہوں۔

صلیبیوں نے بتدریج ہر محاذ پر دھیمے انداز میں پیش رفت کی اور جب ہماری ناعاقبت اندیش قیادت کی بے بصیرت پالیسیوں اور ہماری صفوں میں موجود ''عزیزاں'' قسم کے جعفر و صادق کے تعاون سے گھیرا مکمل کر لیا تو اپنی اور یہود کی بقا کے لئے آخری وار کا آغاز امارات اسلامی افغانستان سے کرتے عراق کو تاراج کیا' شام و ایران پر بھیڑیا غرّا رہا ہے کہ کب ان کا لہو حلق سے نیچے اترے۔

ہمیں مکمل شعور کے ساتھ اس پر اصرار ہے کہ یہ صلیبی جنگ ہے اور آخری ہے کہ امریکن ورلڈ آرڈر گلوبل فیملی کو زیرِنگیں دیکھنا چاہتا ہے۔ نمبرود و فرعون علاقائی ''خدا'' تھے مگر بش ''گلوبل ویلیج کا خدا'' ہونے کا دعویدار ہی نہیں عملاً اس کا ثبوت فراہم کرنے پر تلا بیٹھا ہے۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اکیلا سر پھرا ہے' غلطی پر ہیں کہ کفر کی ہر قوت اس کے ساتھ ہے۔

بلاشبہ لاکھوں لوگوں نے بش اور بلیئر کی جنگی حکمتِ عملی کے خلاف دنیا کے کونے کونے میں جلوس نکالے۔ ان میں مسلمان بھی تھے اور مسیحی بھی' کچھ دوسرے مذاہب کے لوگ بھی شامل تھے۔ ماضی کے صلیبی جنگوں میں بھی بے شمار مسیحی رچرڈ شیر دل کے ساتھ نہ تھے۔ خلافتِ راشدہ کے دور میں بھی مسیحی اپنے مسیحی حکمرانوں کے حق میں نہ تھے۔ فیصلہ اکثریت کرتی ہے اقلیت نہیں۔

عالمی صلیبی تنظیم ورلڈ کونسل آف چرچز عالمی سطح پر مسیحی مشنری اداروں کو فنڈ فراہم کرتی ہے ان کی کارکردگی پر نظر رکھتی ہے۔ مسیحی حکومتیں عالمی سطح پر NGO مافیا کو وسائل اور سرپرستی دیتی ہیں اور بیرونی وسائل پر پلنے والی یہ NGOs اسلام کے خلاف کیا گل کھلاتی ہیں'

کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ یو این او مشرقی تیمور کو آزادی دلا سکتی ہے مگر کشمیر فلسطین اور دوسرے خطوں کے لئے بے بس ہے۔

ٹھنڈے محاذوں سے پیش قدمی کرتی گرم محاذ تک پہنچی یہ صلیبی جنگ، جنگِ عظیم اول اور جنگِ عظیم دوم سے یکسر مختلف دس سال تک بھی جاری رہ سکتی ہے اور اس سے کئی برس زیادہ بھی کہ مسیحیت ہر حال میں اپنے آپ کو اسلام کے ''خطرے'' سے محفوظ بنانا چاہتی ہے۔ روس کی پسپائی کے بعد امریکی صدر نے برملا یہ کہا تھا کہ ہمارا دشمن اسلام ہے۔ امریکی تھنک ٹینک بیت اللہ پر ایٹم بم گرانے کی باتیں کرتے ہیں۔

یہودی منصوبہ ساز جنرل الفرڈ پائک کے منصوبہ کے مطابق:

☆"World war three is to be fomented by using the diferences the agentur of the illuminati (Christians and other purchased agents (Arshad)) stir up between Political Zionism and the leaders of the Muslim world. The war is to be directed in such a manner that Islam (the Arab world inluding Muhammadanism) and Poliical Zionism (including the state of Israil) will destroy themeles while at the same time the remaining nations, once more will be devided against each other on this issue, will beforced to fight themselves ino a state

of complete exhaustion physically, mentally, spiritually and economicaly. (Pawns in the game - page xv, William Guycarr)

(تیسری عالمگیر جنگ کا خمیر ابلیس کے ایجنٹ سیاسی صیہونیت (اسرائیل) اور مسلم حکمرانوں کے مابین اختلافات کی خلیج حائل کر کے اٹھائیں گے۔ یہ جنگ اس منصوبہ بندی سے لڑوائی جائے گی کہ اسلام اور مسلمان اور اسرائیل اپنا وجود ختم کر لیں گے جبکہ اس مسئلے پر دوسری اقوام بھی دست و گریباں ہو کر اپنے آپ کو عملاً ذہنی طور پر جذباتی اور معاشی لحاظ سے تباہ کر لیں گی)

صلیبی یہود کے ہاتھوں میں کھلونا کیوں بنے ہوئے ہیں یہ وہی بہتر جانتے ہیں مگر یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ کرہ ارض پر مسلمانوں کے ساتھ وہ اپنی نہیں یہود کی جنگ لڑ رہے ہیں اسلام نے ہمیشہ مسیحت کو تحفظ دیا ہے۔ اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ کیا ہے۔ یہود نے انتہائی مکاری سے انہیں یہ باور کرایا کہ اسلام تمہارا دشمن ہے۔ انہوں نے بلا سوچے فرعون کی نسل کشی کی طرح مسلمانوں کی خاندانی تحدید شروع کر دی۔

بش اور بلیئر کی قیادت میں مسیحی حکومتوں کی خاموش تائید سے افغانستان سے ہوتے عراق پہنچنے والی طوفانی یلغار کہاں رکے گی اور کب رکے گی' شاید کوئی جواب نہ دے سکے۔ جن کے خلاف جنگ ہے وہ بھی نہیں جانتے کہ ہم دفاع کرنے کی پوزیشن میں کب اور کیسے ہوں گے۔ یہ بات بہر حال عیاں ہے کہ افغانستان اور عراق سے بھی گرم تر محاذ ابھی صلیبیوں کا منتظر ہے جہاں مسلمانوں کی غیرت اور دینی حمیت انہیں آخری اور فیصلہ کن شکست دے گی اور یہی اس آخری صلیبی جنگ کا اختتام ہوگا۔ حالات فریقین کو اسی سمت لے جا رہے

ہیں۔ممکن ہے غیرت و حمیت اس وقت انگڑائی لے جب حرمین پر یلغار ہو اور حکمرانوں کو روندتے عوام صلیبیوں کے سامنے ڈٹ جائیں۔ بمشیت اللہ تعالیٰ۔

☆......☆......☆

چھپا کر آستیں میں بجلیاں رکھی ہیں گردوں نے
عنادل باغ کے غافل نہ بیٹھیں آشیانوں میں
سن اے غافل صدا میری! یہ ایسی چیز ہے جس کو
وظیفہ جان کر پڑھتے ہیں طائر بوستانوں میں
وطن کی فکر کر ناداں مصیبت آنے والی ہے
تری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں
ذرا دیکھ اس کو جو کچھ ہو رہا ہے ہونے والا ہے
دھرا کیا ہے بھلا عہدِ کہن کی داستانوں میں
یہ خاموشی کہاں تک؟ لذت فریاد پیدا کر!
زمیں پر تو ہو اور تیری صدا ہو آسمانوں میں

☆......☆......☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

12/02/03

بش عراق پر حملہ صرف امریکی رعایا کے تحفظ کی خاطر کر رہے ہیں!

جذبہ 'حب الوطنی' سے سرشار بش امن عالم کے لئے اپنی سپاہ کے ساتھ افغانستان پر حملہ آور ہوا تھا اور اب عراق اور شمالی کوریا پر وہ چھپٹا چاہتا ہے۔ عراق اور کوریا۔ کے خلاف یلغار کسی ''مالی منفعت'' کے لئے نہیں ہے بلکہ دونوں ممالک سے جو ''شدید خطرات'' امریکی رعایا کا سکون غارت کئے ہوئے ہیں ان سے تحفظ مطلوب ہے کیونکہ اگر دونوں ممالک کی خبر نہ لی گئی تو ''امریکی عوام'' تباہ ہو جائینگے۔

رعایا کا ایسا ''خیر خواہ'' امریکی عوام نے بش سینئر اور بش جونیئر کے علاوہ کہاں دیکھا ہوگا۔ ماضی قریب اور حال میں یہی ایک خاندان ہے جس نے امریکہ کے استحکام' امریکہ کے وقار کو چار چاند لگائے ہیں۔ ورنہ امریکی عوام کا اب تک حشر نشر ہو چکا ہوتا۔ بے شعور امریکی عوام ناشکرے اور احسان فراموش ہیں کہ سڑکوں پر بش کے ''جنگی جنون'' کے خلاف مظاہرے کر رہے ہیں۔

روس کے زوال کے بعد روئے زمین پر امریکی سپر پاور کو چیلنج کرنے والی دوسری بڑی ''عالمی طاقت'' صرف عراق ہے جو کرۂ ارض' بالخصوص امریکہ کو تہس نہس کر سکتی ہے کہ اس کے پاس مہلک ہتھیار Weapons of mass distruction یعنی ایٹمی' کیمیائی اور حیاتیاتی ہتھیار ہیں اور امریکی رعایا ہر لحہ ان کی زد میں ہے۔ اس اہم نقطے کو صرف برطانوی وزیر اعظم ٹونی بلیئر ہی سمجھ سکا ہے۔

عراق امریکی سپر پاور ہی کی مدد و اعانت سے ''سپر پاور'' بنا کہ ایران کے ساتھ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆ ☆

جنگ میں الجھانے کے بعد امریکہ ہی ایران کے خلاف استعمال کرنے کے لئے کیمیائی اور حیاتیاتی ہتھیار عراق کو سپلائی کر رہا تھا۔ امریکہ کو پختہ یقین ہے کہ ہمارے دوست عراق نے ہمارے مہیا کردہ تمام تر مہلک ہتھیاروں کو ایران کے خلاف استعمال نہیں کیا بلکہ کچھ چھپا لیا ہے اور یہ "محسن کش" اب امریکہ کے خلاف استعمال کرے گا۔

بش کے اس فرمان کا بعض "جہلا" یہ کہتے مذاق اڑاتے ہیں کہ کہاں عراق اور کہاں امریکہ۔ وہ کونسا میزائل ہے، بمبار ہے جو عراق سے کاروائی کرتے نیویارک، واشنگٹن اور لاس اینجلس کو تباہ و برباد کر سکتا ہے اور اگر عراق کے پاس کوئی ایسا شعبدہ ہوتا تو گذشتہ 10، 12 سال سے نوفلائی زون کی "خلاف ورزی" کے "جرمِ عظیم" میں مسلسل امریکی برطانوی جارحیت کی چکی میں نہ پستا۔

امن کی فاختہ امریکہ اور اس کا رکھوالا بش منہ میں زیتون کی شاخ لئے عالمی امن کی خاطر امارات اسلامی افغانستان پر "پھول" برسا چکے ہیں بلکہ اب تک سلسلہ جاری ہے۔ عراق کے عوام ان "امن کے پھولوں" سے مسلسل 43 روز "فیضیاب" ہوئے اور پھر گذشتہ عشرہ سے ان کے لئے یہ روز کا معمول بن گیا ہے۔ عرب ریاستیں "امن کے پھولوں" کا معاوضہ اور عراقی عوام پر ان کے برسانے کے اخراجات آج بھی ادا کر رہی ہیں۔

امن کے دشمن اسامہ بن لادن اور اس کے میزبان ملا محمد عمر کو سزا دینے کا انتہائی سائنٹیفک انداز اپنایا گیا کہ دونوں کو چھوڑ کر ان کی رعایا پر قہر بن کر ٹوٹ پڑو۔ چہار سو پڑی لاشیں اور ملبے کے ڈھیر پڑے دیکھ کر دونوں انتہائی اذیت کے ساتھ خود ہی ایڑیاں رگڑتے مر جائیں گے۔ اس کامیاب طریقہ کار کو اب عراق میں دہرانے کی منصوبہ بندی ہو چکی ہے کہ پہلے روز اور پہلے ہفتے اتنے "پھول" برسائیں کہ ہر طرف "خوشبو" ہو۔

بش کے آباء نے بھی عالمی امن قائم کرنے کی خاطر 1945ء میں جاپان کے دو

☆ ☆

شہروں ہیروشیما اور ناگاساکی پر دو خوبصورت سے ''پھول'' برسائے تھے۔ چند لاکھ لوگ دھرتی کا بوجھ کم کر گئے اور سینہ دھرتی پر امن قائم ہو گیا۔ اسی نسخہ کے استعمال سے عراقی صدر صدام حسین کو صدمے سے دوچار کر کے ختم کیا جائے گا کیونکہ عملاً کسی صدر کے خون سے ہاتھ رنگنا بش جیسے حکمرانوں کو پسند نہیں ہے کہ ''امن کی فاختہ'' کو یہ زیب نہیں ہے۔

امریکہ انتہائی ''مہذب اور بااصول'' ملک ہے۔ امریکہ کا صدر ''انتہائی شائستہ'' کہ اس نے سب سے پہلے اپنے ملک سے تمام تر مہلک ہتھیار ختم کئے تا کہ کہا جا سکے کہ پہلے خود ہم نے مثال قائم کی ہے' پھر دوسروں سے مطالبہ کیا ہے۔ روس کے خلاف افغانستان کے مجاہدین کو سٹنگر میزائل دینے سے اس کمی کا آغاز کیا تھا اور اب افغانستان پر ڈیزی کٹر قسم کے بم برسا کر باقی ذخیرہ بھی ختم کر دیا ہے۔ ایٹم ہمارے بابا جاپان پر گرا گئے تھے۔

مہلک ہتھیار Weapons of mass distruction نہ امریکہ کے پاس ہیں نہ روس' فرانس اور چین کے پاس بلکہ ان کی تمام تر تیاری عراق میں ہوتی ہے اور پھر یہی ملک ان کو سمگل کر کے قیمتی زرمبادلہ سے بنک بھر رہا ہے اور اپنے لئے عراق کے چپہ چپہ پر زیرزمین بلکہ فرات و دجلہ کی گہرائیوں میں یہ سٹور کر رکھے ہیں۔ مہلک ہتھیار چھپانے میں امریکی مزدور کام کرتے رہے ہیں جواب سلطانی گواہ ہیں۔

بش کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھنے والا کوئی نہیں ہے' کہ یہ پوچھنے کے لئے غیرت وحمیت کی کافی مقدار درکار ہوتی ہے جو بدقسمتی سے مسلمان حکمرانوں کا مقدر نہ بن سکی' کہ تمہیں عراق کے پاس مہلک ہتھیار نظر آتے ہیں مگر یہی مہلک ہتھیار اسرائیل' بھارت اور روس کے پاس کیوں نظر نہیں آتے؟ تمہیں افغانستان' کشمیر اور چیچنیا یا فلپائن میں دہشت گرد نظر آتے ہیں مگر اپنی' اپنے اتحادیوں کی غنڈہ گردی' وحشت و بربریت کی کاروائیاں کیوں نظر نہیں آتیں؟ کاش کوئی پوچھ سکتا' کوئی اسے آئینہ دکھا سکتا۔

ملت مسلمہ آندھیوں کی زد میں ہے' مظلوم ہے' دعا قبول نہیں ہو رہی شاید اس لئے کہ قدرت صرف غیرت وحمیت والے غیر منافق مظلوم کی دعا کو شرفِ قبولیت بخشتی ہے۔ آیئے اپنے آپ کو ٹٹولیں کہ کیا ہم واقعی غیرت وحمیت والے غیر منافق ہیں!

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سرزمین' انبیاء و اولیاء کی سرزمین عراق' انا ولا غیری کا دعویٰ کرنے والے نمرود کو دیکھ چکی ہے۔ جس کا دعویٰ تھا کہ میں جسے چاہوں زندگی دوں اور جس سے چاہوں زندگی چھین لوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کی خدائی کو للکارا نوبت فبحة الذی کفو (کفر کے داعی کو لاجواب ہونا پڑا) تک پہنچی مگر زعمِ قوت و جبروت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام السلام کو آگ میں ڈالنے کی سزا دینے سے باز نہ رہا۔

خلیل اللہ کا مؤقف درست تھا' خالق سے رابطہ پکا تھا لہذا ''بے خوف وخطر کود گیا آتش نمرود میں عشق'' اور یہ تاریخ کا حصہ بن گیا۔ خالق نے آگ کو ٹھنڈا کر کے اپنے خلیل کو سرخرو اور خدائی کے دعویدار متکبر نمرود کو عوام الناس کے سامنے ذلیل ورسوا کیا۔ نمرود کے مقدر میں محض جھلاہٹ رہ گئی۔ سرزمینِ عراق نمرود اور خلیل اللہ کے رویوں کی امین ٹھہری یعنی بغاوت اور اطاعت کا انتہائی بلند معیار قائم ہوا۔

سرزمین دجلہ وفرات اس وقت سے آج تک بے شمار نشیب وفراز دیکھ چکی ہے جس میں پرایوں کے ظلم و بربریت کے ساتھ ساتھ اپنوں کے جور وستم کی داستانیں بھی تاریخ کے سینے میں محفوظ ہیں۔ تاتاریوں کے ہاتھوں دریاؤں کا پانی سرخ ہوا تو اپنوں نے کربلا کی ریت کو خانوادۂ رسالت کے خون سے سینچا۔ یہ ظالم کے ظلم اور مظلوم کے صبر کی انتہا تھی۔

عراق کا موجودہ حکمران صدام حسین خالصتاً ایک دنیا دار حکمران ہے جس نے کبھی اپنے اسلام کا دعویٰ نہیں کیا۔ عراق کے اسلامی تشخص کے حوالے سے بھی اسے کبھی اصرار نہیں رہا۔ دوسرے بے شمار حکمرانوں کی طرح اس میں خیر وشر دونوں ہی پائے جاتے ہیں کہ وہ

انسان ہے۔ ایسے انسان گنتی میں کم ہوتے ہیں جو مجسم خیر ہوں یا مجسم شر۔ ہم صدام حسین کی وکالت نہیں کرتے مگر اسے کلی شر کا نقیب ہونے کا فتویٰ بھی نہیں دیتے۔

صدر صدام حسین جو کچھ بھی ہے ایک ملک کا سربراہ ہے' اسے صدر رکھنا نہ رکھنا اس کے عوام کا مسئلہ ہے باقی دنیا کا مسئلہ نہیں ہے۔ جس طرح بش کی صدارت امریکی عوام کا مسئلہ ہے۔ عراقی عوام اگر لاکھوں کی تعداد میں سڑکوں پر اس کی حمایت میں نکلتے ہیں تو اس سے اپنے عوام میں اس کی ہر دل عزیزی کا پتہ چلتا ہے اور لاکھوں امریکہ کی سڑکوں پر بش کو پاگل جنگجو کہتے نکلیں تو امریکہ میں بش سے نفرت کا پتہ چلتا ہے۔

دجلہ و فرات سہمے ہوئے ہیں کہ ''بھڑک رہے ہیں پھر سے آتش نمرود کے شعلے'' اور ضرورت ہے ''انہی کو آج ابراہیم بن کے دکھلانے کے دن آئے'' مگر ستم یہ ہے کہ ماضی کے نمرود سے زیادہ ''جبار و قہار'' نمرود تو دندنا رہا ہے لیکن اس کے سامنے کھڑا ہونے والا کوئی ابراہیم خلیل اللہ نہیں ہے کہ خالق اس نمرود کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے ایک بار پھر ''یا نار کونی برداً و سلاماً'' فرمائے۔ کیا یہ درست نہیں ہے؟

یہ امر طے شدہ ہے کہ اب کوئی خلیل دوبارہ نہیں آئے گا' اب آخری نبی ﷺ کی امت سے اپنی خوبیوں خامیوں کے ساتھ خلیل اللہ کے نقوش پا پر چلتے اپنے اپنے دور کے نمرود کو للکاریں گے' اس سے ٹکرائیں گے۔ میدانِ کربلا میں ''سب کچھ گنوا'' کر سب کچھ پائیں گے کہ ''خونِ صدر ہزار انجم سے ہوئی ہے سحر پیدا''۔ دجلہ فرات اب دوسری بار کربلا دیکھنے پر مجبور ہیں۔

صدام حسین اور اس کی قوم اپنی تمام تر بشری کمزوریوں کے ساتھ قابلِ تحسین ہے کہ موجودہ دور کے وحشی بھیڑیوں بش اور بلیئر کے سامنے سینہ تانے کھڑے ہیں جب کہ مصلحتوں کے مارے درجنوں مسلمان حکمران اپنی ''تشویش'' کے اظہار کے خول سے باہر آنے

کے لئے تیار نہیں ہیں بلکہ وحشی کے سایہ عاطفت میں اپنے اقتدار کا استحکام تلاش کرتے ہیں۔

امریکی برطانوی وحشت و بربریت صدام حسین اور اس کے عوام کو افغانستان کی تاریخ کو دہراتے روند ڈالے گی' کوئی پرسان حال نہ ہوگا کہ ہر ملک ''سب سے پہلے پاکستان'' کی طرح اپنے پر پرزے بچانے میں عافیت سمجھے گا۔ یہ سب کچھ ہوگا اور پھر تاریخ عراقی عوام کی غیرت وحمیت کے گراف اور بقیہ مسلم امہ کی بے حسی و بے حمیتی کے گرتے گراف کو محفوظ کر کے آنے والی نسلوں تک پہنچائے گی۔

اگر قادرِ مطلق بنی اسرائیل کی ایک فاحشہ کی' ایک پیاسے کتے کو پانی پلانے پر مغفرت کا فیصلہ کر سکتا ہے تو کیا عجب کہ وقت کے نمرود کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے اپنا سب کچھ لٹا دینے کا عزم رکھنے والے صدام حسین کو بھی قبول کر لے اور آج اس میں کیڑے نکالنے والے کٹہرے میں کھڑے ہوں اور انہیں ''اپنے اسلام کی قدر و قیمت'' معلوم ہو جائے کہ حقیقی علم قادرِ مطلق کے پاس ہے۔

صدام حسین کو درست رکھنا مسلم امہ کے سرخیلوں کی ذمہ داری تھی۔ کل خالق یہ پوچھنے کا حق رکھتا ہے کہ کیا تم نے یہ ذمہ داری بطریقِ احسن نبھائی تھی۔ اسے سدھارنے کی اپنی سی کوشش کی تھی۔ اگر یہ کوشش کی تھی اور وہ بگاڑ پر مصر رہا تو تم بری الذمہ اور اگر نہیں تو تم زیادہ مجرم ہو۔ کیا مسلمان حکمرانوں' او۔ آئی۔ سی وغیرہ کے پاس معقول جواب ہوگا؟ عراق نے کویت سے معافی مانگی تو کویت نے رعونت سے رد کر دی۔ اگر مسلم حکمران قرآنی تعلیمات کے مطابق عمل کرتے ایران عراق کا تصفیہ کرا دیتے' عراق کویت کا تصفیہ کراتے تو کیا تباہی تینوں ریاستوں کا مقدر بنتی؟ کیا بش اور اس کے اتحادیوں کو عربوں کے سینہ پر بیٹھ کر انہی سے مسلمان ملک کے خلاف جارحیت کے اخراجات وصول کرنے کی نوبت آتی؟

☆.....☆.....☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

01/10/02

وحشی بھیڑیئے اور عراق کا مستقبل!

عراق جو گذشتہ دس بارہ سال سے وحشی بھیڑیوں کے نرغہ میں بمشکل سانس لے رہا ہے' لمحہ لمحہ اذیتناک صورت حال کے قریب سے قریب تر ہوتا جا رہا ہے اور ہر لمحہ بھیڑیئے کی وحشت و غراہٹ میں تندی آ رہی ہے۔ جس طرح اسی قبیل کے ایک بھیڑیئے نے بھیڑ کے بچے کو ندی پر پانی پینے کے دوران چارج شیٹ کرتے ''انصاف کے تقاضے'' پورے کرنے کے بعد اسے بھنبھوڑا تھا بعینہٖ انہی نقوشِ پا پر چلتے انسانی شکل میں وحشی بھیڑیا اور اس کا معاون عراق کو چارج شیٹ کر کے ''عالمی انصاف کا بول بالا کرتے'' اسے بھنبھوڑنا چاہتے ہیں۔

آج عالمی رائے عامہ وحشی بھیڑیئے کے خلاف ہے۔ کل تک کے اتحادی آج اس کے مخالف ہیں اور یہ مخالفت اصولی ہے کہ دنیا کا کوئی قانون و ضابطہ اور اخلاق کے عمومی تقاضے ٹھوس شواہد کے بغیر کسی آزاد ریاست پر جارحیت کی اجازت نہیں دیتے' ایسے ٹھوس شواہد جنہیں اگر خود مدعی کے خلاف پیش کیا جائے تو اسے قبول کرنے میں تردد نہ ہو۔ مگر انصاف کی بدنصیبی کہ آج ٹھوس شواہد گرد و پیش سے اکٹھے کر کے پیش کرنے کی بجائے ''بنا'' کر سامنے لائے جاتے ہیں۔

افغانستان کو مسلم امہ کی معاونت سے' دہشت گردی مٹانے کے نام پر' تاراج کرنے کے بعد اب تمام تر توجہ عراق کے بخیے ادھیڑنے پر مرکوز ہے اور اس کے خلاف امریکہ و برطانیہ اور اٹلی وغیرہ میں تو عوام کا سیلاب احتجاج کے لئے سڑکوں پر نکل آیا ہے مگر ''مسلمان جسدِ واحد'' کا درسِ حدیث یاد کرنے والی 51 ریاستوں میں سے کسی کو یہ توفیق نہیں ہوئی۔ حکمران تو

☆ ☆

اس لئے خاموش ہیں کہ امریکہ و برطانیہ ان کے ''اقتدار کے ضامن'' ہیں مگر عوام کی غیرت و حمیت کو کیا ہوا' سمجھ میں نہیں آتا۔

عراق سے امریکہ و برطانیہ کو یقیناً کوئی خطرہ نہیں ہے۔ بش اور بلیئر کی وحشت کا سبب اپنے حقیقی آقا اسرائیل کو دائمی تحفظ فراہم کرنا ہے۔ اسرائیل کے لئے خطرہ عراق' ایران' افغانستان اور پاکستان سے ہے اور یہود نے بڑی عیاری کے ساتھ امریکہ و برطانیہ کو سامنے لا کر ان کے ذریعے پاکستان کو ڈرا دھمکا کر ساتھ ملاتے افغانستان کا کانٹا نکالا۔ حقیقی اسلامی ریاست کو ختم کیا۔ اب عربوں کے ''خاموش تعاون'' سے عراق کا وجود ختم کرنے کے درپہ آزار ہیں۔

عراق سے فارغ ہو کر ''برائی کے محور'' ایران کی باری آئے گی جو امریکہ کے گلے کی پھانس' شاہ کی روانگی کے دن سے ہی ہے۔ جب بش عراق اور پھر ایران سے نمٹ لے گا تو کامل یکسوئی سے بھارت اور اس کے دوست اسرائیل کے ذریعے پاکستان کو سبق سکھائے گا تاکہ یہ عربوں کی حمایت میں کوئی گڑ بڑ نہ کر سکے جس کا اسرائیل اور اس کے حواریوں کو خوف ہے کہ یہ ایٹمی قوت ہے۔ ہر اس پہلو سے اطمینان ہو جانے کے بعد اسرائیل اپنے توسیع کے منصوبہ پر عمل کر سکے گا۔

اسرائیل کے مقاصد کی تکمیل کے ساتھ ساتھ امریکہ و برطانیہ کو خطے میں سیال سونے پر اجارہ داری قائم کرنے سے کوئی نہ روک سکے گا۔ یوں امریکن ورلڈ آرڈر ساری دھرتی پر راج کرے گا اور کوئی سامنے آنے کی جرأت نہ کر سکے گا۔ اس وقت 'فاتح' کی حیثیت سے دوستوں اور دشمنوں کی نئی فہرستیں بنیں گی۔ کوئی روک ٹوک نہ ہوگی۔ عالم اسلام اپنے تمام تر وسائل کے باوجود بے بس ہوگا۔ امریکی برطانوی اور اسرائیلی جارحیت کے لئے نہ اقوام متحدہ کچھ کر سکے گی نہ ہی مسلم امہ کی کاروائی موثر ہوگی۔

☆ ☆

☆ ☆

اقوام متحدہ اور اس کی سلامتی کونسل یہود کی لونڈیاں ہیں اور یہودی گماشتے بش اور بلیئر ہر طرح کے غیر اخلاقی ہتھکنڈوں سے جو چاہتے ہیں' ان ''اداروں'' سے کروا لیتے ہیں۔ اور ان دو عالمی غنڈوں کے سامنے UNO کے بقیہ ممبران بشمول مسلمان حکمران منقارِ زیر پر رہتے ہیں۔ کبھی کسی کو توفیق نہیں ہوئی کہ ان عالمی دہشت گردوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سچائی پر اڑ جائیں۔ مثلاً عراق میں نو فلائی زون کس اتھارٹی نے بنائی؟ عراق پر جارحیت اور عوام پر معاشی پابندیوں کے خلاف کوئی آواز نہ اٹھی۔

آج عالمی سطح پر کچھ آوازیں بش اور بلیئر کی عراق پالیسی کے خلاف اٹھ رہی ہیں' اسلامی ممالک کی تنظیم OIC اپنے اجلاسوں میں فلسطین میں اسرائیلی مظالم اور عراق پر متوقع امریکی وحشت و بربریت پر ''اظہار تشویش'' سے آگے بڑھنے کے لئے تیار نہیں ہے اور اس بات کو یکسر نظر انداز کیا جا رہا ہے کہ لاکھوں بھیڑیں مل کر احتجاج کر لیں' اپنی ''تشویش'' کا اظہار کر لیں' پاگل اور وحشی بھڑیئے کی فطرت نہیں بدلتی۔ بھیڑیا صرف طاقت کی زبان سمجھتا ہے مگر کوئی شیر سامنے نہیں ہے۔

عراق کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کی ایک پیش گوئی ہے جسے پورا ہوتے تصور کی آنکھ مکمل جزیات کے ساتھ دیکھ رہی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

> ☆ ''قریب ہے کہ (سرزمین) فرات سونے کے ایک پہاڑ کو (پٹرول سیال سونا کہلاتا ہے' جو ارضِ فرات' عراق میں ہر ملک سے زیادہ ہے) ظاہر کر دے اور جب لوگ اس کے بارے میں سنیں گے تو اس پر ٹوٹ پڑیں گے لیکن وہ لوگ جو اس کے مالک ہوں گے کہیں گے کہ اگر ہم نے ان لوگوں کو اجازت دے دی تو یہ سارے کا سارا لے جائیں گے پس وہ اس پر جنگ کریں گے اور یہ ایسی ہلاکت خیز جنگ ہوگی کہ ہر سو (100) میں سے ننانوے (99) آدمی مارے جائیں گے۔'' ☆

☆ ☆

(مسلم شریف کتاب الفتن)

مذکورہ حدیث عراق کے موجودہ حالات کے پس منظر اور پیش منظر میں بش اور بلیئر کی متوقع وحشت و بربریت اور استعمال کئے جانے والے اسلحہ پر روشنی ڈالتی ہے۔ اور یہ حقیقت بھی پیش نظر رہنی چاہئے کہ ہر سو (100) میں سے ننانوے (99) صرف عراقی نہ ہوں گے بلکہ فریقین سے ہوں گے۔

☆......☆......☆

یورپ کے کرگسوں کو نہیں ہے ابھی خبر
ہے کتنی زہر ناک ابی سینا کی لاش!
ہونے کو ہے یہ مردۂ دیرینہ قاش قاش
تہذیب کا کمال شرافت کا ہے زوال
غارت گری جہاں میں ہے اقوام کی معاش!
ہر گرگ کو ہے برۂ معصوم کی تلاش
اے وائے آبروئے کلیسا کا آئینہ
روما نے کر دیا سرِ بازار پاش پاش
پیرِ کلیسا! یہ حقیقت ہے دلخراش!

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

16/08/02

دجال آچکا ہے! ایک پہلو یہ بھی ہے تصویر کا!!

دجّال، دجل سے ہے جس کے معنی فریبی اور مکار کے ہیں اور ایسے ہی ایک عظیم مکار و فریبی دجال کی آمد کی خبر، مخبر صادق سرورِ دو عالم حضرت محمد ﷺ نے دی ہے۔ اردو انسائیکلوپیڈیا کے فاضل مقالہ نگار نے دجال کا ذکر یوں کیا ہے:

☆ ''دجال: جھوٹا، فریبی۔ اسے مسیح الدجال اور کذاب بھی کہتے ہیں۔ قرآن میں اس کا تذکرہ نہیں ہے لیکن احادیث (بخاری، مسلم، ابن ماجہ ابن داوٗد، ابن حنبل، ترمذی) میں تفصیلات موجود ہیں۔ ان محدثین کے مطابق اس کا رنگ سرخی مائل اور جسم بھدا ہوگا، صرف ایک آنکھ ہوگی، پیشانی پر کافر لکھا ہوگا، گدھے پر سوار ہوگا، خراساں یا اصفہان کی طرف سے آئے گا۔ اس کے پیرو منافق اور بے دین ہوں گے یا بعض یہودی اور عورتیں۔ وہ لوگوں میں خوراک، پانی اور آگ تقسیم کرے گا۔ اس کے آنے سے پہلے کا زمانہ بہت سخت ہوگا اور لوگوں کی اخلاقی اور مذہبی حالت بگڑ چکی ہوگی۔ وہ تمام دنیا فتح کرے گا مگر مکہ اور مدینہ پر قبضہ نہ کر سکے گا۔ چالیس دن یا چالیس سال حکمرانی کرے گا اور بالآخر حضرت مسیح یا امام مہدی اس کو شام یا فلسطین میں قتل کر دیں گے۔......'' ☆ (صفحہ 469، طبع فیروز سنز، لاہور)

نبی رحمت خاتم النبین ﷺ نے دجال کے حوالے سے جو کچھ فرمایا، اس کی مکمل

تفصیل ذخیرہ احادیث مبارکہ میں موجود ہے۔ ہم یہاں اختصار کے نقطہ نظر سے چند متفق علیہ روایات سامنے لاتے ہیں جو دجال کے حلیے اور کام کی مناسبت سے ہیں:

☆ ''حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے جبکہ مسیح دجال داہنی آنکھ سے کانا ہے۔ اس کی یہ آنکھ ابھرے ہوئے انگور کی مانند نمایاں نظر آئے گی۔'' ☆ (البخاری کتاب الانبیاء' باب 48)

☆ ''حضرت حذیفہؓ نے کہا' میں نے ایک روز جناب نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے'' جب دجال کا ظہور ہوگا تو اس کے ساتھ پانی بھی ہوگا اور آگ بھی لیکن ہوگا یہ کہ جس چیز کو لوگ آگ دیکھیں گے وہ ٹھنڈا پانی ہوگا اور جسے وہ بظاہر ٹھنڈا پانی دیکھیں گے وہ جلانے والی آگ ہوگی۔ لہذا تم میں سے جس کو دجال سے واسطہ پڑے اسے چاہئے کہ خود کو اس میں ڈالے جو دیکھنے میں آگ نظر آئے اس لئے کہ وہ میٹھا پانی ہوگا۔'' ☆ (اخرجہ البخاری کتاب الانبیاء' باب 50)

مذکورہ تفصیل سے ہم جو نکات اخذ کر سکتے ہیں' وہ یہ ہیں کہ:

الف) دجال مجسم مکروفریب اور دھوکے باز ہوگا' وہ مسیح الدجال ہوگا' یہودی نہ ہوگا۔

ب) اس کی پیشانی پر صرف ایک آنکھ ہوگی جو انگور کے دانے کی طرح ابھری ہوئی ہوگی۔

ج) اس کے ساتھ خوراک اور آگ ہوگی جن کی تاثیر برعکس ہوگی یعنی خوراک ہلاکت اور آگ نجات ہوگی۔

د) مسیح الدجال کسی طرح بھی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔

ر) اہل ایمان میں سے دجال سے جس کسی کا آمنا سامنا ہو وہ خود کو آگ میں ڈالے

جو فی الواقعہ میٹھا پانی (پیاس بجھانے والا) ہے۔

ہم یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ آپ کو مسیح الدجال سے ملوا رہے ہیں جس کی ایک نشانی اس کے گدھے پر سوار ہونا ہے کیونکہ موجودہ دجال بمبار جہازوں پر سوار ہمہ جہت قہر کی علامت ہے۔ بقیہ علامات میں سے کم وبیش سبھی آپ کے سامنے ہیں' مثلاً

الف) سینہ دھرتی پر اخلاقی و مذہبی اقدار (ہر مذہب اور قوم میں) جان بہ لب ہیں۔

ب) دجال مکمل طور پر مکروفریب کا مجسمہ ہے۔ مسیحی دجال ہے جس کی پشت پر یہود ہیں۔

ج) اس کی پیشانی پر انگور کے دانے کی مانند ابھری آنکھ ہے۔

د) اس کے ساتھ خوراک اور آگ دونوں ہیں۔

مسیح الدجال کے ضمن میں دو باتیں سامنے آتی ہیں' پہلی یہ کہ وہ اگرچہ یہود میں سے ہوگا مگر بظاہر مسیحی ہوگا' یہود کے مفاد کا علمبردار ہوگا۔ دوسرے یہ کہ وہ اس لئے مسیح الدجال کہا جائے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (مسیح) اسے واصل جہنم کریں گے۔ واللہ اعلم بالصواب

اکیسویں صدی کے دجال کے ماتھے پر انگور کے دانے کی مانند ابھری آنکھ سے ایک عالم شناسا ہے۔ امریکہ کی سرکاری مہر کی پشت' جو ایک ڈالر کے کرنسی نوٹ پر مطبوعہ ہے اس حقیقت کی نقاب کشائی کرتی ہے۔ اس سرکاری مہر کے دونوں حصے یعنی سامنے کا حصہ اور پشت خالص مسیحی امریکی ریاست کے یہودی بالادستی قبول کرنے کا عملی ثبوت پیش کرتے ہیں مثلاً سامنے کے حصے میں ستاروں سے بنا چھ کونے کا ڈیوڈ سٹار جو یہود کی مسلمہ علامت ہے۔ پشت پر بنے مخروطی اہرام پر ہم الگ روشنی ڈالیں گے۔

ہم نے دجال کے مکروفریب کی بات کی ہے جو ان کی سرکاری مہر سے بھی عیاں ہے اور ان کے ماضی (امریکہ کے) کی تاریخ بھی گواہ ہے۔ سرکاری مہر پر بنائے عقاب کے

ک پنجے میں امن کی علامت زیتون کی شاخ ہے تو دوسرے پنجے میں ظلم و بربریت کی علامت
ر ہیں۔ امریکہ کے ماضی بعید کو چھوڑیئے نصف صدی سے جائزہ لیجئے' 1945ء میں جاپان
کے دوشہروں پر بلا جواز ایٹم بم گرا کر ہزاروں لوگوں کی زندگی ختم کی تو لاکھوں کو ایڑیاں رگڑ رگڑ
ر مرنے کی راہ دکھائی۔ ویت نام اور عراق کے علاوہ گرد و پیش یہ دجال کہاں کہاں خوراک
ر آگ لئے نہیں پھرا۔

سرکاری مہر کی پشت' جو ایک ڈالر کے نوٹ پر موجود ہے' کئی راز رکھتی ہے۔ یہ مہر
نیب دینے والے یہود تھے اور جنہوں نے اسے سرکاری سطح پر "قبولیت کا شرف بخشا" وہ مسیحی
تھے۔ اس مہر کا خالق ویشاپٹ (Weshaupt) تھا جو اپنے آپ کو روحانیت کا علمبردار گردانتا
تھا۔ اس نے عالمی دہشت گردی سے یہودی اقتدار اعلیٰ کی منزل قریب لانے کے لئے ایک
خفیہ تنظیم Insinuating brotherm بنائی۔

"روحانیت کے علمبرداروں" (Illuminati الیومیناٹی) کی مذکورہ خفیہ تنظیم
انسوائیٹنگ برردرن" کے معنی ہیں "بامقصد ذومعنی اشاروں سے مکروفریب کے جال میں
پھانسنے والے بھائی" اس روحانی تنظیم کی بنیاد ویشاپٹ (Weishaupt) نے 1776ء میں
رکھی جو چہار پہلو مخروطی اہرام پر بنیچے کنندہ ہے۔ تنظیم کے اس مخصوص نشان کی تشریح یوں ہے:

☆"مخروطی اہرام عالمی سطح پر کیتھولک (Catholic) کی بیخ کنی کی
سازش اور پوری دنیا کو ایک حکمران کے تابع کرنے (گلوبلائزیشن) یا
یو۔این۔ڈکٹیٹر شپ قائم کرنے کی علامت ہی۔" ☆ (Pawns in
the game page-xiii)

آگے بڑھنے سے پہلے لفظ کیتھولک کو سمجھنا ضروری ہے کیونکہ اس سے یہ مغالطہ جنم
لیتا ہے کہ یہ دہشت پسند تنظیم صرف عیسائیت کے کیتھولک عقیدے کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی

غرض سے وجود میں آئی تھی۔ کیتھولک کے معنی اور ہیں مگر مسیحی برادری کے ایک فرقے نے بھی اسے اپنایا ہے۔

Catholic: Universal; general, comprehensive, broad in sympathies, tastes or interests. 2. of relating to, or forming church universal..." (Webster's new Collegiate Dictionery)

کیتھولک کے مذکورہ معنی کا تجزیہ کریں تو یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ یونیورسل (عالمی) اور کمپری ہنسیو (مکمل و مدلل) مذہب جس میں ہمہ جہت ہمدردی، اقدار، روحانیت کی لذت اور ان سے دلچسپی ہو، مراد ہے۔ اس کسوٹی پر آپ اسلام کے علاوہ دوسرے ادیان کا تجزیہ کریں تو وہ پورے نہیں اترتے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت عالمگیریت (یونیورسل ازم) نہ تھا۔ یہ اعزاز صرف خاتم النبین حضرت محمد ﷺ کو ملا کہ قرآن حکیم ہمہ پہلو **(Comprehensive Universal)** ہے اور تعلیم کے حوالے سے **Sympathies**، **Taste** اور **Interest** سے بھرپور بھی ہے کہ کھلے ذہن کے ساتھ غیر مسلم بھی پڑھیں تو ایمان لے آئیں۔

دہشت گردی سے عالمی سطح پر سازشی کاروائیوں سے کیتھولک کے خاتمے کو سمجھنے میں ہمیں یہود کے پروٹوکولز بھی مدد دیتے ہیں۔ پروٹوکول نمبر 4 کی شق 3 سے پہلے جلی عنوان ہے **We shall destroy God**، ہم تصورِ خدا کی دھجیاں بکھیر دیں گے۔

☆"......اس جیسے ایقان (ایمان) کے ساتھ مذہب کی نگرانی میں عوام پر حکمرانی کا خواب دیکھا جا سکتا ہے کہ مذہبی راہنماؤں کی راہنمائی میں
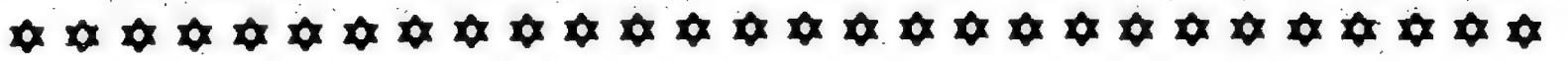
طے کردہ فاصلے زمین پر خدا کی حاکمیت کے تابع ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ یہود کے لئے لازم ہوگیا ہے کہ ہم غیر یہود کے تصورِ خدا کی روح کی دھجیاں بکھیر کر اس کی جگہ مادی فوائد اور حسابی قاعدے لے آئیں۔" (Protocols,4:3)☆

مذکورہ تشریح' مخروطی اہرام کی علامت کہ "کیتھولک" کو دہشت گردی سے عالمی سطح پر بیخ وبن سے اکھاڑنا اس تنظیم کا مقصد ہوگا' سمجھنے میں مددگار ثابت ہوئی ہوگی۔ اس سے مراد تصورِ خدا ختم کر کے دہریت کا مکمل اجرا ہے۔

تنظیم کے مخصوص نشان اور ڈالر کے نوٹ پر طبع Seal پر مخروطی اہرام کے اوپر Annuit Coeptis تحریر ہے جس کے معنی ہیں "ہماری (سازشی) تنظیم کی کامیابی طے ہے" دونوں الفاظ کے ٹھیک نیچے درمیان میں ایک روشن دائرے کے اندر اہرام کے مخروط پر "انگور کے دانے کی طرح چمکتی آنکھ" ہے۔ چہار پہلو مخروطی اہرام پر ہر سمت یہ آنکھ اس بات کی علامت ہے کہ ہم جرمن گستاپو طرز پر دہشت گرد ہیں اور کرہ ارض پر چہار سو ہماری نظر ہے"۔ ویشاپٹ کی تنظیم انسوائیٹنگ بردرن کا' یہ آنکھ مخصوص نشان ہے۔ مخروطی اہرام کے نیچے رومن حروف میں سن تاسیس تنظیم MDCCLXXVI-1776 لکھا ہے اور اہرام کے نیچے چوتھائی دائرے میں تحریر ہے "NOVUS ORDO SECLORUM" جو تنظیم کی حیثیت اور مستقبل کے منصوبوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ تحریر کے معنی ہیں "ایک نیا سوشل آرڈر" یا "ایک نیا معاہدہ یا نیو ورلڈ آرڈر"۔ اندازہ کیجئے کہ جو "نیو ورلڈ آرڈر" امریکہ کل دنیا کے سامنے لایا اس کی منصوبہ بندی کتنا عرصہ قبل ہو چکی تھی۔

ویشاپٹ کی منصوبہ بندی' تنظیم اور مقاصد آپ کے سامنے آچکے ہیں۔ خفیہ سازشی تنظیم کا لوگو The great seal جسے امریکہ نے سرکاری حیثیت دیتے 1782ء میں قبول کیا' دراصل اس حقیقت کا اظہار ہے کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ مکمل طور پر پنجۂ یہود میں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
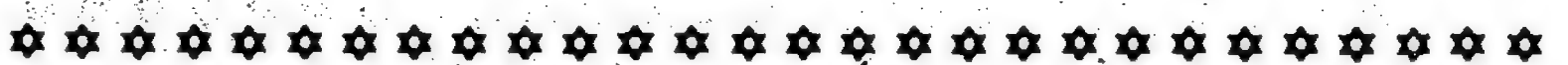
ہے اور اس کا سب کچھ یہود کے پاس گروی ہے۔ حالات و واقعات نے بھی اس حقیقت کو ثابت کر دیا ہے۔

دجال کا تعارف ہو جانے کے بعد اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ یہود نے مسیحی دجال کے روپ میں کہاں کہاں کس طرح اسے نکال کر دہشت و بربریت سے اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کی ہے۔ یاد رہے کہ آغاز سے آج تک امریکہ کے 17 صدر یہود کی سازشی تنظیم فری میسنز کے باضابطہ رکن رہے۔ پہلی جنگ عظیم اور دوسری جنگ عظیم یہود کا منصوبہ تھا تو اب تیسری عالمی جنگ کا منصوبہ بھی انہی کی سازش سے ہوگی۔

1840ء سے جنرل البرٹ پائیک' ویشاپٹ (روحانیت کا علمبردار) کے ہتھے چڑھ گیا۔ اسے یہ مشن سونپا گیا کہ وہ **Illuminati** کے طے کردہ مقاصد کی تکمیل کے لئے نئی منصوبہ بندی کرے۔ چنانچہ اس نے اس تخریبی کام کا بیڑہ اٹھایا۔ 1859ء سے 1871ء کے درمیان اس نے 3 عالمی جنگوں اور 3 بڑے انقلابوں کی منصوبہ بندی کر ڈالی جو ان کی زیرزمین اور برسرِ زمین سازشوں کے نتیجے میں بیسویں صدی اور 21 ویں صدی کے آغاز میں وقوع پذیر ہونے طے پائے۔ اس نے لٹل راک آرکنساس کے 13 کمروں پر مشتمل اپنے مکان میں اسے بڑی خاموشی سے مکمل کیا۔

جنرل پائیک نے 3 سپریم کونسلیں تشکیل دیں۔ ایک چارلیسٹن میں' دوسری اٹلی کے شہر روم میں اور تیسری جرمنی کے شہر برلن میں۔ پھر عالمی سطح پر مقامات کی اہمیت کا اندازہ لگاتے 23 ذیلی کونسلیں تشکیل دیں۔ مارکونی کی ایجاد ریڈیو اس کے لئے رابطوں کی غرض سے نعمتِ غیر مترقبہ ثابت ہوئی اور مخصوص طریقوں سے ریڈیو کے ذریعے تمام کونسلوں کے ساتھ رابطہ ممکن ہوگیا۔ عالمی سطح پر کام کرنے والی جاسوس تنظیمیں یہ نہ جان سکیں کہ دور نزدیک مختلف مقامات پر وقوع پذیر ہونے والے حوادث اتفاق نہیں بلکہ ریڈیو رابطوں سے ممکن بنانے والا دماغ پشت پر ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پائک کا منصوبہ سادہ اور موثر تھا۔ اس کی منصوبہ بندی کا اہم نقطہ یہ تھا کہ وہ کیمونزم، نازی ازم، سیاسی صیہون اور دیگر نمایاں عالمی تنظیموں کو باہم مربوط کر کے ان کے خمیر سے 3 عالمی جنگوں اور 3 اہم انقلابات کی راہ نکالے۔ Illuminati ''روحانیت کے علمبردار'' کا منصوبہ تھا کہ پہلی جنگ عظیم کے نتیجے میں زارِ روس کا تختہ الٹ دیا جائے اور وہاں لادین کیمونسٹ حکومت قائم کی جائے۔ ان الیومینیٹی کے گماشتوں نے برطانیہ اور جرمنی کے درمیان اختلاف پیدا کر کے انہیں ہوا دینی شروع کی تاکہ اس خمیر کا ابال جنگ کی صورت میں سامنے آئے۔ طے شدہ پروگرام کے مطابق جنگ ہوئی اور اختتام پر کیمونزم کو دوسری حکومتوں اور ادیان کو کمزور کرنے کے لئے استعمال کرنا شروع کیا۔

دوسری جنگ عظیم کا خمیر فاشسٹ حکمرانوں اور سیاسی صیہون Political Zionists کے ملاپ سے اٹھایا گیا۔ اس جنگ میں نازی ازم اور ترکی خلافت کا خاتمہ، جاپان پر امریکی ایٹم بم کی دھاک کے ساتھ ارضِ فلسطین میں اسرائیلی ریاست کا قیام اور لیگ آف نیشنز (یو این او) کی تشکیل تھا۔ ایک ذیلی مقصد کیمونزم کی آبیاری تھا کہ یہ مختلف ادیان کے مدمقابل خم ٹھونک کر کھڑا ہو۔ یہود کے بزرگ ویشاپٹ اور اس کے جنرل پائک کی منصوبہ بندی روزویلٹ اور چرچل کے ہاتھوں مکمل ہوئی جو لمحہ فکر یہ تھا۔

☆ ''سامنے نظر آتی تیسری عالمی جنگ جو عملاً اور عمداً صلیبی جنگ بنائی جارہی ہے کہ اسلام اور امریکہ و برطانیہ کی مسیحی حکومتیں پیش منظر میں ہیں اور اس جنگ کا خمیر اٹھانے والے یہود پس منظر میں ہیں، جنرل پائک کے منصوبہ کے مطابق یہ ''روحانیت'' کے گماشتے اپنے مخصوص ہتھکنڈوں سے یہود اور مسلمانوں کے خمیر سے جنگ کا جواز پیدا کریں گے۔ اس تیسری عالمی جنگ کا مقصد یہ ہے کہ اسلام (عرب اور دیگر مسلمان ریاستیں) اور صیہونیت کی علامت اسرائیل اپنے آپ کو تباہ کر

لیں گے جبکہ بقیہ دنیا دو گروہوں میں بٹ جائے گی اور باہم جنگ ان کو مکمل طور پر ختم کر دے گی یعنی مالی و روحانی' اخلاقی و ذہنی لحاظ سے مفلوج کر کے۔'' ☆ (بحوالہ کھیل کے مہرے' XIV)

غور کیجئے' کیا کوئی باشعور اس حقیقت سے انکار کر سکتا ہے کہ خطہ عرب' شرقِ اوسط اور مشرق بعید کے شیطانی قضیے بلاسبب ہیں اور صیہونیت کے مکروہ عزائم کی تکمیل کی طرف لے جانے والے راستے نہیں ہیں۔ 15 اگست 1871ء کو جنرل پائک نے کہا تھا کہ اس تیسری عالمی جنگ کے خاتمے پر بچ جانے والی دنیا پر ہمارا عالمی اقتدار جنم لے گا۔ ناقابلِ یقین طرز کی نئی زندگی کے احیاء کے انداز میں ہم چھا جائیں گے۔ اس کی تائید یہود کے **Protocols** بھی کرتے ہیں:

☆ ''میں اپنے متبعین کو ایک بار پھر تاکید کرتا ہوں کہ لوگ صرف طاقت و اقتدار کے سامنے بسر و چشم جھکتے ہیں' جو طاقت ان سے ماورا ہو کیونکہ وہ خارجی خطرات کے مقابلے میں اسی کو یقینی تحفظ سمجھتے ہیں۔'' ☆

☆ ''موجودہ دور کے غیر یہود حکمرانوں کی جگہ لینے والا صاحب اقتدار عالمی حکمران اقتدار سنبھالتے ہی معاشرے سے ''شر'' کی ہر قوت کو تہس نہس کر دے گا' اس مقصد کے حصول کے لئے ناگزیر ہوگا کہ موجودہ سماجی معاشرتی ڈھانچے سرے سے برباد کر دیئے جائیں۔ اس مقصد کے لئے خواہ کتنا ہی خون خرابہ کیوں نہ ہو۔ اس بڑی صفائی کے بعد اپنے ڈھب سے معاشرے ترتیب دینے ہوں گے۔ ہمارے ترتیب دیئے یہ معاشرے اس قدر وفادار ہوں گے کہ ہماری حکومت کے خلاف اٹھنے والے ہاتھ کو کاٹنا مشکل نہ ہوگا۔'' ☆

(Protocols,23:2,3)

☆''اندریں حالات ہم اقوام عالم سے یہ کہہ سکیں گے کہ اللہ کا شکر ادا کرو اور اس کی عظمت کے سامنے جھک جاؤ کہ انسان کی تقدیر بنانے والی مہر اسی ذات کے ہاتھوں میں ہے۔ اسی سمت اس ذات نے ہمارے بادشاہ کی راہنمائی کی ہے اور شکر ہے اس ذات کا کہ اس نے ہمیں ان تمام غیر یہود قوتوں اور قباحتوں سے چھٹکارا نصیب کیا ہے۔'' ☆(Protocols,23:5)

آپ نے 21 ویں صدی کے دجال کو قریب سے دیکھا ہی نہیں بلکہ چکھا بھی ہے' اس کی نشانیوں سے ہر کوئی باخبر ہے کہ:

الف) اس کا رنگ سرخی مائل ہے اور وہ خوبصورت یقیناً نہیں ہے۔

ب) اس کے ساتھ خوراک اور آگ دونوں ہیں۔ آپ عراق اور افغانستان میں مشاہدہ کر چکے ہیں۔ خوراک کو زہر بھی آپ نے دیکھا کہ عراقی عوام کو بھیجی گئی گندم زہریلی ہونے پر امریکی میڈیا نے گواہی دی۔ افغانستان میں خوراک گرائی تو کارپٹ بمباری بھی کی۔

ج) یہ دجال (امریکہ) جاپان' چین' فلپائن' کوریا' ویت نام' پاکستان' افغانستان' ایران' عراق' لیبیا' سوڈان' دیگر افریقی ممالک کے علاوہ پانامہ وغیرہ پر دہشت و بربریت کے سائے پھیلا چکا ہے' پھیلانے کی فکر میں ہے جو مذکورہ نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے کہ وہ دنیا کو تاراج کرنے نکلے گا۔ وہ ''شر کی ہر قوت'' مٹا کر' سماجی معاشرتی ڈھانچے برباد کر کے ''نیا معاشرہ'' بنائے گا۔

د) اس کے پیروکار (حمایتی) منافق اور بے دین ہوں گے۔ یہ بھی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ سرِ تسلیم خم کرنے والوں کا جائزہ لیجئے۔

ر) خوراک کو زندگی سمجھنے والوں نے زندگی اس کے پاس گروی رکھ کر مستقل عذ
خریدا اور آگ میں کود پڑنے والوں نے شہادت کے ساتھ اخروی ٹھنڈک پائی
آج ان کی قبروں سے خوشبو اٹھ رہی ہے جبکہ "خوراک" پر گرنے والے ک
قبیل کے لوگ موت کے خوف سے ہر لمحہ مر رہے ہیں۔ اپنوں سے بھی خائ
غیروں سے بھی خائف۔

جنرل البرٹ پائک کی منصوبہ بندی کہ تیسری عالمگیر جنگ کا خمیر خود یہود مسلما
کے خلاف اٹھائیں گے، سامنے نظر آ رہی ہے اور یہود کا ازلی مکر و دجل کہ اپنے مقصد کی تک
خود کرنے کے بجائے مسیحی دجال کو اسلام اور مسلمانوں کے سامنے لا کھڑا کیا ہے۔ عراق
خلاف کاروائی کو محدود جان کر 11 ستمبر کو امریکی وقار کی علامت پر حملہ آور ہو کر یہود
امریکہ اور اس کے ذریعے دوسری مسیحی حکومتوں کو غصے سے پاگل بنایا کہ اس کے بغیر ان
طے شدہ دہشت گردی پر عمل ممکن نہ تھا۔ یہود کو سب سے زیادہ خطرہ پاکستان، افغانستان، ع
اور ایران سے ہے لہذا انہیں مفلوج کرنے پر 21 ویں صدی کا دجال ادھار کھائے بیٹھا
پاکستان میں "شر" (دینی اقتدار) کا خاتمہ کر کے سودی نظام کے ساتھ جہاد سے پاک معا
بنائے گا۔

آج ہم تجزیئے کرتے ہیں کہ امریکہ فلاں ملک کے وسائل پر قبضہ کے لئے کوش
ہے تو فلاں ملک سے اس کا فلاں مفاد وابستہ ہے۔ یہ درست ہے کہ یہود نے امریکی بقاء
لئے اسے وسائل کے لالچ میں اندھا کیا ہے مگر امرِ واقع یہ ہے کہ یہود اپنی منصوبہ بندی
مطابق اسلام کے خلاف، دین و مذہب کے خلاف آخری معرکہ لڑ رہے ہیں کہ عالمی اقتدار
کے لئے ان کی کوشش بار آور ہونے کے قریب ہے۔

یہود نے سونے کی چمک اور سود کے جال سے عالمی سطح پر اقوام کو اپنا غلام بنا
ہے۔ انہوں نے میڈیا کی جنگ سے اقوامِ عالم کے اندر اپنے اداروں کی برتری کا احساس

کرنے کے ساتھ سماجی' ثقافتی' اخلاقی اور دینی اقدار پر کاری ضرب لگائی ہے جس پر زمانہ گواہ ہے اور اب آخری صلیبی جنگ کے ذریعے وہ رہی سہی کسر پوری کرنے کے لئے پوری طرح ہر محاذ پر اپنا دباؤ بڑھا رہے ہیں۔اس کی یو این او عملاً اس کی لونڈی ہے۔

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

21/10/03
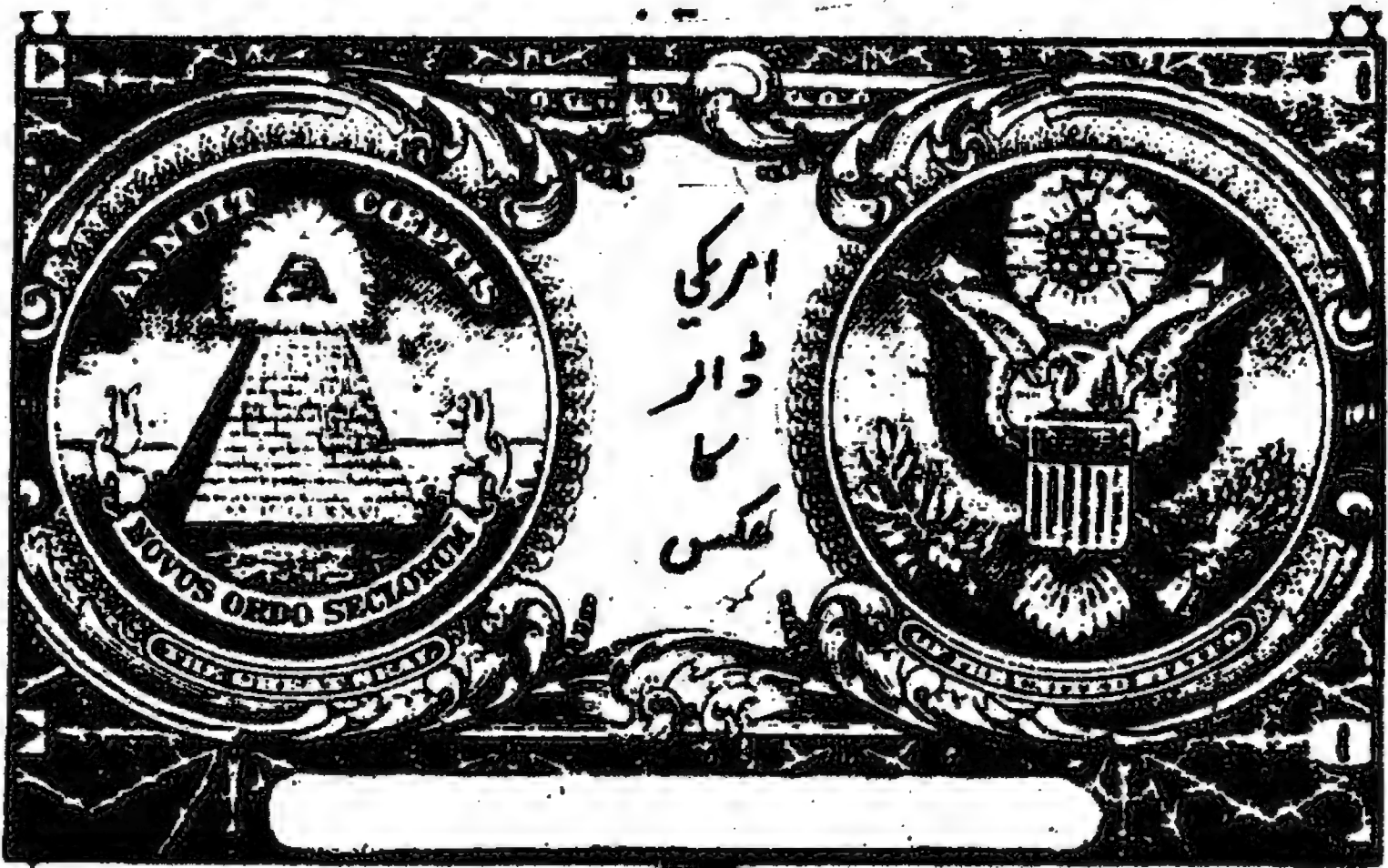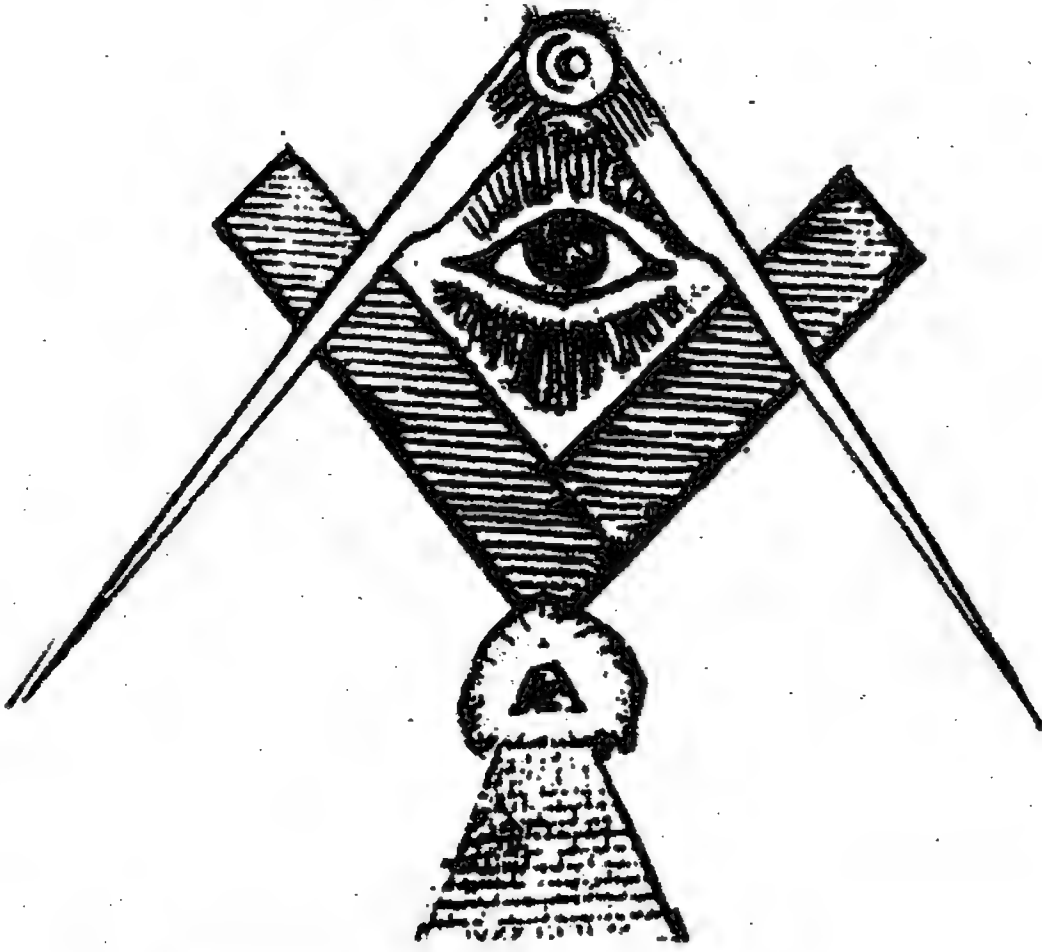
منصوبہ بندی میں کون آگے کون پیچھے!

گذرے وقتوں میں کہا جاتا تھا کہ ہندو بنیا بہت پہلے سوچتا ہے' مسلمان عین وقت پر سوچتا ہے اور سکھ وقت گذرنے کے بعد سوچتا ہے۔ ممکن ہے ماضی میں ایسا ہی ہو مگر آج کے گذرتے دور نے اس ترتیب (Preposition) کو یکسر بدل کے رکھ دیا ہے اور آج صورتِ حال یہ ہے کہ یہودی صدیوں پہلے سوچتا ہے' ہندو بنیا برسوں پہلے سوچتا ہے' سکھ عین وقت پر سوچتا ہے اور رہا مسلمان تو وہ چوٹ کھا کر بھی نہیں سوچتا۔ یہ امرِ مسلمہ ہے۔

یہود نے عالمی اقتدار پر قبضہ جمانے کے لئے' بقول ان کے 925 قبل مسیح سوچا۔ ہر دور کے منتخب "بڑوں" کی یہ ذمہ داری ٹھہری کہ وہ اپنے اپنے دور کے بدلتے تقاضوں سے اس منصوبہ بندی کو ہم آہنگ رکھیں' ہر قوم سے مطلب کے مہرے تلاش کریں اور ہمہ جہت پیش رفت کرتے' عالمی اقتدار کی منزل کی طرف قدم بڑھاتے رہیں۔ دوسرے نمبر پر بنیے کی سوچ اور منصوبہ بندی ہے' اس کا دائرہ کار دہائیوں پر پھیلا ہے۔ مثلاً مشرقی پاکستان کی علیحدگی۔ رہے سکھ تو جونہی ضربِ شدید لگتی ہے آنکھ کھلتی ہے۔

مسلمان چوتھے نمبر پر آ گئے کہ ضربِ شدید بھی ان کی آنکھ نہیں کھلوا سکی۔ یہ ضربِ شدید ملت مسلمہ کے جسم کے کس کس حصہ پر نہیں لگی ماضی بعید کو چھوڑیئے ماضی قریب کی بات کیجئے۔ ارضِ فلسطین اور ارضِ کشمیر نصف صدی سے لہو لہو ہے' چیچنیا' کسووو' بوسنیا' اراکان اور دوسرے خطوں میں کیا کچھ نہیں ہوا' ہو رہا ہے۔ کتنی خواتین بیوہ ہوئیں' کتنے بچے یتیم ہوئے' کتنی عصمتیں تار تار ہوئیں اور املاک تباہ ہوتی ہم دیکھ رہے ہیں۔ کس کی آنکھ نم ہوئی؟ کس
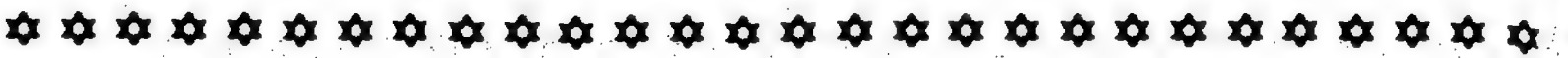
حکمران کی غیرت وحمیت جاگی؟

ہم آپ کو رنجیدہ کرنا نہیں چاہتے۔ خونِ مسلم یقیناً رنگ لائے گا کہ اللہ ہم جیسے بے حمیت و بے حس لوگوں کو تباہ کر کے ان کو لانے کی ہر قوت رکھتا ہے جو ہر لحاظ سے باغیرت' باہمت اور صاحبِ بصیرت ہوں گے۔ ویستبدل قوماً غیر کم خالق کائنات کا فرمان ہے جو قادرِ مطلق ہے۔ ''خونِ مسلم رائیگاں جاتا کبھی دیکھا نہیں'' ہم امتحان گاہ میں ہیں پرچہ ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ رحمٰن و رحیم ممتحن کا احسان کہ اس نے سوالات تک بتا دیئے' اب اگر ہم نے فیل ہونے کا قصد کر رکھا ہے' تو گلہ کس سے؟

بات اگرچہ ذرا دور نکل گئی مگر تھی یہ بھی ضروری۔ ہم آپ کے سامنے گذشتہ تین چار سالوں میں ہونے والے حوادث کا پس منظر اور پیش منظر رکھنا چاہتے ہیں تاکہ آپ یہ جان لیں کہ افغانستان اور عراق کی تباہی' شام اور ایران پر یلغار کے لئے رال ٹپکنا' ہنگامی سوچ کا ردِعمل نہیں ہے۔ یہ لمبی منصوبہ بندی کا نتیجہ ہے۔ منصوبہ ساز یہود ہیں اور کارندے کہیں امریکی یورپی مسیحی ہیں تو کہیں روسی دہریے ہیں اور کہیں ان کے پہلو میں کھڑا ابنیا نظر آتا ہے۔

روزمرہ زندگی میں آپ دیکھتے ہیں کہ بہت سے منصوبہ ساز اپنے دشمن کو راستے سے ہٹانے کے لئے کرائے کے قاتل کو مشن سونپتے ہیں جو مال کے لالچ میں اخلاق و کردار سے عاری ثابت ہو کر وہ سب کچھ کر گذرتا ہے جو حقیقی منصوبہ ساز کو مطلوب ہوتا ہے مثلاً دشمن کو ختم کرنا' اس کے مال کو لوٹنا وغیرہ۔ یہود نے اپنے مسیحی غلاموں کو مال و وسائل کی یہی ہڈی دکھا کر اپنے مشن کی تکمیل پر آمادہ کیا اور لطف یہ کہ یہود کے حقیقی اہداف بھی ان غلاموں کی نظر سے اوجھل نہیں ہیں۔

یہود کا ہدف عالمی اقتدار اور عالمی وسائل پر قبضہ ہے۔ تعداد کے لحاظ سے وہ مٹھی بھر ہیں۔ مالی وسائل ان کے پاس اس قدر ہیں کہ اس کے زور پر ہر خطہ میں انہوں نے موثر

ایجنٹ خرید رکھے ہیں۔ ان ایجنٹوں میں افراد اور تنظیمیں ہی نہیں بعض حکومتیں بھی ہیں۔ برطانیہ اور امریکہ مسلمہ طور پر زرخرید غلام کا کردار ادا کرتے چلے آرہے ہیں۔ برطانیہ کا شاہی خاندان اور امریکہ کے 17 صدور خفیہ یہودی دہشت گرد تنظیم کے ممبران ثابت شدہ ہیں۔

یہود کے اہداف میں جیسا کہ اوپر عرض کیا جاچکا ہے عالمی اقتدار اور عالمی وسائل پر قبضہ ہے مگر اس کے ساتھ اپنے خواب وسیع تر اسرائیل (Greater Israil) کی تعبیر دیکھنا بھی ہے۔ گریٹر اسرائیل جس میں ترکی عراق شام اردن کویت سعودی عرب کا مدینہ منورہ تک علاقہ شامل ہے۔ عالمی وسائل پر قبضہ کے حوالے سے مکار سوچ یہ ہے کہ امریکہ و برطانیہ کو معدنی دولت کے خطوں کی نشاندہی کر کے ان پر چڑھائی کروائی جائے۔

امریکی تھنک ٹینک یا منصوبہ ساز جن میں یہود کی اکثریت ہوتی ہے مثلاً S-200 رپورٹ تیار کرنے والی کمیٹی کا سربراہ معروف یہودی سفارت کار اور ماضی کا امریکی وزیر خارجہ ہنری کیسنجر تھا امریکہ کو مستقبل میں پیش آنے والے مسائل و مشکلات کی جھلک دکھاتے ہیں جیسے رپورٹ S-200 میں کہا گیا کہ 2025ء تک مسلم ممالک کی آبادی اس قدر بڑھ جائے گی کہ وہاں سے دستیاب وسائل وہیں ہڑپ ہونے سے امریکہ و یورپ کی چمنیوں سے دھواں اٹھنا بند ہو جائے گا۔

اس رپورٹ نے امریکی و یورپی حکومتوں کی نیند اڑا دی چنانچہ مسلم ممالک میں فوری اور موثر خاندانی منصوبہ بندی کے لئے ''خطیر امداد'' طے پائی کہ مسلم ممالک کی آبادی کم سے کم تر ہوتی جائے خاندانی منصوبہ بندی کے سامان سے بے حیائی اور زنا ''محفوظ'' ہو جائے مرد و زن غیر فطری طریقے استعمال کر کے بیمار ہوں اور پھر بیمار قوم اور بیمار اولاد ہماری دست نگر رہے گی۔ مسلم ممالک کے وسائل ہمارے قبضہ قدرت میں رہیں گے اور یوں اجارہ داریاں مستحکم ہوتی رہیں گی۔

ایسی ہی منصوبہ بندی میں امریکی حکومت کو یہ باور کرایا گیا کہ امریکہ میں معدنی تیل اور گیس کے ذخائر بتدریج ختم ہوتے 2025ء تک قوم کو محتاجی کی سطح پر لے جائیں گے اور معدنی تیل، گیس وغیرہ کے تمام تر ذخائر شرقِ اوسط میں ہیں یا روسی مسلم ریاستوں میں ہیں۔ ان پر اگر امریکہ جرأت سے قبضہ کر لے تو اس اجارہ داری کی بنیاد پر یہ باقی دنیا کو اپنا مطیع فرمان بلکہ عملاً غلام رکھ سکے گا۔ تیل اور گیس خلیج میں لانے کا راستہ افغانستان اور ایران، عراق سے آتا ہے۔

اس منصوبہ بندی پر عمل کے لئے یہ ناگزیر ٹھہرا کہ افغانستان، پھر عراق، اس کے بعد ایران اور شام کو بھی زیرنگیں لایا جائے تا کہ امریکہ کے "دوست" ترکی کے راستے یا افغانستان وایران کے راستے خلیج تک تیل اور گیس کی رسائی ممکن ہو سکے۔ ان ممالک پر حاکیت بذریعہ دہشت، وحشت اور بربریت قائم ہو گئی تو دوسرے بے شمار قیمتی معاون ہماری معیشت کو چار چاند لگائیں گے جن سے ہم برسوں فیضیاب ہوتے رہیں گے۔

اس قدر بڑے منصوبے پر عمل کی راہ ہموار کرنے کی خاطر جواز بھی اسی قدر بڑا مطلوب تھا۔ دیہی زندگی میں اکثر دیکھا جاتا ہے، آپ اخبارات میں پڑھتے رہتے ہیں کہ اپنے دشمن پر پولیس میں پرچہ درج کرانے کی خاطر کسی نے خود کو زخمی کر لیا، اپنا ہی ملازم یا عزیز خود قتل کر لیا۔ دشمنی جس قدر پرانی اور سنگین ہو گی واردات بھی اسی قدر بھیانک ہوتی ہے مثلاً لوگ اپنے گھر کو آگ لگا لیتے ہیں، اپنے مویشی جلا دیتے ہیں، نہ جانے کیا کیا ہوتا ہے۔ یہ انسانی فطرت کا کمینہ پہلو ہے۔

یہود مشرق وسطیٰ کو امریکہ برطانیہ کی چھاؤنی بنانا چاہتے تھے کہ اس چھتری تلے ہم اسرائیل میں محفوظ بھی ہوں اور گریٹر اسرائیل کے لئے راستہ بھی ہموار ہو۔ چنانچہ سب سے پہلے ایران اور عراق کے سینگ پھنسوائے کہ دونوں مسلمان ممالک کی افرادی اور مالی قوت برباد ہو جو ان کی خواہش کے مطابق تباہ ہوئی بھی، ایران اور عراق کے حوالے سے عربی اور عجمی

تعصب پیدا ہو' بو عملاً ہوا کہ عربوں نے اپنے ترقیاتی کام روک کر عراق کی مالی امداد کی۔ یہ امداد اسلحہ کی خرید کے سبب امریکی تجوریوں میں گئی۔

عربوں کی امداد کے سبب' ایران سے لڑائی ختم ہونے کے بعد عراق کی پسلی مضبوط دیکھی تو عراق کو کویت پر یلغار کے لئے اکسایا اور پھر کویت کے مدد طلب کرنے سے پہلے فوراً' مدد کے نام پر طے شدہ منصوبہ کے مطابق اپنی بری اور ہوائی' بحری افواج خلیج میں لا جمع کی اور امریکی غنڈے نے دوسرے عالمی غنڈوں (Gangsters) کو ساتھ ملا کر 43 دن تک لاکھوں ٹن بارود کی بارش عراق پر کی۔ اپنا پرانا اسلحہ گرا کر منہ مانگا بل کویت سے لیا۔ نیا اسلحہ ٹیسٹ کیا اور اس ہنگامے میں اسرائیل کو دے کر بل عربوں سے لیا۔

10-12 سال تک No Fly Zone کے خود ساختہ چکر کے ساتھ UNO کی چھتری تلے عراقی عوام کی زندگیوں کو عذاب میں ڈالے رکھا تو دوسری طرف کویت' سعودی عرب سے' ان فوجی کاروائیوں (تحفظ کے لئے) کے نام پر اس قدر دولت سمیٹی کہ مال و زر سے مالا مال دوسروں کو قرض دینے والے یہ ممالک خود مقروض ہو گئے۔ یہود نے انہیں فوراً ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف کے سودی جال میں پھانس لیا جہاں سے ان کی آئندہ نسلیں بھی نہ نکل سکیں گی۔

مذکورہ سارے اقدامات اپنی تمام تر خباثت کے باوجود امریکہ برطانیہ کو مشرق وسطیٰ میں دہشت و بربریت پھیلا کر مستقبل میں پنجے گاڑنے کا جواز فراہم نہ کرتے تھے۔ چنانچہ یہودی قبضے میں پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا نے بے پر کی اڑانے پر کمر ہمت باندھی اور ہر من گھڑت خبر نشر کرنا اپنا فرضِ منصبی جانا۔ مسلم میڈیا میں بھی انہوں نے اپنے سروں میں سر ملانے والے بے ضمیر خریدے اور میڈیا کے محاذ پر شدید گولہ باری جاری رکھی۔

ہر ٹھنڈے محاذ پر مثلاً NGO مافیا' ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف کا سودی جال اور

جنجال' میڈیا کے ذریعے مذہبی' تعلیمی' اخلاقی اور سماجی معاشرتی اقدار پر کاری ضربیں لگائیں۔ معیشت وتجارت و زراعت کو برباد کرنے کے لئے اقدامات کیئے گئے۔ مذہبی' سیاسی' لسانی اور علاقائی تعصبات کے محاذ پر بھی ٹھیک ٹھیک نشانے لگے کہ اہداف کی نشاندہی کرنے والے اور گولے پھینکنے والے اپنے تھے۔ منصوبہ ساز اور ضمیر کے خریدار تو پس پردہ رہے۔

یہ سب کچھ اپنی اپنی جگہ موثر ثابت ہوا مگر عملاً افغانستان سے وحشت و بربریت کا آغاز کرنے کے لئے یہ ناکافی تھا۔ اس کے لئے ''بہت بڑے حادثہ'' کو جواز بنانا تھا اور پھر اسرائیل کی دہشت گرد ''موساد'' نے امریکی ایجنسیوں میں اپنے معتمد افراد کی مدد سے' ریموٹ کنٹرول جہازوں کو نیویارک کے فلک بوس ٹوئن ٹاورز (ورلڈ ٹریڈ سنٹر) اور پنٹاگون سے مبینہ طور پر ٹکرا کر یہ جواز پیدا کر دیا۔ یہ ایسا شدید حادثہ تھا اور ایسا بے مثال جواز کہ نہ صرف امریکہ کی انتظامیہ کا خون کھولا' امریکی عوام کا خون کھولا بلکہ اقوامِ عالم کا خون کھولا' ہر کوئی انگشت بدنداں تھا۔ یہ ''حادثہ'' اور یہ ''جواز'' عالمی سطح پر کسی کے وہم گمان میں نہ تھا۔

کہتے ہیں کہ کسی مداری کے پاس بندر اور ایک ریچھ تھا جس سے وہ لوگوں کو تماشا دکھا کر روزی کماتا تھا۔ مداری جب گھر سے باہر ہوتا تو موقع ملتے ہی بندر گھر میں رکھا دودھ پی لیتا اور کچھ بالائی ریچھ کے منہ کو لگا دیتا۔ مداری دودھ کا خالی برتن اور ریچھ کے منہ کو لگی بالائی دیکھ کر طیش میں ریچھ کی دھنائی کر دیتا۔ یہی کچھ ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی 11 ستمبر کی تباہی سے ہوا کہ عالمی بندر ''موساد'' نے کاروائی کی اور خوابِ خرگوش میں سوئی ملت مسلمہ کے چہرے پر حادثے کو سجا دیا۔

11 ستمبر بعد دوپہر ٹی وی کی بریکنگ نیوز پر براہ راست ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی تباہی اور اس کی لائیو کوریج کا اہتمام دیکھتے ہم نے بے ساختہ موساد کو داد دی اور 13 ستمبر کو راقم الحروف نے امریکی سفیر متعینہ اسلام آباد اور مسلم ممالک کے سفراء کے نام خطوط ارسال کیئے جن میں واقع کی مذمت اور امریکی حکومت سے تعزیت کے ساتھ ساتھ واضح طور پر یہ بھی لکھا تھا کہ یہ

کاروائی امریکی ایجنسیوں اور موساد کی ملی بھگت سے ممکن ہوئی۔ دنیا کی کوئی دوسری ایجنسی یہ کام کرنے کی اہلیت نہیں رکھتی۔

یہودی میڈیا نے اپنے طے شدہ منصوبہ کے عین مطابق ٹوئن ٹاورز سے اٹھتے دھوئیں کے ساتھ ہی القاعدہ اور اسامہ کو اس وقوعہ میں ملوث کرنا شروع کر دیا اور گوئبلز کی اولاد نے اس جھوٹ کو اس تیزی کے ساتھ بار بار دہرایا کہ کسی امریکی یا یورپی دانشور کو تصویر کے اصل رخ کی طرف دیکھنے کی مہلت ہی نہ مل سکی اور امریکہ و یورپ بھگت اسامہ اور افغانستان پر پل پڑنے پر بے چین ہو گئے۔ اسامہ وغیرہ کی تردید کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا۔

میڈیا کی ایک "خوبی" یہ بھی تجربے میں آئی ہے کہ خود ساختہ اقراری بیانات نشر کئے جاتے ہیں اور اگر کوئی اس کی تردید کرنا چاہے تو وہ کبھی نشر نہیں ہوتی مثلاً یہ کہ "ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی تباہی اسامہ اور ملا محمد عمر نے قبول کر لی ہے اور مزید حملے کرنے کا دعویٰ کیا ہے" شاید دونوں کے حاشیہ خیال میں بھی یہ بات کبھی نہ آئی ہو۔ ایسی پھلجھڑیاں اکثر اخبارات اور الیکٹرانک میڈیا میں سامنے آتی رہتی ہیں۔ یہ سب اتفاقاً نہیں ہے بلکہ یہ بھی پروٹوکولز کے خالقوں کی منصوبہ بندی کا ایک جز ہے۔

ٹوئن ٹاورز کی تباہی کے ساتھ ہی ہم نے موساد کا نام بلا سبب نہیں لیا تھا۔ ہمارے پاس یہ وزنی دلیل تھی کہ مخصوص زاویوں پر نصب شدہ کیمرے جو جہاز کو ٹاور کے ساتھ ٹکراتا دکھائیں، کسی پیشگی اطلاع کے بغیر اور سمت جانے بغیر یہ کوریج نہ کر سکتے تھے۔ باہر سے کسی منظم گروہ کے لئے یہ انتظامات بعید از قیاس تھے لہٰذا لامحالہ یہ امریکی ایجنسیوں اور موساد کا کام ہے جس نے ہمہ جہت منصوبہ بندی کر رکھی تھی۔ بعد ازاں عالمی سطح پر اس واردات کے حقیقی خالقوں سے دنیا پوری طرح روشناس ہوئی۔

باوجود اس حقیقت کے کہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی تباہی، موساد اور امریکی ایجنسیوں کی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

''مشترکہ محنت'' تھی' یہود کے قبضہ قدرت میں میڈیا نے اسے مسلمانوں کے کھاتے میں اس طرح ڈال دیا کہ امریکی صدر بش نے وحشت و دہشت کی علامت بنتے ''کروسیڈ'' کا اعلان کر دیا اور اسے ''امریکی قوم کے تحفظ'' کے لئے ناگزیر قرار دیا۔ عالمی سطح پر اپنے اتحادی تیار کئے کہ حملہ کرنے والے اسامہ بن لادن اور افغانستان کے طالبان سے بدلہ لیا جائے۔

عالمی سطح پر عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے تمام تر اقدامات کے علی الرغم یہ حقیقت چھپائی نہ جا سکی کہ امریکی حکومت اکتوبر میں افغانستان پر یلغار کا پہلے سے فیصلہ کئے ہوئے تھی۔ اس حقیقت کا انکشاف جولائی میں جرمنی کے شہر برلن میں منعقدہ کانفرنس میں امریکی حکام نے باتوں باتوں میں پاکستان کے سفارتکار نیاز اے نائک سے کیا تھا' جنہوں نے 18 ستمبر 2001ء کو BBC سے اپنے انٹرویو میں اس کا انکشاف کیا' جس کی تردید آج تک نہ ہو سکی۔

افغانستان کو تاراج کر کے' وہاں کی اسلامی حکومت کو ختم کرتے روسی مسلم ریاستوں میں تیل اور گیس کے ذخائر تک پہنچنے اور مستقبل کی سپر پاور چین کے گرد گھیرا تنگ کرنے' اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ایٹمی قوت کو مسلسل دباؤ میں رکھنے کے تمام تر اقدامات کے لئے موساد نے امریکہ کا راستہ ٹوئن ٹاورز کی تباہی سے صاف کیا۔ موساد ہر قیمت پر پاکستان کی ایٹمی صلاحیتیں بھی ختم کرنے کے درپے ہے کہ پاکستان بقول یہود ''ان کا دشمن نمبر 1'' ہے۔

امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے' بشمول پاکستان کے صدر مشرف اور ان کے حواریوں کے' جو کھیل افغانستان میں ''دہشت گردی کے خاتمے'' کے نام پر کھیلا وہ انسانی تاریخ کا سیاہ ترین دور اور وحشت و بربریت کا بدترین باب ہے۔ امریکہ اور اس کے اتحادی اقوامِ عالم کے سامنے ننگے ہو گئے کہ ہر کسی نے ان کا اخلاق و کردار کی اقدار سے عاری ہونا پہچان لیا' جان لیا۔ مگر بجائے اس کے کہ عالمی سطح کی لعن طعن سے ان کے رویوں کا راستہ بدلتا' یہ انتہائی بے شرمی اور بے غیرتی سے اور آگے بڑھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

افغانستان کو بزعمِ خویش فتح کرنے کے بعد تیل اور گیس کے دوسرے بڑے ذخیرے اور اسرائیل کے لئے حقیقی خطرے پر پل پڑنے کو بش ہر لحہ بے چین رہا اور بلیئر وفادار پالتو کی طرح کہ وہ عراقی ہڈی چھوڑنے کے بعد اس کے آگے پھینک دے گا' سائے کی طرح ساتھ لگا رہا۔ عراق کے خلاف ہر صبح اور ہر شام نئے نئے الزامات تراشے گئے' نت نئے مطالبات کئے جاتے رہے اور صدام حسین کو آخری حد تک جھکانے کے لئے UNO اور سلامتی کونسل کو استعمال کیا جاتا رہا۔

الزامات و مطالبات کا بھونڈا پن اور غلط ہونا ساتھ ساتھ پایہ ثبوت کو پہنچتا رہا مثلاً فزکس کے کسی گریجویٹ کا پی ایچ ڈی کے لئے مقالہ سیکیورٹی کونسل میں عراق کے ایٹمی توانائی کے حصول کی فیزیبلٹی رپورٹ کے طور پر پیش کیا گیا جس پر صاحب مقالہ نے انکشاف کرتے بتایا کہ نقل کے لئے عقل بھی استعمال نہیں کی گئی میری نشان زدہ غلطیوں کو درست کرنا بھی ضروری نہیں سمجھا گیا۔ عالمی سطح پر شیم شیم کے نعرے لگے مگر شرم تو صرف شرم رکھنے والوں کو آتی ہے۔

بھیڑیئے نے بھیڑ کا بچہ ہڑپ کرنے سے قبل "انصاف" کے تقاضے پورے کرنے کی خاطر جس طرح اسے چارج شیٹ کرنا ضروری سمجھا تھا' امریکہ نے بھی ضروری سمجھا اور چارج شیٹ کیا۔ بکری کے بچے کے جوابات جس طرح مدلل تھے عراقی حکومت کے جوابات بھی مدلل تھے۔ منصف بھیڑیئے نے جس دلیل پر حملہ کر کے بھیڑ کا بچہ چٹ کیا تھا امریکی بھیڑیئے نے بھی بعینہٖ اسی طرح کی دلیل کے ساتھ عراق پر UNO کو خاطر میں نہ لاتے حملہ کیا تھا۔

عراق پر ماضی کی 43 روزہ جنگ اور 12-10 سال تک نو فلائی زون کی آڑ میں روزانہ کے حملوں پر امریکی وحشی بھیڑیئے کا دل ٹھنڈا نہ ہوا تھا کہ عراق میں تیل اور گیس اس کے مستقبل کی روشنی تھی' اس نے بلیئر کی معاونت سے افغانستان کی طرح عراق پر بھی وحشت و

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بربریت کے تاریک سائے پھیلائے' سرزمین عراق کربلا کو سجتا دیکھنے کی عادی ہو چکی ہے مگر اس بار کربلا' کرب و بلا کی انتہاؤں کو چھو رہا تھا کہ سجانے والوں کو اپنوں کی پشت پناہی حاصل تھی۔

افغانستان اور عراق پر امریکی یلغار کے مذکورہ مقاصد کو مختصراً یوں کہہ لیتے ہیں:

الف) امریکی مستقبل کے لئے تیل اور گیس کے ذخائر پر قبضہ' عالمی دہشت گردی کے خاتمے کے نام پر دہشت گردی اور بربریت کی بنیاد پر'

ب) عالمی سطح کی بالادستی کہ باقی دنیا غلام بن کر رہے۔ دھونس' دھاندلی اور دہشت گردی کے ذریعے'

ج) مستقبل کے متوقع خطرات سے اسرائیل کا مستقل تحفظ اور اس کے لئے گریٹر اسرائیل کی راہ ہموار کرنا'

د) مستقبل کی منی سپر پاور بھارت کو' مستقبل کی حقیقی سپر پاور چین کے خلاف تیار رکھنا اور سہارا دینا' چین کے گرد گھیرا تنگ کرنا'

ر) اسلامی دنیا کے سرخیل' اسلامی ایٹمی قوت کو محدود و مفلوج کرنے کے اقدامات کرنا' بھارت اور بھارت اسرائیل نواز افغانستان کے درمیان اسے سینڈوچ بنانا'

س) ملت مسلمہ کی بڑھوتری' جذبہ جہاد کو روکنا' ''مذہبی انتہا پسندی'' کے خاتمے کے نام پر دینی مدارس کا رخ مادی تعلیم و سہولتوں کی طرف پھیرنا کہ اسلام کی روح ختم ہو۔

مذکورہ اہداف کے لئے ابھی امریکہ کو اور آگے بڑھنا ہے مثلاً شام و ایران کی طرف' سعودیہ اور پاکستان کی طرف' جو دوست ہیں صدام حسین کی طرح کل یہ ''فرینڈلی فائر'' کی زد میں ہوں گے صدام حسین کی طرح کہ بچھو کسی کا ''فرینڈ'' نہیں ہوتا اس کی فطرت دوست دشمن کو ڈنگ مارنا ہے اور امریکہ تو اب تک دوستوں کو ڈنگ مارنے کے کئی ریکارڈ رکھتا ہے۔ ملت مسلمہ اگر یونہی سوتی رہی تو اہداف کا حصول وحشی بش اور اس کے حواریوں کے لئے انتہائی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سہل ہوگا۔

ایک بات اٹل حقیقت کے طور پر ہر اپنے پرائے کو جان لینی چاہئے' ایمان کی پختگی کی حد تک' کہ کوئی قدیم و جدید طریقہ' کوئی وحشت و بربریت اور دہشت گردی اسلام کا چراغ بجھا نہ سکے گی کہ اسلام کا محافظ خود خالق ہے' مخلوق نہیں ہے اور چونکہ اسے قیامت تک زندہ رہنا ہے اس لئے نمرود و فرعون کی طرح ہر دور کے فرعون و نمرود تو ختم ہوں گے مگر اسلام زندہ رہے گا۔ افغانستان اور عراق میں بش بلیئر پھنس چکے ہیں' لاشوں کی سوغات اکٹھی کر رہے ہیں اور اسلام کی روشنی بتدریج پھیل رہی ہے۔

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

01/06/02

من گھڑت پراپیگنڈہ اور حکمران

من گھڑت خبریں بنانا اور پھیلانا یہود کا مشن ہے اور نصاریٰ قدم قدم ان کے ہم نوا بلکہ ہراول کے مستعد کارکن ہیں۔ بین الاقوامی میڈیا یہود کے قبضہ میں ہے اور نصاریٰ ان کے بے بس غلام اور یہ مسلمہ حقیقت ہے جس کا اظہار یہودی میڈیا کے نصرانی کارکن بھی کرتے ہیں۔صرف ایک مثال ملاحظہ فرمالیجئے (یہ آزادی کے چمپئن امریکہ کی تصویر ہے):

''امریکہ میں انڈیپنڈنٹ میڈیا نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ہم میں سے کوئی بھی اپنی دیانتدارانہ رائے کا اظہار نہیں کرسکتا۔اگر کوئی کرے گا تو وہ شائع نہیں ہوگی۔ مجھے ہر ہفتہ 15 ڈالر صرف اس لئے ملتے ہیں کہ میں اپنے اخبار میں اپنی دیانتدارانہ رائے کا اظہار نہ کروں۔آپ سب کا یہی حال ہے۔اگر میں اپنے پرچے میں اس کی اجازت دے دوں تو 24 گھنٹے سے پہلی میری ملازمت ختم ہو جائے گی۔ایسا بے وقوف آدمی بہت جلد سڑکوں پر دوسرا کام تلاش کرتا نظر آئے گا۔نیو یارک کے جرنلسٹ کا فرض ہے کہ جھوٹ بولے' جھوٹ لکھے' خبروں کو مسخ کرے' بدزبانی کرے' قارونوں (یہودیوں) کی چاپلوسی کرے اور اپنی قوم کو' ملک کو روٹی کی خاطر بیچ دے اور غلام بن کر رہے۔

ہم پس منظر میں رہنے والے امراء کے غلام ہیں' کٹھ پتلیاں ہیں کہ وہ تار کھینچتے ہیں' ہم ناچتے ہیں' ہمارا وقت ہمارا ہنر ہماری زندگی اور ہماری

اہلیت ان لوگوں کی پراپرٹی ہے اور ہم ذہنی طوائفیں ہیں۔" (امریکی اخبار نویسوں کی مجلس میں امریکی ایڈیٹر جان سونسٹن کا اظہار خیال' بحوالہ "سونے کے مالک" "آخری صلیبی جنگ II" صفحہ 85/86)

مذکورہ اقتباس اس قدر مفصل اور مدلل ہے اور گھر کا بھیدی راوی ہے کہ مزید کسی تبصرہ کی حاجت نہیں رہتی۔ "آزادی و اقدار" کے حامل امریکی میڈیا میں بڑے "اعتماد" کے ساتھ خبریں چھپتی ہیں جنہیں عالمی میڈیا اسی "اعتماد" کے ساتھ اپنے اپنے ملک میں شائع کرتا ہے اور پھر ان خبروں کی بنیاد پر دوستیاں' دشمنیاں استوار ہوتی ہیں' اشتراکِ عمل کے معاہدے طے پاتے ہیں' امن و جنگ کی منصوبہ بندی ہوتی ہے۔

ایسی ہی من گھڑت خبروں سے امریکہ نے یہود کے دباؤ پر اسلامی جمہوریہ پاکستان کے حکمرانوں کو بلیک میل کیا اور یہ بلیک میلنگ تا حال جاری ہے کہ کل بش جس مشرف کی دوستی کے لئے رطب اللسان تھا۔ امریکی زعما قدموں میں بچھے جاتے تھے' افغانستان کی اسلامی حکومت کا کانٹا نکل جانے کے بعد اب اسی مشرف اور اس کے پاکستان کو اپنے "تھنک ٹینک" کی زبان سے مستقبل کا دشمن قرار دلوایا جا رہا ہے۔

خبروں کا انداز اور خبریت کے نمونے ملاحظہ فرمایئے جو روزنہ "خالی معدے" اہل وطن اور صاحبانِ اقتدار پڑھتے ہیں۔

☆ "القائدہ کی "خاموشی" بھی حملوں جیسی خوفزدہ کرنیوالی ہے۔" (ٹائم)
اسامہ اور الزواہری افغانستان سے دنیا بھر میں القاعدہ نیٹ ورک کو پیغامات بھجوا رہے ہیں۔ (نوائے وقت' 31 مئی)

☆ "طالبان اور القاعدہ کے جنگجو کشمیر میں گھس گئے۔" "ملا عمر اور اسامہ امریکہ پر حملے کی منصوبہ بندی کر چکے ہیں۔"

☆ طالبان اور القاعدہ نے فیصل آباد میں نیٹ ورک بنا لیا ہے۔" "اسامہ کا نیٹ
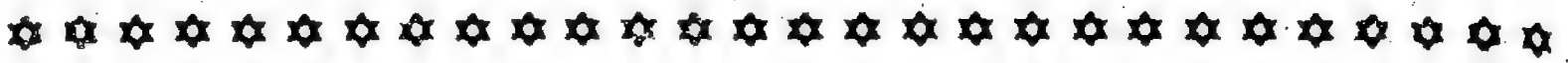
ورک ابھی ابھی لاہور منتقل ہو گیا ہے۔"

☆ "طالبان اور القاعدہ کی قیادت پاکستان کے قبائلی علاقوں میں روپوش ہے۔"

☆ القاعدہ عنقریب امریکہ پر جراثیمی حملہ کرنے والی ہے۔ القاعدہ کے پاس میزائل ہیں۔"

یہ اور ایسی بے شمار مضحکہ خیز خبریں روزانہ اخبارات کی زینت بنتی ہیں اور ایسی خبروں کو بنیاد بنا کر امریکی FBI پاکستان کے شہروں میں چادر چاردیواری اور دینی مدارس کی حرمت کو پامال کرتی ہے اور غیرت وحمیت سے عاری اقتدار ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم کی تصویر بنا دیکھا جاتا ہے۔ خبر آتی ہے کہ اسامہ علاج کے لئے CMH راولپنڈی میں داخل ہوا۔ اس جھوٹ کو بش کے منہ پر مارنے کی بجائے بڑی نیازمندی کے ساتھ امریکی بدمعاشوں کو ہسپتال میں لا کر ریکارڈ چیک کروایا جاتا ہے' صفائیاں پیش کی جاتی ہیں اور اسے ہماری کمزوری کا ثبوت سمجھ کر مزید مطالبات کا بوجھ ہمارے کندھوں پر ڈال دیا جاتا ہے۔ کمر ٹوٹ رہی ہے' کندھے مزید جھکنے سے عاجز ہیں' مگر بوجھ بڑھتا جا رہا ہے۔

ہم بصد احترام اپنے حکمرانوں سے سوال کرتے ہیں کہ کب تک بلیک میل ہوتے رہنے کا آپ نے فیصلہ کر رکھا ہے؟ قومی حمیت وغیرت کا جنازہ کب تک نکلتا رہے گا؟ امریکہ کا "تھنک ٹینک" ہمیں مستقبل کا دشمن اور بھارت کو معتبر دوست قرار دے رہا ہے اور ہم انتہائی عجز و نیاز سے اس کے سامنے سجدہ ریز ہیں۔ کیا یہ "یک طرفہ دوستی" آزاد و خودمختار پاکستان کی سالمیت کے لئے زہر ہلاہل تو نہیں ہے؟؟؟ FBI جس شریف شہری کو گرفتار کر کے القاعدہ کے سر منڈھ دے ہم اس پر ایمان لے آتے ہیں کہ اگر ایسا نہ کیا تو "دوست" ناراض ہو گا' سزا دے گا۔

☆......☆......☆

✡ ✡

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

03/03/03

فیصلہ کیجئے اگر عراق کی جگہ آپ ہوں تو......؟

صدام حسین آج اپنے پرایوں کے شدید دباؤ میں ہے۔ پرائے اس کی بوٹیاں نوچنے کے لئے بے تاب ہیں اور جو نہیں تو اکثر اسے بے بسی سے بوٹیاں نچواتے دیکھنے کے لئے بے قرار ہیں اور یہ اپنے انتہائی خیر خواہی سے یہ مشورے دیتے نہیں تھکتے کہ تم اپنا تمام دفاعی اسلحہ تلف کر کے امریکی بربریت و وحشت کے سامنے ہاتھ کھڑے کر دو' تم ملک چھوڑ کر کسی کافر ملک میں جلاوطنی قبول کر لو۔ مسلم ممالک کے اس رویے کی تہہ میں چھپا ''عظیم مقصد'' عراقی عوام کو بچانے سے زیادہ امریکی بربریت اور دھونس سے اپنی گدی بچانا ہے کہ عراق پر حملہ شرق اوسط کی ہر عرب ریاست کے عوام اپنی حکومتوں کی خاموشی کے باوجود عراق کی حمایت میں اٹھ کھڑے ہوں گے اور شاید یہ ریلا اپنے ساتھ حکمرانوں کی کرسیوں کو بھی بہا لے جائے۔ اس کی تندی نا قابل برداشت ہوگی۔

گیا گزرا مسلمان بھی اپنے محسن و مربی نبی آخر الزمان ﷺ کے اس فرمان سے آگاہ ہے کہ ''اللہ کا بندہ جو اپنے لئے پسند کرے وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرے''۔ یہی شرط ایمان ہے اور یہی وسیع تر اسلامی برادری کے لئے بنیادی نقطہ ہے اس سے انحراف خودغرضی ہے اور خود غرض شخص کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے کیا واسطہ؟ یہ بدترین اخلاقی گراوٹ بھی ہے۔

فرد ہو یا ملک اگر طاقتور دشمن اس سے مطالبہ کرے کہ تم میری شرائط بلاچوں و چراں تسلیم کرلو اس کی بعض شرائط مان لی جائیں تو پھر شرائط کی نئی فہرست سامنے لائی جائے وہ

✡ ✡

بھی مان لی جائیں تو کہا جائے کہ ابھی تک تم نے ہمارے معیار کے مطابق عمل نہیں کیا۔ خود فیصلہ کیجئے کہ اس فرد یا اس ملک کی نفسیاتی کیفیت کیا ہوگی؟ اس کے اندر کی ٹوٹ پھوٹ کیا ہوگی۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان ہو عرب ریاستیں ہوں ترکی ہو روسی مسلم ریاستیں ہوں یا ایران وانڈونیشیا ہو اور ان سے مطالبہ کیا جائے کہ تم فی الفور:

- اپنے ''خطرناک ہتھیاروں'' کو تلف کردو خود بنائے ہوں یا باہر سے خریدے ہوں کہ ان سے انسانیت کو خطرہ ہے۔
- تمہارا سربراہ فوراً ملک چھوڑ دے ہم اپنی مرضی کا حکمران اور نظام لانا چاہتے ہیں' یہ سربراہ ہمیں پسند نہیں ہے۔

تو کیا پاکستان' سعودی عرب' ایران' مصر' اردن' متحدہ عرب ریاستیں' شام' ترکی اور انڈونیشیا اس حکم کے آگے جھکنا عزت و وقار کی علامت سمجھیں گے؟ کیا بے غیرتی اور بے ہمتی کی راہ اختیار کرتے بلاچوں وچرا اس عمل کریں گے؟ اگر ملک چھوڑنے کا مطالبہ صدام کی طرف سے آئے تو کڑواہٹ کس درجہ کی محسوس ہوگی۔ مسلمانوں سے ایسے مشورہ کی کڑواہٹ صدام نے بھی محسوس کی ہوگی جس کا اسے حق بھی ہے۔

ہماری گذارشات ذرا تلخ ہوں گی مگر جو چیز آپ کو پسند نہیں بلکہ اس کے متعلق سوچنا بھی آپ کو گوارا نہیں ہے' وہ سب کچھ آپ کے مسلمان بھائی پر کفر کے ہاتھوں بیت رہا ہے۔ اس کی تذلیل کی انتہا اس سے بڑھ کر کیا ہوگی اور یہ مت بھولئے کہ امارات اسلامی افغانستان کے بعد آج باری عراق کی ہے تو کل ایران' پرسوں پاکستان اور اگلے روز سعودیہ کی ہے۔

امریکہ ہو یا برطانیہ' بھارت ہو یا روس' مسلمانوں کا کوئی دوست نہیں جس کی دوستی

پر آپ فخر کر سکیں گے۔ کل یہی امریکہ ایران کے خلاف عراق کا دوست تھا' کویت پر حملہ بھی اسی "جگری یار" نے کروایا تھا اور آج وہی جگری یار صدام کا دشمن نمبر 1 ہے۔ یہی حال یاسر عرفات کا ہے اور یوں "امریکی دوستوں" کی تازہ فہرست میں کل پرویز مشرف' سلطان النہیان' شاہ فہد اور کویتی بحرینی راجواڑوں کے نام ہوں گے۔

اسلام کے نظریہ حیات پر معرض وجود میں آنے والی ایٹمی قوت کی حامل اسلامی جمہوریہ پاکستان کے حکمران' قرآن وسنت کی بالادستی تسلیم کرنے کے دعویدار' آج خودغرضی کی انتہاؤں کو چھو رہے ہیں' جس خودغرضی کی اسلام جڑ کاٹتا ہے۔ صدر پاکستان اور وزیراعظم پاکستان اپوزیشن اور عوام کو عراق اور مسلم امہ کے غم میں گھلنے کے طعنے دے رہے ہیں اور ان کا دعویٰ ہے کہ ہم ہر کام "ملکی مفاد" کو سامنے رکھ کر کرتے ہیں' کرتے رہیں گے۔

عراق کی طرح کل پاکستان کی باری خدانخواستہ آجائے' امریکی "دوستی" کے سبب جس کے روشن امکانات ہیں اور مصیبت کی اس گھڑی میں چین' ایران یا کوئی بھی دوسرا ملک "اپنے ملکی مفاد" میں پاکستان کی امداد کے لئے نہ لپکے تو "مفاد پرست پاکستان" پر کیا بیتے گی؟ آج کفر کے داعی روس' جرمنی اور چین تو عراق پر جارحیت کے خلاف ویٹو تک جانے کو تیار ہیں مگر "پاکستان کے مفاد میں" حکمران امریکہ کو ووٹ دینے پر آمادہ ہیں۔

پاکستان کا مفاد امریکی گود میں بیٹھنے سے نہ پہلے کبھی حاصل ہوا' نہ آج حاصل ہو رہا ہے اور نہ کل حاصل ہونے کی توقع ہے۔ اگر کوئی سمجھتا ہے تو وہ احمقوں کی جنت کا باسی ہے۔ امریکی دوستی سے بیمار سویابین' بیمار گندم' امریکن سنڈی تو ملی' آئندہ بھی مل سکتی ہے۔ F-16 کی رقم غصب تو ضرور ہوئی مگر عملاً کونسی قابل ذکر چیز ملی جس پر فخر کیا جائے۔ 1965ء کی جنگ ہو یا 1971ء کی جنگ امریکہ نے بھارت کو پاکستان کے خلاف نوازا۔ اب پھر اسی عطار کے لونڈے سے رجوع۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کاش ایٹمی قوت اسلامی جمہوریہ پاکستان کے حکمران مہاتیر محمد کے ہم نوا بن کر دیگر مسلم حکمرانوں میں شعور بیدار کرتے' انہیں متحد کر کے مسلم بلاک کو کفر کی اٹھی آندھی کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بناتے۔

☆......☆......☆

☆

غلام قوموں کے علم و عرفاں کی ہے یہی رمز آشکارا
زمین اگر تنگ ہے تو کیا ہے فضائے دگرگوں ہے بے کرانہ
خبر نہیں کیا ہے نام اس کا' خدا فریبی کہ خود فریبی؟
عمل سے فارغ ہوا مسلماں بنا کے تقدیر کا بہانہ

(اقبالؒ)

احکام ترے حق ہیں' مگر اپنے مفسر
تاویل سے قرآن کو بنا سکتے ہیں پازند!
گھر میرا نہ دِلّی' نہ صفا ہاں' نہ سمر قند!
کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق

☆......☆......☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

23/12/02

کوئی تو ہو جو متکبر دہشت گرد کا راستہ روکے!

عملی زندگی میں روزمرہ کا مشاہدہ یہی ہے کہ شرفا غنڈوں کے منہ لگتے ہچکچاتے ہیں اور غنڈے معاشرے کے سکون کو تلپٹ کرتے رہتے ہیں۔ عامۃ الناس غنڈوں کو ''قوت کا مظہر'' اور شرفا کو بزدلی کے ''امین'' گردانتے ہیں مگر خود غنڈے کے مقابلے میں متحد ہونے کی ''فرصت نہیں پاتے''۔ کبھی کبھی چشمِ فلک یہ منظر بھی دیکھتی ہے کہ شرفا غنڈوں کے مقابلے میں اپنی شرافت کو دو حصوں میں اس طرح تقسیم کر لیتے ہیں کہ شرافت کا پہلا حصہ ''شر'' اور دوسرا ''آفت'' بن کر غنڈوں کی روایتی بزدلی کا بھانڈہ بیچ چوراہے پھوڑ دیتے ہیں۔

شر اور آفت الگ الگ کر کے غنڈہ ازم کی سرکوبی کے مظاہر بہت کم دیکھنے میں آتے ہیں مگر جب کبھی ایسی صورت حال سامنے آتی ہے تو عرصہ تک اپنے اثرات چھوڑ جاتی ہے۔ ماضی سے ایک مثال سامنے لاتے ہیں۔ 65ء کی جنگ کے بعد پاک بھارت قیدیوں کا تبادلہ انٹرنیشنل ریڈکراس کے ''سوس'' نمائندے کی نگرانی میں ہو رہا تھا۔ راقم الحروف بطور سٹاف آفیسر وہاں موجود تھا۔ سوس نمائندے سے راقم نے سوال کیا کہ آپ چہار سو امن کے علمبردار جانے جاتے ہیں' فوج آپ کے ہاں نہیں ہے۔ کیا آپ نے کبھی جنگ کا مزا نہیں چکھا؟ وہ مسکرایا اور کہنے لگا کہ کیا تم یقین کرو گے کہ ہم نے ایک سال میں اپنی سرحدوں پر 25 لڑائیاں لڑی تھیں۔ ہمارے ہمسائے ممالک نے یہ سمجھ کر کہ یہ شریف گھڑیاں بنا کر بیچنے والے کمزور مخلوق ہیں' ہماری سرحدوں پر چھیڑ خانی شروع کی اور جب بات حد سے بڑھتی نظر آئی تو ہم نے گھڑیاں بنانی چھوڑ کر شرافت کو شر اور آفت میں بدلتے' ہر ایک کی غنڈہ گردی کا منہ توڑ

جواب دیا جس کے نتیجے میں آج تک سکھی بس رہے ہیں۔

افغانستان بنیادی طور پر مسلمان اکثریت کا ملک ہے جس پر کبھی برطانیہ نے غنڈہ گردی سے قابض رہنا چاہا تو کبھی روس نے' مگر اس دور کی دونوں بڑی طاقتوں کی عالمی سطح کی غنڈہ گردی کے مقابلے میں جب افغان عوام نے اپنی شرافت کو شر اور آفت میں بدل لیا تو نہ برطانیہ وہاں ٹھہر سکا اور نہ ہی روس عالمی سطح کی روسیاہی سے بچ سکا۔ پھر امریکہ عالمی دہشت گرد بن کر بظاہر چھا گیا مگر سال بعد اسے بھی افغان شرفا کی شر اور آفت سے واسطہ پڑ چکا ہے کہ کوئی دن خالی نہیں جاتا جب 10/20 امریکیوں کا بلیدان نہیں دیا جاتا۔

یہ بھی پایہ ثبوت کو پہنچی ہوئی بات ہے کہ غنڈہ گردی یا دہشت گردی کے نشے میں چوٹوں کی ٹیس کا مکمل شعور و ادراک نہیں ہوتا مگر جونہی معاملہ ٹھنڈا ہوتا ہے' ٹیسوں کا پیدا کردہ کرب دیدنی ہوتا ہے۔ آج یہی حال وقت کے سب سے بڑے متکبر دہشت گرد بلکہ عالمی غنڈے بش کا ہے جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف صف آرا ہے۔ جوش اور ہوش میں کوئی تعلق نہیں ہوتا جس کا ثبوت امریکی ذمہ داران کا غیر ذمہ دارانہ رویہ ہے۔ امریکی وحشت کوئی دلیل ماننے پر آمادہ نہیں ہے۔

امریکی متکبر آج شرق و غرب کو للکار رہا ہے۔ کبھی کوریا برائی کا محور ہے تو کبھی ایران' کبھی دھمکیوں کا رخ سعودی عرب کی طرف ہوتا ہے تو کبھی ایران و پاکستان کی طرف ماسوائے ملائیشیا کے مہاتیر محمد یا ایران کے' باقی سبھی اپنے پرائے منقارِ زیر پر ہیں۔ سامنے ڈٹ جانا تو رہا ایک طرف' زبان سے کوئی لفظ نکالنا بھی محال ہو رہا ہے۔ غنڈہ ہمیشہ ہی سے بزدل ہوتا ہے۔ اس کی ظاہری بڑھک کی تہہ میں بزدلی تہہ در تہہ بھری ہوتی ہے۔ افغانستان میں روسی بڑھکیں اور پھر وہاں سے شرمناک پسپائی تاریخ کا حصہ ہے۔

روس اور چین بزعمِ خویش' امریکہ کے بعد ''سیمی سپر'' طاقتیں ہیں۔ امریکی پھیلاؤ

دونوں کے مستقبل اور حال کے مفادات پر کاری ضرب لگا رہا ہے مگر دونوں میں سے کوئی بھی امریکہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے اپنی حدود میں رہنے کی وارننگ دینے کے لئے آمادہ نہیں ہے۔ روس ہو یا چین دونوں کے بے شمار مفادات مسلم ممالک سے وابستہ ہیں مگر امریکہ کی مکروفریب اور عیاری پر استوار ڈپلومیسی کہ وہ ہر کسی کو یہ باور کرانے میں کامیاب ہے کہ اسلام اور مسلمان ہم سب کا مشترکہ دشمن نمبر ایک ہے۔

سینہ دھرتی پر امن و خوشحالی کی ضامن اقوام متحدہ اور اس کی سلامتی کونسل عالمی دہشت گرد متکبر امریکہ کی زرخرید لونڈی کا کردار ادا کر رہی ہے۔ اقوام متحدہ کے ممبر ممالک جنکی تعداد کم وبیش پونے دوصد ہے امریکی فرعون کے سامنے بے بس نظر آ رہے ہیں۔ ان ممبران میں سے غیر مسلموں کا رویہ تو سمجھ میں آتا ہے کہ الکفر ملة واحدہ مگر مسلم ممالک کی خاموشی کو بزدلی کے علاوہ اور کوئی نام نہیں دیا جا سکتا۔ مسلمان اور بزدل ہو یہ کبھی سوچا بھی نہیں جا سکتا پھر غالباً ہمارا دعوئی اسلام جھوٹا ہے۔ اسلام اور کفر کے مقابلے میں بزدلی یا اسلام اور کفر کا اتحاد دونوں کبھی اکٹھے ہو نہیں سکتے مگر آج ہم کھلی آنکھوں سے یہ دیکھ رہے ہیں۔

اسلام ملتِ مسلمہ کو جسد واحد قرار دے رہا ہے مگر مسلمان حکمران "پہلے پاکستان" "پہلے اردن" وغیرہ کے نعرے اپنے عوام کو دے رہے ہیں۔ دوسرے زیر عتاب مسلمان ممالک میں دلچسپی لینے کو "پرائے جھنجھٹ" کا نام دے رہے ہیں اور نہیں جانتے کہ کل کلاں جب ہم پر افتاد پڑے گی تو یہ دوسروں کے لئے "پرایا جھنجھٹ" ہوگا۔ امارات اسلامی افغانستان کی تباہی میں ہماری عملی معاونت شامل رہی۔ فلسطین میں قتل عام پر ہم خاموش ہیں عراق پر عشرہ سے زائد مدت ظلم و بربریت کی داستان سنا رہی ہے۔ چیچنیا اور کشمیر میں خونِ مسلم کی ارزانی ہے۔ کفار امریکہ کے خلاف لاکھوں کی تعداد میں جلوس نکال رہے ہیں مگر معیار اطاعت ملاحظہ ہو کہ مسلم ممالک میں آواز بلند کرنا ممنوع ہے۔

عالمی سطح پر روا رکھی جانے والی بربریت کے خلاف پہلی آواز حرمین الشریفین سے

ہنی چاہئے تھی۔ ملتِ مسلمہ کو متحد کرنے کے لئے موثر کوشش اور امامت کے فرائض خادمِ حرمین الشریفین کو کرنے چاہئیں تھے' جس کی طرح فیصلؒ نے ڈالی تھی مگر وائے قسمت ''جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے'' وہی سب سے بڑے امریکہ نواز ٹھہرے۔ قرآن کریم عربی زبان میں ہے اور عرب معنی و مفہوم کو ہم عجمیوں سے بہتر سمجھتے ہیں مگر بدنصیبی کہ قطر اور کویت اپنے عرب بھائی کے خلاف امریکی فرعون کی وحشت و بربریت کے لئے معاہد ہیں۔

مسلمان سب سے زیادہ خوش نصیب تھا کہ اسلام نے اس کی بصیرت کو جلا بخشی تھی۔ مومن کی فراست و بصیرت مثالی تھی مگر غالباً آج سب سے بدنصیب یہی مسلمان ہے کہ بصیرت کھو چکا ہے اور بصارت سے کام لینے پر بھی آمادہ نہیں ہے حالانکہ عقلمند بصارت سے استفادہ کر کے بھی راہیں پہچانتے منزل کی طرف محفوظ سفر جاری رکھتے ہیں۔ آپ گرد و پیش 57 مسلم ممالک پر بھرپور نظر ڈالیے' جائزہ لیجئے' تجزیہ کیجئے اور بتایئے کہ بصیرت د بصارت سے کہاں کام لیا جا رہا ہے۔ شاید آپ ایک کی بھی نشاندہی نہ کر سکیں گے۔

دنیا فرشتوں کی نہیں انسانوں کی ہے جہاں خیر و شر دونوں آمنے سامنے ہیں۔ نہ سارے مسلمان فرشتہ ہیں نہ غیر مسلم ہی۔ غلطیاں دانستہ نادانستہ ہر ایک سے سرزد ہوتی ہیں اور غلطیوں کی تلافی بھی ہوتی رہتی ہے۔ یہ تسلیم کہ عراقی صدر نے امریکی خبث باطن کا ادراک نہ کرتے اس کی انگیخت پر ایران سے جھگڑا کیا پھر امریکی شہہ پر کویت کو تاراج کیا اور خطے میں امریکی یورپی افواج کی موجودگی اور جارحیت کا جواز پیدا کیا۔ مگر کیا اس جرم کی سزا مسلسل عراقی عوام کا مقدر بننا قرین انصاف ہے؟

عراق پر 43 روزہ جنگ میں ہزاروں ٹن میزائلوں' بموں اور توپوں سے بارود کی بارش برسائی گئی۔ اس دن سے آج تک بارہ تیرہ سالوں سے خود ساختہ **No Fly Zone** کے نام پر عراقی شہر' عراقی تنصیبات امریکی برطانوی ہوائی حملوں کی زد میں ہیں۔ اس پر بھی صبر نہیں تو افغانستان کی طرح عراق کو مکمل طور پر برباد کرنے پر فرعون صفت متکبر بش اور بلیئر

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ جوں جوں عراق اقوام متحدہ کے سامنے جھکتا جاتا ہے۔ امریکی بھیڑیا شیر ہوتا جارہا ہے۔

کیا یہ باور کرلیا جائے کہ عالمی ضمیر مرچکا ہے۔ ہر چھوٹا بڑا ملک جانتا ہے کہ وسیع تر تباہی پھیلانے والے ہتھیار (Weapons of Mass Distruction) جس قدر امریکہ و روس کے پاس ہیں' اسرائیل اور بھارت کے پاس ہیں' کسی دوسرے ملک کے پاس نہیں ہیں۔ امریکہ اس کا عملی ثبوت افغانستان میں ابھی ابھی دے چکا ہے۔ روس نے چیچنیا میں ثبوت فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ حالیہ کمانڈو ایکشن میں زہریلی گیس سے سینکڑوں کو ختم کر کے رکھ دیا ہے۔ اسرائیل کا حالیہ بیان کہ اس کے پاس 400 ایٹم بم ہیں کم ثبوت نہیں مگر مجرم صرف عراق ہے۔

امریکی فرعون سے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے کہ عراق کے پاس وسیع تر تباہی پھیلانے والے ہتھیار آئے کہاں سے؟ کس ملک نے دیئے؟؟ جو ملک عراق کو ایسے مہلک ہتھیار فراہم کرتا ہے پہلے اس سے نمٹ لینا چاہئے۔ کیا یہ امر واقع نہیں ہے کہ خود امریکہ نے عراق کو ایران کے خلاف Mass Distruction کے یہ ہتھیار فراہم کئے تھے کہ ایرانی سپاہ اور عوام کا خاتمہ عراق کے ہاتھوں کرایا جائے جو نہ ہو سکا۔ چونکہ حسب منشا وہ استعمال نہ ہو سکے اس لئے ہر عتاب کا مستحق عراق ہے۔

امریکہ و برطانیہ عراقی تیر سے تین شکار کر رہے ہیں' پہلا اسرائیل کا مستقل تحفظ عراق کو تباہ کر کے اور خلیج میں مستقل فوجی اڈے بنا کر جیسا کہ قطر اور کویت کے ساتھ معاہدوں سے ثابت ہے' دوسرے شرق اوسط خصوصاً عراق اور کویت وغیرہ کے سیال سونے پر مکمل کنٹرول کی ''پتہ بھی نہ ہلے بغیر اس کی رضا کے'' اور تیسرے گریٹر اسرائیل کے یہودی خواب کی تکمیل کے لمحات کو قریب لانا ہے اور کون نہیں جانتا کہ گریٹر اسرائیل میں عراق' اردن' شام' ترکی کا کچھ حصہ' کویت اور سعودیہ میں مدینہ منورہ تک کا علاقہ شامل ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

امریکی بھیڑیئے کو محسن سمجھ کر اپنی سرزمین میں اڈے فراہم کرنے والے عرب مسلمان یہ نہیں جانتے کہ بھیڑیا کبھی وفادار ثابت نہیں ہوا اور انسانی روپ میں امریکی بھیڑیئے کا ماضی تو پوری طرح ہماری اس رائے پر گواہ ہے۔ پاکستان کے ساتھ بقول اس کے دوستی کی تاریخ بہت پرانی ہے مگر اس دوستی سے ''فیض یاب'' پاکستان کو 1965ء کی پاک بھارت جنگ میں جہازوں کے فاضل پرزوں کی سپلائی روک لی' 1971ء میں مدد کے لئے آنے والا بحری بیڑہ کبھی نہ پہنچا' F-16 طیاروں کی نقد وصول شدہ رقم سالوں استعمال کی مگر جہاز دینے سے انکار کر دیا اور اقساط میں سویابین دیا تو وہ بھی ناکارہ۔ مسلم ممالک کو ایسے دوست اور کہاں ملیں گے۔

عالمی سطح پر سلامتی کونسل کے پانچ ویٹو مارکہ ممبران ہیں' امریکہ' برطانیہ' روس' فرانس اور چین' بقیہ غیر مستقل ممبران ہیں۔ سلامتی کونسل عالمی ضمیر ہے مگر عملاً عالمی بے ضمیر ٹولہ کہ اسرائیل کے خلاف قراردادِ مذمت کو امریکہ ویٹو کرتا ہے تو بقیہ کی طرف سے کوئی ردِعمل سامنے نہیں آتا۔ عراق کے خلاف امریکہ ہر قرارداد پاس کروالیتا ہے اور کوئی ویٹو کا حق استعمال نہیں کرتا' نہ چین' نہ روس' نہ ہی فرانس۔ کیا یہی ضمیر کے فیصلے ہیں۔ ہے کوئی شریف جو شر اور آفت سے ظلم کا راستہ روکے؟

امریکی فرعون پروگرام کے مطابق اپنا ایٹمی اسلحہ افغانستان کے غاروں میں منتقل کر لے تو پاکستان پر جو دباؤ ہوگا سو ہوگا مگر چین مسلسل جس عذاب سے دوچار ہوگا شاید چینی قیادت کو اس کا مکمل ادراک نہیں ہے۔ روسی مسلم ریاستوں پر جو اثراتِ بد مسلط ہوں گے اور انہیں موجودہ خاموشی کا جو خمیازہ بھگتنا پڑے گا اس پر غور کرنے کے لئے ان ریاستوں کے مسلم حکمرانوں کو فرصت نہیں ہے۔ کاش بقول علامہ اقبالؒ یہ ''اپنی خودی پہچانتے'' دنیا بھی باوقار ہوتی اور آخرت بھی۔

افغانستان صفحۂ ہستی سے امریکہ مٹا نہیں سکا' عراق بھی نہ مٹ سکے گا بمشیت اللہ

☆ ☆

تعالٰی۔ ابتلا کی بھٹی سے گذرنے کے بعد یہ کندن بنیں گے۔ خونِ صد ہزار انجم سے یقیناً سحر پیدا ہوئی۔ میدانِ کربلا میں (یہ بھی عراق ہی میں ہے) خانوادہ رسول ﷺ کے کٹ جانے کے بعد' کربلا کی ریت کے شہدا کا خون پینے لینے کے بعد' اسلام کا سورج بظاہر ڈوبتا نظر آیا مگر تاریخ نے ثابت کردیا کہ سحر پہلے سے زیادہ روشن تھی۔ کربلا کا میدان پھر لہو کی قربانی کے لئے تیار ہے مگر اب یک طرفہ نہیں دوطرفہ خون بہے گا۔

امنِ عالم کے ٹھیکیداروں کو چاہئے کہ وہ وحشی بھیڑیئے کا مزاج درست کرنے اور اس کی وحشت سے اپنا کل محفوظ کرنے کی خاطر پوری جرأت کے ساتھ اسے زبان سے روکیں' ضرورت ہو تو عملاً اس کا ہاتھ پکڑیں۔ وحشت و بربریت کا کھیل کسی کے مفاد میں نہیں ہوتا۔ ذلت و رسوائی اور بدحالی ہی مقدر ٹھہرتی ہے۔ متکبر محدود عرصہ تک تکبر سے گردوپیش کو متاثر کر سکتا ہے۔ آخری فتح شرافت کی ہے اور آخری شکست متکبر کی کہ غرور کا سر نیچا "Pride hath a fall" بڑی معروف بات ہے۔

ہم ممبران اقوام متحدہ سے بالعموم' مسلمان ممبران سے بالخصوص اور سلامتی کونسل کے ہر رکن سے حق و انصاف کے نام سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ فرعون صفت امریکی قیادت کا ہاتھ روکیں۔ امریکہ کو مسلمہ حقائق کی پاسداری پر مجبور کریں اور امریکہ برطانیہ ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کریں تو جارحیت کا مقابلہ کرنے کی خاطر مظلوم کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑے ہو کر ظالم کے خلاف اس کی بھرپور معاونت کریں۔ وحشی بھیڑیا جن وسائل جنگ پر اعتماد کرتا دندناتا پھر رہا ہے' قدرت انہیں تباہ کرنے کا مکمل اختیار رکھتی ہے۔

سرور جو حق و باطل کی کارزار میں ہے
تو حرب و ضرب سے بیگانہ ہو تو کیا کہیئے
جہاں میں بندۂ حر کے مشاہدات ہیں کیا
تیری نگاہِ غلامانہ ہو تو کیا کہیئے

☆ ☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

02/04/03

یا ربِ ذوالجلال!

یا رب ذوالجلال! صدیوں بعد ایک بار پھر کربلا کا مقتل سج چکا ہے۔ کربلا کی سرزمین معصوم بچوں' عفت مآب خواتین' سجیلے نوجوانوں اور زمانے کے تلخ و شیریں تجربات سینے میں سمیٹے بزرگوں کے لہو سے سیراب ہو رہی ہے۔ 21 ویں صدی کے یزید کا لشکر یزید اول کے لشکر سے زیادہ سفاک دیکھنے میں آیا ہے۔ بہت ہی سفاک!

یا رب ذوالجلال! میرا دل' میری روح بے قرار ہے اور میں اڑ کر میدان کربلا میں پہنچ کر تیری دی ہوئی استطاعت کے مطابق 21 ویں صدی کے سفاک کے ٹڈی دل کے مقابلے صف آرا تیرے مظلوم بندوں کے شانہ بشانہ سجے مقتل میں اپنا حصہ ڈالنا چاہتا ہوں مگر اسلامی جمہوریہ پاکستان کے باریش وزیراعظم کا اعلان ہے کہ ہم کسی کو جانے کی اجازت نہ دیں گے۔

میرے قادرِ مطلق رب! تیرے خلیل کی سرزمین پر نمرود ثانی پورے طمطراق سے آگ و آہن برسا رہا ہے۔ نمرود اول نے تو تیرے خلیل کے لئے صرف آگ کا انتظام کیا تھا جب کہ نمرود ثانی نے آتش و آہن کا جوڑ ملا کر سفاکی و بربریت کی نئی تاریخ مرتب کرنا شروع کی ہے۔ میرے رب! خلیل کے لئے یا نار کونی برداً فرمایا تھا آج اسے اپنی بے بس مخلوق کے لئے اسے پھر دہرا دے۔

میرے سمیع و بصیر رب! تو کفار کا ظلم بھی دیکھ رہا ہے ان کے مکر بھی سن رہا ہے' اپنوں کا (مسلم حکمرانوں کا) کفار سے عملی تعاون بھی دیکھ رہا ہے۔ رب ذوالجلال تیرا نام لینے

والے تیرے دین کے ٹھیکیدار آج تیرے حبیب ﷺ کا فرمان پس پشت ڈال چکے ہیں کہ "اپنے بھائی کی مدد کرو ظالم ہو یا مظلوم" اگر صدام کل ظالم تھا تو آج مسلمہ مظلوم ہے!

دلوں کا حال جاننے والے میرے رب! تیرے خلیل نے تیرے خلیل کے بیٹے نے وادی غیر ذی زرع میں تیرا گھر بساتے جو دلسوزی کے ساتھ دعا کی تھی آج خادمانِ حرمین الشریفین اسی دعا کے صدقے پر تعیش حکمرانی کے مزے لوٹ رہے ہیں۔ آج جب خلیل اللہ کی سرزمین زیر عتاب ہے سرزمین حرم سے ان کے حق آواز اٹھانا ممنوع قرار پایا ہے۔

میرے عزیز و حکیم رب! آج جب تیرے خلیل کی سرزمین کفار روند رہے ہیں' چہار سو آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کر رہے ہیں' دھویں کے اٹھتے بادلوں میں انسانیت کا دم گھٹتا ہے' خادمانِ حرمین الشریفین تیرے خلیل کے تعمیر کردہ حرم کلی کی توسیع میں پورے اخلاص کے ساتھ' کامل یک سوئی کے ساتھ مصروف ہیں کہ اس میں جنت کی ضمانت ہے۔

میرے رب میں نہیں جانتا صرف تیری علیم و حکیم ذات باخبر ہے کہ جب تیرا نام لینے والوں کا قتلِ عام ہو رہا ہو' امت کے ہر فرد پر جہاد فرض ہو چکا ہو تو کیا حرمین کی توسیع پر اٹھنے والے اخراجات جنت کا زادِ راہ ہیں یا ان بے بس دبے کس افراد کی حربی اور غذائی ضروریات پر خرچ تیرے ہاں مقبول ہے۔ تیرے دیئے علم سے تو حرم کو آباد کرنے والا انسان' حرم سے زیادہ حقدار ہے۔

میرے جبار و قہار رب! ظالم کون ہے' کون نہیں ہے یا کون کتنا ظالم و سفاک ہے اس کا حقیقی تعین صرف تیری ذات کر سکتی ہے مگر تیرے عطا کردہ شعور سے میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ بش اور بلیئر ابلیس کے سالار ہونے کے ناتے ظالم و سفاک تو یقیناً ہیں مگر انہیں چھاؤنیاں اور ہوائی اڈے فراہم کرنے والے اور خاموش مدد کرنے والے بھی کچھ کم ظالم نہیں ہیں۔

میرے دعاؤں کو قبول کرنے والے رب! میں اور میری طرح سینہ دھرتی پر بے چین اور مضطرب بے شمار لوگ صرف دعا ہی کر سکتے ہیں کہ مجبور ہیں' میرے رب کفر کی قوت کو توڑ دے۔ غزوہ احزاب والا طوفان بھیج کر بربریت والی افواج کو عراقی صحرا میں تتر بتر کر کے وہیں قوم عاد کی طرح ان پر ریت ڈال کر نشانِ عبرت بنا دے۔ آمین یارب العالمین۔

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

20/03/02

دہشت گردی اور دہشت گرد کون پیدا کرتا ہے؟

چوروں اور ڈاکوؤں سے تو لوگ اپنی پیدائش سے ہی متعارف مائے گئے مگر ترقی کرتے زمانے نے جس نئی صنف سے متعارف کروایا وہ دہشت گرد ہیں۔ چور اور ڈاکو مالی منفعت کے لئے کاروائی کرتے ہیں اور ان کے سرپرست یا رسہ گیر بھی اسی لالچ میں انہیں تحفظ فراہم کرتے ہیں۔ تینوں گروہوں کی طلب دنیا ہے جس کا آخرت سے کوئی واسطہ نہیں اور نہ یہ گروہ آخرت طلب کرتا ہے۔

دہشت گرد گذشتہ دو دہائیوں سے زیادہ پھلے پھولے اور نچلی سطح (Grass root level) تک آئے ورنہ پہلے بڑی سطح پر یہ کام ہوتا تھا یعنی حکومتیں یہ کام کرتی تھیں مثلاً جاپانی قوم کے خلاف امریکی ایٹم بم کے ذریعے دہشت گردی یا ویتنام کے خلاف دہشت گردی۔ اور بھی بے شمار مثالیں تاریخ لئے بیٹھی ہے۔ اس دہشت گردی کا مقصد ابوجہل کی طرح اونچی گردن کی نمائش سے زیادہ کچھ نہ تھا۔

دہشت گردی نچلی سطح پر آئی تو سرپرست اور رسہ گیر حکومتیں بن گئیں اور دہشت گردی کی تربیت کے لئے حکومتی ایجنسیاں فعال کردار ادا کرنے لگیں جن کی نگرانی میں تیار دہشت گرد ''فول پروف'' کاروائیاں کرنے لگے۔ اس طرح کی نرسریاں ہر ملک نے بنائیں۔ جو ملک ترقی یافتہ تھے ان کے دہشت گرد بھی ترقی یافتہ اور ان کی دہشت گردی بھی ترقی یافتہ' غریب کو فکرِ معاش نے ترقی نہ کرنے دی۔

کچھ سرپرست ایسے دیدہ دلیر دیکھے گئے کہ انہوں نے علی الاعلان دہشت گردی کو

رواج دیا اور جدید سائنسی طریقوں سے دہشت گرد کہلوانے سے بھی محفوظ رہے بلکہ کہیں کہیں تو یہ محسن کے روپ میں بھی عامۃ الناس کے سامنے آئے۔ اولذکر نوع کے دہشت گردوں میں اسرائیل' بھارت اور روس ہیں تو ثانی الذکر میں امریکہ' برطانیہ اور فرانس کے نام رکھے جا سکتے ہیں۔ یہی محسن تو ہیں جنہوں نے کویت' سعودیہ اور دوسری عرب ریاستوں کو ''عراقی عفریت'' سے آج تک ''محفوظ'' رکھا ہے' ورنہ اب تک گریٹر اسرائیل کے ''خواب'' کی طرح ''گریٹر عراق'' سینۂ دھرتی پر ہر کسی کے ''سینے پر مونگ'' دل رہا ہوتا۔ سارے عرب' ساری زندگی ''محسنوں'' کے اس احسان کے سامنے سر نہ اٹھا سکیں گے۔

دہشت گردی پر تحقیق کرنے والے جو سوالنامہ لئے لئے پھرے اس میں پہلا سوال یہ تھا کہ کامیاب دہشت گرد کون بن سکتا ہے؟ دوسرا سوال اکثر یہ پوچھا گیا کہ دہشت گردی کے بڑے بڑے مقاصد کیا ہیں؟؟ جبکہ تیسرا سوال یوں تھا کہ موثر دہشت گردی کے ذرائع کون کون سے ہیں؟؟؟ چوتھا' آخری اور لازمی سوال یہ تھا کہ دہشت گردی مٹانے کی آڑ میں دہشت گردی کرنے کا بہترین طریقہ کیا ہے؟

تحقیق کے اس تالاب میں ہم بھی کود گئے کہ حاصلِ تحقیق سماجی خدمت ہے۔ پہلے سوال کا جواب تو ہمیں فوراً ہی مل گیا کہ کامیاب دہشت گرد میر صادق و میر جعفر کی نسل سے ننگِ وطن اور ننگِ قوم ہو سکتا ہے۔ جس شخص کو اپنے وطن اور اپنے دین سے' اپنے معاشرے سے' اپنے خاندان سے ذرا بھی محبت ہے وہ سرے سے دہشت گرد ہو ہی نہیں سکتا۔ جتنا بڑا کوئی بے ضمیر ہوگا اتنا ہی بڑا دہشت گرد ثابت ہوگا۔

دہشت گردی کے مقاصد میں جو کچھ ہم نے جواباً سوچا آپ بھی سن لیں۔ بے یقینی کی فضا پیدا کرنا' عدم تحفظ کا احساس راسخ کرنا' ملک و قوم کو کمزور کرنا' ملکی معیشت پر کاری ضرب لگانا مگر اس کا تعلق دہشت گردی کے حجم سے ہے جیسے ہیروشیما اور ناگاساکی پر دہشت گردی سے (یکجا) سبھی مقاصد حاصل ہو گئے تھے اور دہشت گردی کا ایک مقصد جوابی دہشت

گردی کے لئے جواز پیدا کرنا بھی ہے جیسے امریکہ نے 11 ستمبر کی دہشت گردی کو افغانستان کی پرسکون' پرامن حکومت کو تاراج کرنے کے لئے جواز بنایا تھا یا کبھی بھیڑیئے نے بھیڑ کا بچہ کھانے کے لئے۔

موثر دہشت گردی مذہب کے تعصب کو ابھارنے یا علاقائی تعصب کو ہوا دینے سے ممکن ہے۔ مذہب کے نام پر دہشت گردی کا سلسلہ چل نکلے تو یہ نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے اور معمولی محنت سے بعد ازاں "سلگتی کو بھڑکائے" رکھا جا سکتا ہے۔ یہ یہود کے بڑوں کی سوچ کا نچوڑ بھی ہے جسے انہوں نے دشمن کے خلاف موثر ہتھیاروں میں سرفہرست رکھا ہے۔ تجربہ سے بلاشبہ یہ ہتھیار موثر ترین ثابت بھی ہوا ہے۔

دہشت گردی مٹانے کی آڑ میں بڑی دہشت گردی کا جواز پیدا کرنے کی خاطر خود پس پردہ رہتے اپنا نقصان کرنا ہے۔ جتنا بڑا نقصان ہوگا اتنا ہی بڑا دہشت کا جواز ہوگا۔ مثلاً ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر ریموٹ کنٹرول جہازوں کو ٹکرا کر' پنٹاگون سے اسی طرح کا جہاز ٹکرا کر پہلے شعلے اور دھوئیں کے بادل ٹی وی پر دنیا کو دکھاؤ' پھر فوراً الزام لگاؤ اور دوسرے کے سنبھلنے سے پہلے پل پڑو۔

گرجا گھر میں ایجنسی کے بندے بھیج کر دو تین گرنیڈ چلوا کر اپنے بندے مروا دو' زخمی کرواؤ اور دہشت گردی ختم کرنے کا اپریشن شروع کر دو۔ کسی کو سوچنے اور کہنے کی مہلت ہی نہ دو کہ صاحب جب گیٹ پر چار محافظ' دو مسیحی اور دو سرکاری کھڑے پہرہ دے رہے تھے تو غیر مسیحی گرنیڈ بردار اندر کیسے چلے گئے؟ تھیلے میں ڈالے گرنیڈ وزن بھی رکھتے تھے اور حجم بھی۔ یہ چاندی کے سکے نہ تھے کہ جیب میں محسوس نہ کئے جا سکے۔ مان لیا غفلت سے چلے گئے' مگر گرنیڈ چلا کر' دھماکے کر کے جب وہ نکل رہے تھے تو محافظ کہاں تھے؟؟ یا وہ چرچ سے باہر نکلے ہی نہیں کہ محافظ انہیں پکڑ سکتے۔ اگر واقعتاً نکلے ہی نہیں تو زخمیوں' مرنے والوں اور بچنے والوں میں شناخت آسان تھی۔ دہشت گرد دینی جماعتوں کی جھولیوں میں ڈھونڈنے کے

بجائے آئی بی' سی آئی اے' موساد اور را کے تھیلوں سے نکالنے میں کونسا امر مانع ہے۔

روزنامہ نوائے وقت 20 مارچ 2002ء کے اداریئے کا عنوان ہمارے مذکورہ چوتھے لازمی سوال کے جواب کی تائید و تصدیق کرتا ہے:

''دہشت گردی کے خلاف مہم کا دائرہ وسیع کرنے کا عزم؟ امریکہ نے اپنے شہریوں کو خبردار کیا ہے کہ پوری دنیا میں امریکی مفادات پر دہشت گردی کے حملے ہو سکتے ہیں لہذا وہ محتاط رہیں جبکہ اسلام آباد کے چرچ میں دہشت گردی پر تبصرہ کرتے ہوئے بی بی سی نے کہا ہے کہ شاید دہشت گردی کے خلاف امریکہ کی مہم پاکستان تک پھیل جائے کیونکہ امریکی اور پاکستانی حکام کا خیال ہے کہ حملہ آوروں کا اصل نشانہ امریکی باشندے تھے۔''

دہشت گردی کے خاتمے کے نام پر آج تک ہر کاروائی بذاتِ خود بدترین دہشت گردی ثابت ہو چکی ہے جس کا فتویٰ ہر مذہب و ملت کے باضمیر افراد نے دیا ہے مثلاً کرہ ارض کا سب سے بڑا دہشت گرد گذشتہ 60 سال سے امریکہ ہے تو نصف صدی سے اسرائیل اور بھارت ہیں۔ اسی طرح روس بھی کسی سے پیچھے نہیں ہے۔ انہوں نے ہر جگہ پہلے جواز پیدا کرنے کی تکنیک آزمائی' جواز پیدا کیا پھر جواباً ''دہشت گردی ختم کرنے'' کے نام پر تاریخ کی بدترین دہشت گردی روا رکھی۔ یہ تمام کاروائی' جاپان و ویتنام وغیرہ کے استثناء سے' ملت مسلمہ کے خلاف ہوئی گویا صرف یہی دہشت گرد ہیں۔

جواز کے حوالے سے' نوائے وقت' کے 20 مارچ کے دوسرے اداراتی کالم ''دل کی بات زبان پر آ گئی'' پر توجہ دیجئے:

''امریکہ کی سیاسی پالیسی کے ترجمان میگزین National

Review کے مضمون نگار رچرڈ لوری نے امریکی حکومت کو مشورہ دیا ہے کہ اگر مکۃ المکرمہ پر ایٹمی حملہ کیا جائے تو یہ مسلمانوں کے لئے ایک قوی اشارہ ہوگا۔ ایٹمی حملوں کا اولین نشانہ بغداد اور تہران کو بنایا جائے' مکۃ المکرمہ فطری طور پر سرکش اور انتہا پسند ہے مکۃ المکرمہ پر حملے سے مسلمانوں کو امریکہ مخالف خیالات ذہن سے نکالنے کا اشارہ ملے گا.....''

مذکورہ طرز کی ہرزہ سرائی سے لازماً شدید ردعمل پیدا ہوگا جسے دینی جماعتوں میں ''گھس بیٹھیے'' مزید ہوا دے کر عملی ردعمل کی شکل دیں گے اور اس ''دہشت گردی'' کو ختم کرنا امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے لئے فرضِ عین کا درجہ رکھے گا اور جس اتحاد کو مسلمانوں میں سے حمایتی مل جائیں اس کی کامیابی یقینی ہے۔ جنہیں ہم نے مذہبی جماعتوں کے گھس بیٹھیے کہا ہے' یہ وہ عنصر ہے جو محبت وطن اور امن و سلامتی پر ایمان رکھنے والی دینی جماعتوں کے پرامن اور معقول احتجاج کو پتھر پھینک کر' آگ لگا کر' تشدد کی راہ پر ڈال دیتا ہے۔ اور ''پولیس مقابلے'' میں غائب ہوتا ہے کہ زخم محبِ وطن کھاتے ہیں' لاٹھیاں گولیاں ان پر برستی ہیں' مقدمات ان پر قائم ہوتے ہیں۔

کم و بیش دو عشرے قبل ''ظہورِ مہدی'' کے نام سے ایک ناول عالمی سطح پر پھیلایا گیا تھا کہ مدینہ منورہ میں اپنے پالے گئے ایک شخص سے مہدی ہونے کا اعلان کروایا جائے گا جو وہ حج کے موقع پر منیٰ میں کرے گا۔ مہدی ہونے کے ثبوت میں وہ ''سوختنی قربانی'' عوام الناس کے مجمع کے سامنے پیش کرے گا جسے ٹھیک اس وقت فضا میں اسی غرض کے لئے متعین امریکی سیارہ لیزر سے بھسم کر کے عوام کو قربانی کی قبولیت پر قائل کر دے گا اور یہ مہدی کی آمد کا ثبوت حجاج کی وساطت سے کرہ ارض پر پھیلے گا۔ اسی لمحے فضا میں پانچ بمبار طیارے نمودار ہو کر ایٹمی حملہ کریں گے جو قیامت کا نمونہ ہوگا۔

عالم اسلام کا ردعمل یا غیرت وحمیت کا لیول دیکھنے کے لئے وقفے وقفے سے ایسے "فیلر" چھوڑے جاتے ہیں مثلاً "لیسٹر یو۔ کے۔" سے شائع کتابچہ "ورلڈ آف اسلام" میں نبی اکرم حضرت محمد ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کی قلمی تصاویر کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کی پیدائش سے وفات تک قلمی کارٹون نما اشاروں سے کہانی بیان کی گئی ہے۔ ہجرت کو اسی کتابچہ کے آغاز میں "فرار" کا نام دیا گیا ہے۔

اسلام کے خلاف کھلی جارحیت کی جاتی ہے۔ مسلمانوں کی نسل کشی کے لئے کھلے اور چھپے اقدامات کئے جاتے ہیں تو یہ کسی دہشت گردی کے زمرے میں نہیں آتے اور جونہی مسلمان اپنی اور اسلامی اقدار کی بقاء کے لئے آواز بلند کرتے ہیں وہ دہشت گرد بن جاتے ہیں۔ جس طرح ماہر شکاری پرندوں کو اڑا کر یا چوپایوں کو دوڑا کر شکار کرنے میں لذت محسوس کرتے ہیں اور بسا اوقات "انہی کی نسل کے سدھائے ہوؤں" سے معاونت لیتے ہیں بعینہٖ اسی طرح اسلامی اقدار اور مسلمانوں کے شکاری انہی کی صفوں میں سے اپنے سدھائے ہوؤں کی مدد سے "دہشت گردوں" کا شکار کر کے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ بدنصیبی کی بات یہ ہے کہ ایک قرآن' ایک اللہ اور ایک رسول پر ایمان کا دعویٰ کرنے والے ایک نہ بن سکے۔

جب تک جواز پیدا کر کے خون بہانے کی لذت سے لطف اندوز ہونا نہ چھوڑا جائے گا' دوسرے کی اقدار کی پاسداری نہ کی جائے گی' اپنے غلبے کی ہوس سے دستبردار ہونے میں عافیت نہ سمجھی جائے گی' جیو اور جینے دو کی پالیسی نہ اپنائی جائے گی' حکومتیں اپنی اوقات میں رہنے پر قانع نہ ہو جائیں گی' "دہشت گردی" کسی نہ کسی انداز میں اپنا وجود ثابت کرتی رہے گی۔ بڑھتی اور پھلتی پھولتی رہے گی۔

دہشت گردی کے خاتمے کے لئے دو اقدامات بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ پہلا قدم فرد سے لے کر ریاست اور پھر عالمی سطح پر' ہر طرف سے شفاف نظامِ عدل کا عملاً قیام ہے اور دوسرا قدم یہود کی مکمل سرکوبی کہ اس کے بغیر نظامِ عدل قائم نہیں ہو سکتا' اور نظام عدل قائم نہیں

✡ ✡

ہوسکتا تو کرۂ ارض ہر لحہ' ہر سمت' فساد کا شکار رہے گا۔ یہود کو اپنی اوقات کے اندر رہنے پر مجبور کرنا عیسائیت کی اولین ضرورت ہے' کیمونسٹ اور ہندو بھی اس ضرورت سے انکار نہیں کر سکتے اور کیا تاریخ یہ ثابت نہیں کرتی کہ یہود کو ورثہ میں سازش' شرارت اور دہشت گردی ملی ہے۔ انہوں نے تو خود اپنے وثائق (Protocols) میں ان کا برملا اظہار کیا ہے' اقرار کیا ہے!!

☆......☆......☆

☆

میں کھٹکتا ہوں تو چھلنی کو برا لگتا ہے کیوں
ہیں سبھی تہذیب کے اوزار' تو چھلنی میں چھاج؟
میرے سودائے ملوکیت کو ٹھکراتے ہو تم
تم نے کیا توڑے نہیں کمزور قوموں کے زجاج؟

تری حریف ہے یارب سیاستِ افرنگ
مگر ہیں اس کے پجاری فقط امیر و رئیس!
بنایا ایک ہی ابلیس آگ سے تو نے
بنائے خاک سے اس نے دو صد ہزار ابلیس!

☆......☆......☆

✡ ✡

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

07/10/02

طالبان کا اسلام غیر معیاری تھا!

عصر حاضر میں معیار کی تعریف بدلتے تقاضوں سے ہم آہنگ رکھنی انتہائی ضروری ہے ورنہ ترقی کی دوڑ میں ہم اتنے پیچھے رہ جائیں گے کہ سونے' چاندی کے تمغے تو رہے ایک طرف کانسی کا تمغہ بھی مقدر نہ بن سکے گا۔ ماضی میں ادویات کے لئے برٹش فارما کوپیا اور یو ایس فارما کوپیا معیار تھا' تو آج تمباکو سے لے کر بڑی سے بڑی مصنوعات کی فروخت کی ضمانت ''امریکی ایوارڈ یافتہ'' ''برٹش ایوارڈ یافتہ'' ہے۔

فروخت کنندگان' اور خرید کنندگان دونوں کے لئے ''اعتماد'' برٹش اور امریکی ایوارڈ ہے۔ پاکستانی ہونا معیار کی علامت قرار نہیں پا سکا۔ آپ اشتہارات دیکھ لیں' مال تیار کنندگان کے دفاتر دیکھ لیں' برٹش اور امریکی ایوارڈ کے سرٹیفکیٹ آویزاں ہوں گے اور ایوارڈ کے ڈیکوریشن پیس دفتر کی ہر دوسری چیز سے نمایاں سجے ہوں گے کہ یہ ''رزق میں برکت کے تعویذ'' ہیں۔

اسی سکہ رائج الوقت کی کسوٹی پر عام و خاص نے ''طالبان کے اسلام'' کو پرکھا۔ طالبان کی ''بدنصیبی'' کہ ان کا اسلام برٹش اور امریکی ایوارڈ تو کیا حاصل کرتا' اسلامی جمہوریہ پاکستان کے بہت سے ''روشن ضمیر علماء'' کی تائید سے بھی محروم رہا۔ طالبان کے اسلام نے اپنے پرایوں سے اتنے پتھر کھائے کہ وہ سنگسار ہو کر رہ گیا۔ یہ سنگباری چشم فلک نے پہلے نہ دیکھی تھی۔

ترقی کی دوڑ میں حسب توفیق ہر ملک زور لگا رہا تھا' خصوصاً تیسری دنیا کے عوام و

حکمران۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے حکمران بھی اپنے عوام کی ترقی کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہے مگر 55 سال میں ہر حکمران نے محسوس کیا کہ اسلام اس راستے کا بھاری پتھر ہے' (الا ماشاء اللہ)۔ موجودہ صاحبان اقتدار اس سوچ میں ہر کسی سے آگے پائے گئے اور ان کے لئے دوہری مصیبت یہ تھی کہ ہمسایہ طالبان اسلام کے ساتھ ترقی کر رہے تھے۔

کچھ بدبخت جو بزعم خویش ''عقلمند'' ہوتے ہیں دوسرے کو دیکھ کر اپنا چہرہ حسین بنانے کی بجائے دوسرے کا چہرہ نوچ لینا زیادہ بہتر اور آسان سمجھتے ہیں۔ اسی طرح کی ''سعادت'' حاصل کرنے میں ہمارے حکمران چونکہ خود ''موثر کردار'' ادا نہ کر سکتے تھے لہٰذا مسلمہ عالمی غنڈے بش اور اس کے پالتو بلیئر کی خدمات سے ''استفادہ'' کرنے نکل کھڑے ہوئے۔ ''طالبان کے اسلام'' کا یوں منہ نوچا کہ دنیا دنگ رہ گئی۔

امریکہ و برطانیہ اور پاکستان کے بعض علماء کے نقطہ نظر سے طالبان کا اسلام غیر معیاری تھا کہ اس اسلام میں ''شدت پسندی'' تھی' اس اسلام میں پردہ کی ''مجبوری'' تھی۔ اس اسلام میں معیشت کے قریب سود نہ پھٹک سکتا تھا' اس اسلام میں نہ منشیات تھیں نہ ہی ساز کا آہنگ تھا' اس خشک سرزمین کے خشک ملاؤں کے اسلام میں نہ بلیو فلمیں تھیں' نہ شباب کی تفریح کا سامان تھا۔

''عقلمند خیر خواہوں'' نے ملا محمد عمر کو بہت ''نصیحت'' کی کہ اسلام کو زمانے کے ساتھ ہم آہنگ کر لو مگر ملا محمد عمر بھی عجیب آدمی تھا کہ وہ جواباً یہی کہتا رہا کہ زمانہ اگر سکھ سکون اور خوشحالی چاہتا ہے تو اپنے آپ کو اسلام سے ہم آہنگ کر لے مگر یہ پتھر بھاری تھا۔ یہ جواب نہ پاکستان کے کسی حکمران کو بھلا لگا اور نہ ہی یہ امریکہ' برطانیہ' فرانس وغیرہ کی حاکمیت کو سمجھ میں آنے والا تھا۔ چنانچہ بندر نے بئے کا گھر اجاڑ دیا۔

طالبان کے خلاف ''اتحاد عالم'' کی وجہ اس کے سوا کچھ نہ تھی کہ یہ مثالی اسلامی

ریاست دوسروں کو بھی ''خراب'' کرے گی۔ کون سوچ سکتا ہے کہ 21 ویں صدی میں ایک ملک ایسا بھی ہے جہاں جرائم آٹے میں نمک سے بھی کم ہیں' منشیات کا خاتمہ ہے' سماجی معاشرتی اقدار بتدریج مستحکم ہورہی ہیں' نظامِ عدل ہر خطے سے بڑھ کر مثالی ہے' نظام معیشت سود سے پاک اور ورلڈ بنک' آئی ایم ایف کے چنگل سے آزاد ہے۔

طالبان کے اسلام کو غیر معیاری کہنے والوں کو ان کی حریتِ فکر' ان کا جذبۂ جہاد فی سبیل اللہ' ان کی غیرتِ دینی وحمیت ملی ہر لمحہ کھٹکتی تھی کہ اگر یہ اس کی آبیاری کرتے رہے تو عالمی سطح پر ظلم کے خلاف ڈٹے مسلمان اس سے جلا پاتے رہیں گے اور ظلم چونکہ ہر حال میں مٹنا ہی ہے لہذا ان کی سربلندی میں ہماری موت ہے' ہماری تہذیب کی موت ہے اور ظاہر ہے جب موت سامنے ہو تو حملہ بھی ہوگا۔

ہمیں گلہ غیروں سے نہیں ہے کہ ان کی دشمنی کی وجہ واضح طور پر سمجھ میں آتی ہے' گلہ تو ان اپنوں سے ہے جو اپنی پہچان دین کے حوالے سے کروانے کے ساتھ ساتھ طالبان کے بت شکن ہونے پر نالاں تھے' جو طالبان کے حجاب پر عمل سے ''اسلام کی تضحیک'' کا نقطہ نکالتے تھے' جن کو طالبان کی طرف سے شرعی سزاؤں پر' دشمن کے سامنے ''شرمندگی'' مار رہی تھی بلکہ شاید ان کا اپنا ضمیر ملامت کرتا تھا۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے بعض علماء کو تو طالبان کی وضع قطع پر بھی اعتراض تھا کہ امارات اسلامی افغانستان کے امیر المومنین ہوں یا ان کے وزراء وسفراء انہیں نئے دور کے رہن سہن کی ذرا بھی شد بد نہیں ہے۔ نہ لباس ڈھب کا نہ داڑھیاں بنی سنوری ہوئیں اور نہ زمانے کے مطابق پروٹوکول۔ ہمارے ہاں کے ''علماء'' مسلح گن مینوں کے بغیر باہر نہیں نکلتے کہ یہ ''وقار'' کے علامت ہے اور طالبان تھے کہ عوام کے درمیان پتہ ہی نہ لگتا تھا کہ کون کیا ہے؟

طالبان کی یہی عادات تھیں جو مہذب اپنے پرائیوں کو پسند نہ تھیں اور تاریک دور کی اس مخلوق سے روشن دنیا کو بچالینا وقت کی اہم ضرورت تھی۔ اسی لئے پاکستان کے حکمرانوں نے فرنٹ لائن سٹیٹ کا ''مقدس فریضہ'' ادا کرتے عالمی اتحاد سے بش کے ذریعے یہ کانٹا نکلوایا۔

آیئے طالبان کے اس غیر معیاری اور شدت پسند اسلام کا جائزہ لیں جس کے سبب ہزاروں نے اپنے سرخ چمکدار خون کا صدقہ دینا تو قبول کر لیا مگر ''شدت پسندی'' سے باز نہ آئے۔ اپنا وجود اپنی سلطنت ختم کر دالی مگر مصلحت کو قریب نہ پھٹکنے دیا' اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ''نقشِ قدم'' پر چلتے ''اصولوں پر سمجھوتا'' نہ کیا۔ ہمسایہ کے ''معیاری اسلام سے استفادہ'' نہ کر کے ہٹ دھرمی سے قوم و ملک کی ''تباہی'' خریدی۔

☆ طالبان بت شکن تھے کہ انہوں نے عالمی رائے عامہ خصوصاً ''مسلمان بھائیوں کی نصیحت'' کے باوجود بدھا کا تاریخی مجسمہ کرچی کرچی کر دیا اور اپنی ''غیر مہذب حرکت'' سے پوری دنیا کا دل دکھایا' خصوصاً ''مقدس'' آثار قدیمہ میں دلچسپی لینے والوں کا۔ یہ جرم اس لئے بھی ناقابلِ معافی تھا کہ اس سے اقلیتوں کا دل دکھا اور اسلام کی مذہبی رواداری بری طرح مجروح ہوئی' اسلام بدنام ہو گیا۔

طالبان کا موقف یہ تھا کہ اسلام اور بت کبھی ساتھ نہیں رہ سکتے۔ نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں کس جرم کی پاداش میں ڈالا تھا؟ ان کا جرم بھی تو بت شکنی ہی تھا۔ کم و بیش چار ہزار سال بعد یہی سنت ادا کرنے ہم سامنے آئے ہیں۔ آج کا نمرود بش ہے اور آگ پہلے سے زیادہ شدید مگر عزم و قربانی میں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر درود بھیجنے والے ویسے ہی جذبہ سے سرشار' آتش نمرود میں کود کر سنت ابراہیمی پر عمل کی مثال قائم کر گئے۔

بت شکن خاتم النبیین ﷺ بھی تھے جنہوں نے ہر مصلحت کو ٹھوکر مار کر بیت اللہ کے

اندر پڑے تمام بت توڑ دیئے تھے اور کسی کی دل شکنی کو بت شکنی کے دوران خاطر میں نہ لائے تھے۔ سرور دو عالم ﷺ نے حضرت علیؓ کو بت شکنی کے مشن کی تکمیل بھی سونپی تھی۔ طالبان ہی کے وطن سے سومنات پر کاری ضرب لگانے والا محمود غزنوی تھا جس نے ہر طرح کے مال و زر کو ٹھکرا کر سومنات کے مندر میں بت شکنی کی تھی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام' حضرت محمد ﷺ پر ایمان لانے والے' غزنوی کے ہم وطن طالبان سے یہ توقع رکھنا کہ وہ دنیوی مفادات کے حصول کی خاطر بدھا کے مجسمہ کی ورثہ کے طور پر حفاظت کریں گے' عقل کا اندھا پن نہیں تو اور کیا ہے۔ جنہوں نے آخرت کے عوض اپنا مال' اپنی جانیں فروخت کر دی ہوں وہ دنیوی جاہ و جلال' عزت و وقار اور ہر طرح کے مفادات کو خاطر میں نہیں لاتے۔ ان کی اڑان اونچی ہوتی ہے۔

بتوں سے محبت' بتوں کو سجا کر اس ورثہ سے آمدنی' پاکستان اور دوسرے مسلم ممالک کی ''خوشحالی'' میں اہم کردار ادا کر رہی ہے' عجائب گھر سجائے جاتے ہیں' مجسمہ سازی کی تربیت گاہیں' مجسمہ سازوں کی کھیپ تیار کرنے میں شب و روز مشغول ہیں۔ ملکی اور بین الاقوامی نمائشوں کا اہتمام کیا جاتا ہے' اس میں صرف سعودی عرب کا استثنا ہے کہ علما راستے کی رکاوٹ ہیں ورنہ باقی مسلم دنیا نے بتوں کو مشرف بہ اسلام کر لیا ہے خصوصاً مصر۔

☆☆ طالبان کا دوسرا ناقابل معافی گناہ پردے کی پابندی ہے اور پردہ بھی وہ جس میں عورت کا پورا جسم ڈھک جائے۔ افغانستان میں مروجہ برقع روشن خیال مسلمانوں کو ترقی یافتہ دنیا کی نظروں میں رسوا کروا رہا تھا۔ یہ برقع ''شٹل کاک'' کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ روشن ضمیر مسلمانوں کا کہنا ہے کہ مصر میں قدیم ترین اسلامی یونیورسٹی الاظہر کے مفتیوں نے تو چہرہ کھلا رکھنے کی اجازت دی ہے مگر یہ تنگ نظر شدت پسند نہیں مانتے۔

مسلمانوں کی اکثریت تو اس ''حقیقت'' پر بھی ایمان رکھتی ہے کہ پردہ صرف آنکھ کا

☆☆☆

ہوتا ہے۔ یوں آنکھ میں شرم و حیا کا ہونا کافی ہے' کپڑے کی ضرورت نہیں ہے۔ مسلمان حکمران اور دانشور تو یہ بات بھی بڑے وثوق و اعتماد سے کہتے ہیں کہ پردہ ہماری ترقی کا دشمن ہے۔ مرد و زن کو ہمہ جہت ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر ملکی ترقی میں اپنا کردار ادا کرتے' معیشت کو اوجِ ثریا تک پہنچانا چاہیے' اگر باوقار زندگی کی خواہش ہے۔

شدت پسند طالبان کا مؤقف یہ ہے کہ انسان کو تخلیق کرنے والا خالق اپنی تخلیق کی خوبیوں' خامیوں سے بخوبی آگاہ ہے۔ جب خالق نے اپنی حکمت کے موتیوں سے مزین محکم کتاب' قرآن کریم میں' اپنے آخری نبی ﷺ کی وساطت سے اپنی تخلیق کو یہ حکم دے دیا کہ گھر کے اندر ستر کی حدود کی پاسداری کرو اور گھر سے باہر نکلو تو حجاب (پردہ) کی حدود کی پاسداری کرو۔ حدودِ ستر اور حدودِ حجاب (پردہ) الگ الگ ہیں۔

حدودِ ستر کے متعلق قرآن حکیم اور فرامین رسالت مآب ﷺ بہت واضح ہیں۔ بالغ ہونے کے بعد عورت کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں اور چہرہ کے علاوہ تمام جسم کو چھپائے رکھے ماسوائے خاوند کے۔ یہ حدودِ ستر گھر کی چار دیواری کے اندر اہل خانہ کی موجودگی میں گھریلو مصروفیات کے دوران ہیں۔ گھر کی چار دیواری سے باہر نکلنے کے لئے حدودِ حجاب کا اطلاق ہوتا ہے جو قرآن میں یوں بیان ہوئی ہیں:

> ☆ ''اے نبی! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ (جب وہ دہلیز سے باہر قدم رکھیں) اپنے اوپر اپنی چادروں کے گھونگٹ ڈال لیا کریں (چہرہ چھپانے کا اہتمام کریں) اس سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ (شریف زادیاں) پہچانی جائیں گی اور ان کو ستایا نہ جائے گا۔'' ☆ (سورہ الاحزاب:95)

اللہ رب العزت کے اس واضح فرمان کی روشنی میں طالبان کی ''ہٹ دھرمی'' اور

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اپنے ہاں کی بے شرمی پر خود ہی اپنے ضمیر سے فیصلہ لے لیں کہ خالق کی رضا کس پلڑے میں ہے۔ طالبان کہاں کھڑے ہیں اور ہم کدھر پھسلے جا رہے ہیں۔ واضح فرمان پر ناک بھوں چڑھانے اور فرار کے لئے نت نئی تاویلیں ڈھونڈ کر ہم اپنے خالق سے کس قدر ''قریب'' ہو رہے ہیں۔

جس شخص کے پاس عقل و شعور کی معمولی سی مقدار بھی محفوظ ہے وہ یہ جانتا ہے کہ عورت کا حسن اس کے سینہ اور آنکھ میں ہے۔ نبی رحمت ﷺ نے آنکھ کو شیطان کے تیر سے تشبیہہ دی ہے۔ یہی دو مقامات ہیں جہاں سے شیطان مرد و زن پر موثر حملہ کر کے انہیں نافرمانی کے گہرے غار تک پہنچاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خالق نے ان دونوں مقامات کو ڈھانپ کر رکھنے کا حکم دیا ہے۔

غیر مسلم خواتین جب اسلام کا مطالعہ کر کے اسلام قبول کرتی ہیں تو وہ دائرہ اسلام میں آتے ہی مکمل حجاب کا اہتمام کرتی ہیں اور ان کا کہنا یہ ہے کہ حجاب کی پابندی سے ہمیں یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہم محفوظ حصار میں ہیں اور ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہے اور حجاب کی پابندی کے بغیر گھومنے پھرنے والیوں کے لئے خطرات سے ہر کوئی آگاہ ہے۔ طالبان کے وطن میں آج یہ ترقی جو گل کھلا رہی ہے' میڈیا اس پر گواہ ہے۔

☆☆☆ طالبان کے نظامِ عدل' خصوصاً شرعی سزاؤں پر عمل نے بھی ہمیں ترقی یافتہ دنیا کے سامنے شرمسار کر رکھا تھا کہ یہ ''وحشیانہ'' انداز تھا۔ ''مہذب دنیا'' نے اس وحشیانہ انداز کو ختم کرنا اپنے اوپر فرض کر لیا تھا اور اس اہم فریضے کی ادائیگی بقول ''مہذب'' بش' اسلامی جمہوریہ پاکستان کے مسلم سربراہ کی مدد و اعانت کے بغیر ممکن نہ تھی اور اس نے بطریق احسن اس فرض کی تکمیل کرائی۔

طالبان کی وحشیانہ سزاؤں پر عملدرآمد' امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے پاکستانی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حکمرانوں کے عملی تعاون سے جس ''خوش اسلوبی'' ''محبت اور خدا خوفی'' سے رکوا دیا' تاریخ کے صفحات میں محفوظ ہو گیا ہے۔ مسلم دنیا کی نسل اپنے حکمرانوں کے اس مدد و تعاون کے معیار کو ہمیشہ ''سراہے گی''۔ نسلیں ان کا بویا کاٹیں گی اور ان کی قبروں پر حاضر ہو کر تھوکا کریں گی۔ ان کی عقل اور حمیت و غیرت کا ماتم کیا کریں گی۔

وحشیانہ سزاؤں کا حکم طالبان کی اختراع نہیں تھی۔ یہ طالبان کے خالق کا اپنی آخری مکمل و مدلل کتاب' قرآنِ حکیم میں اپنے ماننے والوں کو حکم تھا۔ طالبان کا ''گناہ'' صرف یہ تھا کہ انہوں نے اپنے خالق کے حکم پر من وعن عمل کر کے جرائم کی بے مہار بڑھتی شرح پر قابو پا کر دنیا کو عملاً دکھا دیا تھا کہ اسلام کا نظامِ عدل آج بھی جرائم پر قابو پا کر معاشرے کو سکھ اور سکون کی زندگی کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔

جو قوم انتشار کی تاریخ رکھتی ہو' کسی کی حاکمیت کو قبول نہ کرتی ہو' جہاں برطانیہ اور روس کی منہ زور طاقتیں منہ کی کھا چکی ہوں' وہاں 95 فیصد علاقہ پر امن و سکون کی حکمرانی اسلام کے عادلانہ نظام سے بالفعل قائم ہو جائے تو ایسا کر دکھانے والے انسانیت کے سچے محسن قرار پاتے ہیں۔ ایسے مہتم بالشان ماڈل سے عقلمند استفادہ کرتے ہیں کہ رعایا کی خوشحال پرسکون زندگی ان کے اقتدار کے استحکام کا سبب بنتی ہے۔

آج کے دور کا یہ مثالی ماڈل اپنے پرایوں کے سینے میں گڑی پھانس بن گیا۔ اپنوں کے' اس لئے کہ عوام ایسے ماڈل کا اپنے ہاں تقاضا کریں گے اور حکمران ٹولے کی پرتعیش زندگی کو یہ گوارا نہیں ہے۔ پرائے اس لئے کہ اس سے اسلام کی نشاۃِ ثانیہ ہوئی تو عالمی سطح پر یہ غالب قوت بن کر ابھرے گا۔ پھر یہود و نصاریٰ و ہنود کے چراغوں میں روشنی نہ رہے گی۔ اسی خطرہ نے طالبان کی سرکوبی کو وقت کا اہم ترین مسئلہ بنا دیا تھا۔

☆☆☆☆ طالبان کا یہ جرم بھی کچھ کم نہ تھا کہ ان کی معیشت سود سے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یکسر پاک تھی اور وہ کسی طرح بھی ورلڈ بنک' آئی ایم ایف یا لندن اور پیرس کلب کے جال میں آنے کے لئے تیار نہ تھے۔ وہ اپنی تجارت' درآمد برآمد کو سود کی لعنت سے پاک رکھنے پر مصر تھے۔ گلوبل فیملی کے ٹھیکیداروں کو یہ گوارا نہ تھا کہ ایک مسلمان ملک 21 ویں صدی میں ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف کے سودی قرضوں کے بغیر اپنی مستحکم معیشت کی مثال قائم کر کے دکھائے۔

طالبان کے ہمسایہ ملک کے ''اسلام پسند'' حکمرانوں کو بھی طالبان کا معاشی نظام' اس نظام کے معاونین' ایک آنکھ نہ بھاتے تھے کہ اس میں ان کی سبکی تھی۔ ان کے عوام پوچھ سکتے تھے کہ اگر کل قائم ہونے والی طالبان حکومت بیرونی قرضوں سے بے نیاز بتدریج اپنا معاشی نظام مستحکم بنا رہی ہے تو تم کیوں ورلڈ بنک اور آئی ایف کے شکنجے میں قوم کا سر دیئے جا رہے ہو۔ ان کی ناقابلِ برداشت شرائط تسلیم کر کے قوم کے منہ سے روٹی کا ہر نوالہ چھینتے جا رہے ہو۔

☆☆☆☆☆ طالبان نے یہ ستم بھی ڈھایا کہ 20 ویں صدی کے اختتام پر اور 21 ویں میں قدم رکھتے اپنی قوم کو ''عملی زندگی کی رنگینیوں'' سے محروم رکھا۔ زندگی کے بھی چار دن عیش کے ہیں پھر قبر کی تاریکی ہر ایک کا مقدر بنتی ہے۔ طالبان نے زمانے کی چال کو یکسر الٹ پھیر ادنے کر خلافت راشدہ کے دور کی طرح کا ماحول پیدا کر دیا کہ افغانستان کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک عورت سفر کر لے تو اس کی آبرو پر کوئی ڈالہ نہ ڈال سکے۔

امارات اسلامی افغانستان میں نہ فلمیں' نہ فلمی دھنیں' نہ دھنوں پر ناچنے والے اور نہ ناچنے والیاں' عجب ملکوتی ماحول کو انہوں نے جنم دیا۔ یہ سکہ بھی آج رائج نہ تھا۔ اس لئے اپنے پرائے اسے کھوٹا قرار دے کر اس کی جگہ رائج الوقت کرنسی لانے پر ادھار کھائے بیٹھے تھے۔ پھر وہ امریکی بمبار جہازوں پر سوار آئے اور اپنا پسندیدہ سکہ جاری کر دیا۔ ریڈیو' ٹی۔ وی' ویڈیو کی دکانیں بھی ان کے مطلوب کی آبیاری کرنے لگیں' محلے آباد ہو گئے' راتیں ''سنور'' گئیں۔

آج طالبان منظر سے ہٹ چکے ہیں' کچھ دھرتی کی تہہ میں آسودہ خاک ہیں تو کچھ گوانتانامو اور دوسرے بندی خانوں کو آباد کئے ہوئے ہیں۔ باقی خاموشی سے "نجات" حاصل کرنے والوں کا تماشہ دیکھ رہے ہیں۔ آج افغان اپنے حقیقی محسنوں کے احسانات کو یاد کر کے اپنی ضمیر فروشی پر پچھتا رہے ہیں کہ امریکی ڈالروں نے کس طرح ان کی عقل چھین لی تھی۔ پشیمانی اب بھی مقدر نہیں بنی تو وہ سنگدل مسلمان کہلوانے والے حکمران ہیں' امریکہ جن کا ولی النعمت ہے۔

☆......☆......☆

میرے سودائے ملوکیت کو ٹھکراتے ہو تم
تم نے توڑے نہیں کمزور قوموں کے زجاج!
تم نے لوٹے بے نوا صحرا نشینوں کے خیام
تم نے لوٹی کشتِ دہقاں' تم نے تو لوٹے تخت و تاج
پردۂ تہذیب میں غارت گری' آدم کشی
کل روا رکھی تھی تم نے' میں روا رکھتا ہوں آج!

☆......☆......☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

11/05/02

حمیت و غیرت...... آزادی و استحکامِ وطن کی ضمانت!

''حمیت نام تھا جس کا گئی تیمور کے گھر سے'' شاعرِ مشرق علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبالؒ نے ساٹھ پینسٹھ سال قبل لکھا تھا۔ روح اقبالؒ آج ہم سے سوال کرتی ہے کہ ملت مسلمہ کی حمیت و غیرت کہاں چلی گئی کہ یہ امت لحہ لحہ قدم قدم بے حمیتی و بے غیرتی کی دلدل میں دھنستی جا رہی ہے۔ مسلمہ دشمن اس حد تک اپنے اوپر مسلط کر لئے گئے ہیں کہ نیچے دبی' سسکتی حمیت و غیرت کی آہ و بقا بھی ہوشمند کہلوانے والوں کے کانوں تک نہیں پہنچ پاتی۔ حکمران ہیں تو اسے گہرا دفن کرنے کے جدید طریقوں پر سوچ بچار کر رہے ہیں۔

ہماری معروضات سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ ہم گالی یا طعنہ دے رہے ہیں۔ ہم جو کچھ آپ کے سامنے لانا چاہتے ہیں' اس کی روشنی میں آپ خود ہی فیصلہ کر لیں کہ آپ کہاں کھڑے ہیں؟ آپ کا حمیت و غیرت کا گراف کس قدر اونچا ہے اور کس قدر نیچا ہے؟؟ بے حسی آپ پر کتنا غلبہ پا کر آپ کے حقیقی دشمنوں کے ہاتھ مضبوط کر رہی ہے یا بے بسی سے آپ کیا کچھ برداشت کر رہے ہیں؟

مسلمان کرہ ارض پر جہاں بھی ہے' اس کا دشمن نمبر 1 یہودی ہے' تو دوسرا دشمن ہندو بنیا ہے' تیسرے نمبر پر نصرانی ہیں تو چوتھے نمبر پر کیمونسٹ دہریئے ہیں اور الکفر ملۃ واحدہ کے مصداق چاروں مسلمان کے خاتمے پر متحد اور متفق ہیں۔ سب کا ایجنڈا ایک ہے' مسلمان دوست دشمن کی سوچ سے غافل اپنے معمولات میں مگن ہے۔ کسی جگہ کوئی کانٹا چبھتا ہے' ٹیس محسوس ہوتی ہے تو وہ کانٹا نکالنے کے بجائے کراہنے پر اکتفا کرتا ہے یا زیادہ سے زیادہ کانٹے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کو کوسنے دے کر مطمئن ہو جاتا ہے۔ کانٹا نکالنے کی ہمت نہیں پاتا کہ بے حس ہو گیا ہے۔

دشمن اس قدر دیدہ دلیر ہو چکا ہے کہ بانگ دہل مسلمان کو بے غیرتی و بے حسی کے طعنے دیتا ہے۔ نمونہ ملاحظہ فرمائیے:

"مسلمان عیاش ہو چکے ہیں، بیت المقدس آزاد کروانا ان کے بس میں نہیں: اسرائیلی وزیراعظم۔

مسلمانوں میں حضرت عمرؓ اور صلاح الدین ایوبیؒ والا جذبہ نہیں رہا۔ فروعی مسائل میں بری طرح پھنس چکے ہیں۔ یہودی آج بھی اللہ کی پیاری مخلوق ہیں۔ دنیا بھر میں قدم جما رہے ہیں۔ فلسطینیوں کو ہمارے ماتحت رہنا ہوگا: ایریل شیرون۔

اسرائیل کے وزیراعظم ایریل شیرون نے کہا ہے کہ یہودی آج بھی اللہ کی پیاری مخلوق ہیں اور اس نے یہودیوں کو دنیا کی ہر نعمت سے نواز رکھا ہے اور یہودی دنیا میں پہلے کی طرح قدم جما رہے ہیں۔ آج مسلمانوں کا شیرازہ بکھر چکا ہے اور وہ فاتح نہیں ہو سکتے۔ اب بیت اول (القدس) کو آزاد کروانا ان کے بس میں نہیں ہے۔ وہ اپنے فروعی مسائل میں الجھے ہوئے اور عیاشی میں بری طرح پھنس چکے ہیں۔ مسلمان عیاشی کے سمبل بن چکے ہیں۔ اب ان میں حضرت عمرؓ اور صلاح الدین ایوبیؒ والا جذبہ نہیں رہا......" (بحوالہ انصاف، 25 جنوری 2002ء)

مسلمان قوم بالخصوص مسلمان حکمرانوں کی آنکھیں کھول دینے کے لئے تو ایریل شیرون کا واشگاف الفاظ میں یہ طعنہ ہی کافی تھا مگر قوم کی آنکھیں کھلیں کیسے کہ قوم کے کپڑے

ایریل (شیرون) واشنگ پاؤڈر یا بھارتی نژاد ویل (وہیر چکر) سے دھلتے ہیں' قوم کے جسم صبح و شام یہود کی ملٹی نیشنل کمپنیوں کے "جراثیم کے دشمن" "حسن بخش بیوٹی سوپ" سے دھلتے ہیں۔ قوم کے دل پیپسی اور کوکا کولا جیسے یہود کے مشروبات سے ٹھنڈے ہوتے ہیں کہ "یہ دل مانگے اور"۔ قوم کو ذہنی آسودگی یہود کے بنائے سگریٹ کے مختلف برانڈوں میں ملتی ہے اور مہمان نوازی کی علامت سپریم "اپنوں میں بیٹھ کر پینے کا مزہ ہی اور" ہے۔ علی ہذا القیاس۔

ہماری زندگی اور ہماری معیشت کو گھن کی طرح چاٹنے والے مشروبات میں' پراپیگنڈے کے زور پر سرفہرست PEPSI ہے جو اصل میں مخفف ہے "Pay Each Penny Save Israil" کا یعنی "اسرائیل بچانے کے لئے ہر پیسہ بچاؤ۔" دوسرا نمبر کوکا کولا ہے۔ یہ مشروبات مسلم امت کے گھروں میں مہمانداری کا جزو لاینفک سمجھے جاتے ہیں۔ اب ایک خبر ملاحظہ فرمائیے:

> "کوکا کولا نے 4 دن کی آمدنی اسرائیل کو دینے کا اعلان کر دیا (این بی سی ٹیلی ویژن)۔ عالمی معیشت پر یہودی لابی کے قبضہ کے باعث ملٹی نیشنل کمپنیوں کی آمدنی بالواسطہ یا بلاواسطہ اسرائیلی استحکام کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔ "پیپسی" کی بھی یہودی ملکیت کا دعویٰ' پیپسی کا نام "اپنی پائی پائی بچاؤ اسرائیل کے تحفظ کیلئے" کا مخفف ہے۔"
>
> (روزنامہ خبریں' 3 مئی 02ء)

پیپسی اور کوکا کولا ہوں یا بروک بانڈ اور لپٹن چائے ہو' سگریٹ ولز کے ہوں یا کسی دوسری کمپنی کے' واشنگ پاؤڈر اور صابن وغیرہ' ملٹی نیشنل کمپنیاں اپنی دیدہ زیب تشہیر' کروڑوں کے انعامات اور عمرے کے ٹکٹ کے لالچ کے ساتھ' یہود کی مسلم دشمنی کے لئے مال بناتی ہیں۔ مسلمان عمرے کے ٹکٹ لے کر' لاکھوں کے نقد انعامات لے کر' یا خواتین "بندوں کے تحفہ سے" خوش ہو جاتے ہیں۔

امریکی سی آئی اے کی رپورٹ پر مبنی روزنامہ نوائے وقت لاہور 5 اپریل 2002ء کی ایک چشم کشا خبر ملاحظہ فرمائیے:

''دنیا بھر کے مسلمان روزانہ 96 لاکھ ڈالر اسرائیل کو دیتے ہیں (CIA)۔ دنیا کی سب سے بڑی سگریٹ ساز کمپنی کے مالکان یہودی ہیں۔ منافع اسرائیل کو جاتا ہے۔

کراچی (اے این این) دنیا بھر کے مسلمان سگریٹ نوشی اور کولڈ ڈرنکس کی مد میں روزانہ 96 لاکھ ڈالر اسرائیل کو ادا کر رہے ہیں۔ یہ بات امریکن CIA کی جاری کردہ رپورٹ میں بتائی گئی ہے جو انٹرنیٹ پر CIA کی ویب سائٹ پر موجود ہے۔ رپورٹ کے مطابق دنیا کی سب سے بڑی سگریٹ ساز کمپنی فلپس مورس ہے جس کے مالکان یہودی ہیں۔ یہ کمپنی اپنے منافع کا 12 فیصد بطور عطیہ اسرائیل کو دیتی ہے۔ مسلم دولت سے تقریباً 800 ملین ڈالر روزانہ فلپس مورس کو جاتا ہے جس میں کمپنی کا اوسطاً منافع 10 فیصد یعنی 80 ملین ڈالر روزانہ ہے' اس کا 12 فی صد 9.6 ملین یعنی 96 لاکھ ڈالر بنتے ہیں۔ اس کے علاوہ کولڈ ڈرنکس کی مد میں بھی لاکھوں ڈالر اسرائیل کو مل رہے ہیں۔''

ہمیں اپنے مسلمان ہونے کا شعور ہو اور اسلام کے دشمنوں سے ان کے طریقہ واردات سے آگاہی ہمارا مقدر بن جائے تو بالیقین حمیت و غیرت ہمارا سرمایہ ہو سکتی ہے۔ ہم مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں' اسلام دشمنوں کو کوستے ہیں مگر مالی وسائل انہیں خود فراہم کر کے حمیت و غیرت مندی کی نفی بھی کرتے ہیں بلکہ اس سے چند قدم آگے بڑھ کر ان کے اسلام دشمنی کے مشن میں معاون و مددگار بنتے ہیں۔ کبھی دانستہ تو کبھی نادانستہ۔ لحہ بھر کو سوچیئے

☆ ☆

کہ کیا عملاً ایسا نہیں ہے۔

ہم مسلمان، ملٹی نیشنل کمپنیوں سے بھاری معاوضے لے کر اخلاق سوز اشتہار بازی کے ماڈل بنتے ہیں۔ ہمارے اخبارات و رسائل، ریڈیو، ٹی وی ان اشتہارات کو عوام تک صرف بیسوا کی طرح پیسے کے لالچ میں پہنچاتے ہیں اور کوئی بھی کسی سطح پر یہ سوچنے کے لئے تیار نہیں کہ اسلام دشمن ایک تیر سے کئی شکار مار رہے ہیں مثلاً پہلا شکار ماڈل اور ان کے اہل خانہ، کہ اخلاق و کردار کو گہرا دفن کر کے وہ ماڈرن بننے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ میڈیا کے کارپرداز جو تشہیر کے سارے عمل میں ملوث ہوتے ہیں، اخلاقی گراوٹ میں ''حسب توفیق'' مبتلا ہو جاتے ہیں۔ تشہیر کے نتیجے میں معیار کے مارے فضول خرچی کرتے بلا ضرورت خریداری سے مہنگائی میں اضافے اور خریداری نہ کر سکنے والوں میں احساسِ محرومی و کمتری کا سبب بنتے ہیں۔

انعامی سکیمیں معاشرے میں حلال و حرام کی تمیز ختم کر کے قوم کو جواری بناتی ہیں کہ ہر کوئی لاٹری نکلنے کے لالچ میں اندھا بلا ضرورت خریداری کر رہا ہے۔ انعام کے لالچ میں نہ کوئی معیار دیکھتا ہے اور نہ ہی قیمت کے آسمان پر ہونے کا شاکی ہے۔ تمباکو اور دوسری گھٹیا اشیاء پر انعامات سے لے کر نت نئے ماڈل کی گاڑیاں نیلام چڑھتی ہیں اور غریب قوم بنکوں سے سودی قرض لے کر اپنی ''ضروریات'' پوری کرتی ہے۔ اخلاق و کردار اور معیشت کی تباہ کاری کے بدلے یہودی سرمایہ دار اسرائیل کو مضبوط کرتے ہیں۔

کیا حمیت و غیرت اسی چیز کا نام ہے کہ بھارت سے گذشتہ 55 سال سے ملکی سطح پر دشمنی چلی آ رہی ہے اگرچہ بنیا اس سے پہلے بھی کبھی مسلمان کا دوست نہ تھا۔ 55 سال میں عملاً 3 جنگیں لڑ چکے ہیں۔ اس کی ریشہ دوانیوں اور اپنوں کی وطن فروشی کے سبب نصف وطن گنوا چکے ہیں۔ گذشتہ چار پانچ ماہ سے دونوں ممالک کی مسلح افواج سرحدوں پر آمنے سامنے کسی بھی لمحے الجھنے کی حالت میں ہیں اور ہمارے گھروں میں وی سی آر پر بھارتی فلمیں دیکھی جا رہی ہیں، بھارتی گانوں سے دل بہل رہے ہیں۔

☆ ☆

☆ ☆
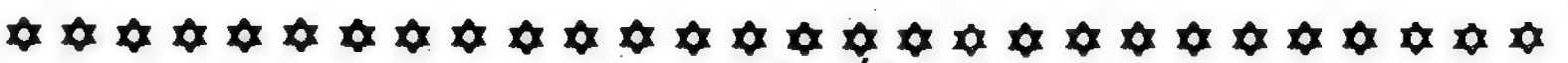
کیا یہی قومی غیرت وحمیت ہے کہ ہر شہر' قصبہ کے ویڈیو سنٹروں پر بھارتی فلموں کے کیسٹوں کی بھرمار ہے کہ قوم کی ''انتہائی طلب کے ہاتھوں'' ویڈیو کیسٹ کے دکاندار بھارتی کیسٹ رکھنے پر ''مجبور'' ہیں۔ بھارتی بلیڈ اور نہ جانے کیا کیا ہماری مارکیٹوں میں بھرا پڑا ہے۔ جس کی تجارت سے حاصل ہونے والا بنیئے کا منافع اگنی' پرتھوی میزائل کی صورت میں اہل وطن کو تہس نہس کرنے کے لئے اپنے اڈوں پر کسی ''بزن'' کا منتظر ہے۔ اسرائیل کے دنیا میں پھیلے یہودی اپنے معاشی حربوں سے مسلمان ممالک سے جو سرمایہ سمیٹتے ہیں اس کا کچھ حصہ بھارت کی امداد پر مسلم دشمنی کی غرض سے بھی صرف ہوتا ہے۔ غور کیجئے کہ اخلاق و کردار پر کاری ضرب لگانے والے ناچ گانے کے پروگراموں کی سپانسر یہی یہودی ملٹی نیشنل کمپنیاں کیوں ہیں؟

کہا جا سکتا ہے کہ ہم قوم کو جس بائیکاٹ پر اکسا رہے ہیں اس کے ردعمل میں اگر تمام غیر مسلم ممالک ہماری مصنوعات کا بائیکاٹ کر دیں تو اسلامی جمہوریہ پاکستان کی معیشت ''تباہ'' ہو جائے گی۔ اہلِ وطن کی زندگی اجیرن ہو جائے گی۔ ملک اقوامِ عالم سے کٹ کر یکا و تنہا رہ جائے گا۔ ہمارا جواب سادہ سا ہے کہ ''جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی اس رزق سے موت اچھی۔''

حمیت و غیرت جس قوم کا مقدر بن جائے' کوئی بائیکاٹ اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ ہماری حمیت و غیرت اور احساس و شعور کی موت کے شواہد ہمارے چاروں جانب بکھرے پڑے ہیں۔ ہماری مصنوعات ہر لحاظ سے بین الاقوامی معیار کی ہیں۔ یہاں سے غیر ملکی ملٹی نیشنل کمپنیاں سستے داموں خرید کر اپنی مہریں لگا کر ''میڈ اِن جرمنی'' ''میڈ اِن فرانس'' ''میڈ اِن یو۔ایس۔اے'' اور ''میڈ اِن یو۔کے'' کے بعد وہی ہمیں مہنگے داموں فروخت کرتی ہیں اور ہماری عقل کا اندھا پن' ہمارے احساسِ کمتری کا شاہکار کہ ان مصنوعات کی کوالٹی کے لئے کسی پاکستانی سرٹیفکیٹ پر فخر کرنے کی بجائے ''امریکی ایوارڈ یافتہ'' ''برطانوی ایوارڈ یافتہ'' پر فخر

☆ ☆

کرتے ہیں۔

لمحہ بھر رکئے اور غور فرمائیے کہ کیا عملاً ہماری حالت اس شعر کے مصداق تو نہیں ہے:

اغیار سے ڈھونڈتے پھرتے ہیں مٹی کے چراغ
اپنے خورشید پہ پھیلائے ہیں سائے ہم نے

اگر ہماری غیرت وحمیت کروٹ لے ہی لے اور ہم دشمن کی مصنوعات کا بائیکاٹ کردیں تو کیا ملک میں پیپسی' کوکا کولا وغیرہ کا نعم البدل مشروب میسر نہیں ہے؟ کیا ایریل اور ویر چکر جیسا واشنگ پاؤڈر ملکی کمپنیاں فراہم نہیں کرسکتیں؟ کیا چائے اور سگریٹ کا متبادل ملک میں تیار نہیں ہوسکتا؟ بلکہ اس اسراف سے تو جس قدر بچا جاسکے بچنا چاہیے۔

جو قوم ایٹم بم اور غوری میزائل بنا سکتی ہے' جس قوم کی صلاحیت سے امریکہ و یورپ یا دیگر ممالک استفادہ کر رہے ہیں' کیا وہ ان صلاحیتوں کے استعمال سے' ملکی معدنی اور زرعی وسائل سے ہمیں غیروں کی غلامی سے نجات نہیں دلا سکتے؟ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں نمک سے یورینیم تک' لوہے سے سونے تک' سبزیوں سے خوردنی اجناس تک ہر چیز وافر موجود ہے۔

ملک میں اگر کسی چیز کی حقیقتاً کمی ہے تو وہ مقصدِ حیات پر اَن مٹ ایمان رکھنے والی قیادت کی کمی ہے۔ حکمران طبقہ گورے صلیبیوں کی ہر بات پر' ہر پالیسی اور ہر حکم پر بلا چوں و چراں بچھتا گیا کہ اس کی تعلیم و تربیت لارڈ میکالے کے نظامِ تعلیم پر ہوئی تھی۔ حکمران طبقہ محروم رہا تو مقصدِ حیات سے ہم آہنگ تعلیم سے۔ اپنے خالق کی پہچان اور خالق کے فرامین پر عمل سے کہ حقیقی تعلیم مقدر نہ بنی۔

حمیت و غیرت کا سرچشمہ خالق کے ساتھ تعلق سے مشروط ہے۔ عرب معاشرہ بعثتِ نبوی ﷺ سے قبل حمیت وغیرت کی حقیقت سے ناواقف حمیتِ جاہلیہ پر فخر کرتا تھا۔ بعینہٖ اس طرح جس طرح آج مسلم قیادت گمراہ رویے پر فخر کرتی ہے' مطمئن ہے اور اپنے عقل کل

ہونے پر اسے بطور دلیل پیش کرتی ہے۔ سرور دو عالم ﷺ کے ذریعے جب قرآن حکیم اس معاشرے کا مقدر بنا اور قرآن کریم کو سمجھ کر عمل کی سعادت اس معاشرے کا مقدر بنی تو دنیا نے غیرت وحمیت کا انوکھا معیار دیکھا۔

آج یہودی' نصرانی اور بھارتی بنیا ہمارا دشمن ہے۔ ہم میں سے کوئی بھی بے حمیت و بے غیرت کہلوانا بدترین گالی سمجھتا ہے۔ مگر حمیت وغیرت کا ہر دعویدار اسی عطار کے لونڈے کی دہلیز پر کھڑا ہے' نہ جھجک ہے اور نہ شرم وحیا چہرے پر ہے۔ ٹی وی کا بٹن دبائیں تو ملٹی نیشنل کمپنی کے لکس سٹائل پر فاحشہ فن کا مظاہرہ کر رہی ہے تو اس کے دلدادہ مرد و زن اس کی آواز پر جھومتے تالیاں بجاتے دیکھے جاتے ہیں۔ فاحشہ کہہ کر ہم نے کسی کو گالی نہیں دی۔ اسلام نے ایسے ہر پروگرام کو قرآنِ حکیم کی زبان میں فواحش کہا ہے لہذا ایسے کاموں میں مشغول مرد و زن اسی طبقہ میں شمار کئے جاتے ہیں۔

اگر من حیث القوم ہم واقعی بے حمیت و بے غیرت اور بے حس کہلوانا نہیں چاہتے کہ یہ بدترین گالی ہے تو ہمیں مکمل شعور کے ساتھ پیپسی' کوکا کولا جیسے مشروبات' ایریل (شیرون)' بھارتی ویل چکر جیسے واشنگ پاؤڈر' اعلیٰ بیوٹی سوپ اور کریم' بھارتی ویڈیو فلموں' گانوں اور بلیڈوں' غرض دشمنوں کی تمام تر مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کرنے کی تحریک چلانی چاہئے اور پوری قوت سے' پورے جوش و جذبے سے یہ نعرہ قوم کو دینا چاہئے' اس پر عمل کروانے کے لئے کمر بستہ ہونا چاہئے کہ **"Be Pakistani Buy Pakistani"** پاکستانی بنو' پاکستان مصنوعات خریدو۔ پاکستانی مصنوعات کوالٹی میں کسی سے کم نہیں ہیں۔ ہماری طلب اور توجہ یا سرپرستی معیار کو مزید بہتر بنا دے گی۔ اور اس نعرے کا دوسرا حصہ ہے ''سادہ زندگی اور کفایت شعاری'' پھر دشمن لاکھ پابندیاں لگائے' بحران پیدا کرنے کی کوشش کرے' ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ ہماری غیرت سلامت' ہماری آزادی سلامت۔

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

03/08/03

مذہبی انتہا پسندی اور دہشت گردی!

مذہبی انتہا پسندی اور دہشت گردی ہر دور میں ہر قوم کا مقدر رہی ہے مگر مسلمہ امریکی دہشت گردنے اسے کئی گنا بڑھا چڑھا کر دنیا کے سامنے پیش کیا۔ یہود کے ایما پر جس طرح اسے مسلمانوں کے کھاتے میں ڈالا گیا' زندہ ضمیر کو اس سے گھن آتی ہے۔ مسلمانوں میں مذہبی دہشت گردی تلاش کرنے والے اپنے ماضی کو فراموش کیے بیٹھے ہیں۔ حالیہ دور میں آئرلینڈ میں مذہبی انتہا پسندی کے کرشمے بھی ان کی نظروں سے اوجھل ہیں۔

اسلام امن و آشتی کا مذہب ہے جس نے عرب معاشرے سے بدترین دہشت گردی کا عملاً خاتمہ کر کے خطہ عرب میں ایسا پرسکون اور خوشحال معاشرہ تشکیل دیا کہ تاریخ اس جیسا پرامن معاشرہ سامنے لانے سے قاصر ہے۔ مدینہ کے یہود مسلمانوں کے خلاف دہشت گردی کو انگیخت کرنے میں مصروف دیکھے جاتے رہے تا آنکہ انہیں نکال باہر کیا گیا جس پر وہ زخمی سانپ کی طرح انتقام پر تل گئے۔ افغانستان کا امن آج کے دور کی حقیقت تھی۔

یمنی عبداللہ بن سبا نے منافقت کے لبادے میں حضرت عثمانؓ سے جس دہشت گردی کو خوامخواہ اسلام کے کھاتے میں ڈالا اور پھر اسے مختلف موڑ دیتا خلافت راشدہ کے اختتام تک لے گیا۔ اس کا اسلام اور مسلمانوں سے دور کا بھی واسطہ نہ تھا۔ یہودی ہتھکنڈوں نے دہشت گردی سے بے شمار صحابہ کرامؓ کو شہید کروایا اور بعد میں حسن بن سبا اسی کے مشن کو آگے بڑھاتا رہا۔ تاریخ سب کچھ محفوظ کیے ہوئے ہے۔

مذہبی انتہا پسندی اور دہشت گردی کا بیج حسن بن سبا کے ساتھ ختم نہ ہو گیا بلکہ اس

کی ذریت اسے آج بھی تازہ بہ تازہ رکھنے کے لئے مصروف عمل ہے۔ اس کی ایک مثال مؤقر جریدہ ''اردو ڈائجسٹ'' لاہور کی ایک سابقہ اشاعت سے آپ کے سامنے رکھتے ہیں جو اس پوری صورت حال کو سمجھنے میں ممد و معاون ہے۔ ہم یہاں اس روداد کا خلاصہ دے رہے ہیں:

☆ ''تقسیم ہند سے قبل ہندوستان کی ایک ریاست میں ایک انگریز فوجی افسر تعینات تھا جو راجہ صاحب والئی ریاست سے بہت قریب تھا۔ تقسیم ہند کے بعد وہ واپس انگلینڈ چلا گیا۔ راجہ صاحب جب کبھی انگلینڈ جاتے اس سے ملاقات ہوتی۔

کئی سال پیشتر راجہ صاحب انگلستان گئے تو حسب سابق اس انگریز افسر سے ملاقات ہوئی۔ اس نے راجہ صاحب کو سیر کی دعوت دی تو راجہ صاحب نے کہا کہ اکثر یہاں آتا رہتا ہوں۔ سارا انگلستان دیکھا بھالا ہے کوئی نئی چیز ہو تو دیکھیں۔ انگریز افسر دوسرے دن آنے کا وعدہ کر کے چلا گیا۔

دوسرے روز وہ آیا تو کہنے لگا کہ راجہ صاحب آپ کو نئی چیز دکھا سکتا ہوں مگر اس شرط کے ساتھ کہ آپ کو میری گاڑی میں چلنا ہوگا۔ آپ آنکھیں اور کان کھلے رکھیں گے مگر زبان بند رہے گی؛ سوال و جواب واپس پہنچ کر ہوں گے، وہاں مکمل احتیاط کی جائے گی۔

اس وعدے کے ساتھ راجہ صاحب انگریز افسر کے ساتھ اس کی گاڑی میں روانہ ہو گئے۔ آبادی سے 14، 15 میل دور ایک جنگل کے باہر خستہ سی عمارت کے پاس ایک گاڑی کھڑی تھی۔ اس کے ساتھ گاڑی پارک کر کے انگریز میزبان نے راجہ صاحب کو دوسری گاڑی میں بیٹھنے
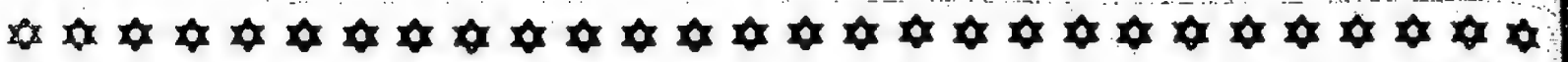
کو کہا اور پھر یہ گاڑی گھنے جنگل میں داخل ہو گئی۔ چند میل کی مسافت طے کرنے پر ایک پرانی قلعہ نما عمارت کے باہر گاڑی روک کر دونوں حضرات اندر داخل ہو گئے۔

راجہ صاحب دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اس الگ تھلگ مقام پر صاف ستھرا مختلف انداز کا عربی لباس پہنے نوجوان قرآن وحدیث وفقہ کی تعلیم میں مصروف ہیں۔ کسی کا گترا (رومال) سرخ ہے' کسی کا سفید ہے تو کسی کا سبز ہے۔ الگ الگ ٹولیوں کی شکل میں تعلیم وتعلم جاری ہے۔

کچھ وقت گذار کر واپس ہوئے' جنگل سے نکل کر جب وہ انگریز بہادر کی کار میں بیٹھے تو راجہ صاحب صبر نہ کر سکے اور تفصیل پوچھی۔ انہیں بتایا گیا کہ ان میں سے کوئی بھی مسلمان نہیں ہے یہ سب یہودی یا عیسائی ہیں۔ انہیں جس جس عرب علاقے میں بھیجنا مقصود ہے' وہاں کا مخصوص لباس اور مخصوص لہجہ اپنانے کے ساتھ ساتھ قرآن وسنت وفقہ کی تربیت دی جاتی ہے۔ مسلمانوں کے متنازعہ مسائل کو اچھالنے اور خلیج وسیع سے وسیع تر کرنے کی تربیت پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ مہارت حاصل کرنے پر کوئی کویت میں داخل ہوگا تو کوئی سعودی عرب میں جہاں اختلافی مسائل کو یہ ہوا دیں گے۔" ☆

یہ تو تھی اخباری رپورٹ مڈل ایسٹ میں لمبے قیام کے دوران راقم الحروف کا ذاتی تجربہ بھی اس سے مختلف نہیں ہے۔ فرق صرف شعبہ جات کا ہے سلطنت اومان کے صوبہ ظفار مین ایک برطانوی فوج کے کپتان بطور اسسٹنٹ ڈائیریکٹر زراعت خدمات سرانجام دے تھے۔ عمانی لہجے میں اس روانی کے ساتھ عربی بولتے تھے کہ عمانی بھی انگشت بدندان رہ جاتے تھے۔

گورنر ظفار کے ہاں ایک امریکن پرائیویٹ سیکرٹری تھے جو انگریزی کی بجائے عربی پڑھنے' لکھنے' بولنے اور ٹائپ کرنے پر قدرت رکھتے تھے۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب 70 کی دہائی میں اومان اور یمن کے بارڈر پر کشیدگی تھی اور اومانی سرحد پر کیمونزم روکنے اور سعودی عرب کو بچانے کے نام پر سعودی عرب سے ملنے والی خطیر امداد برطانوی تجوریوں میں چلی جاتی تھی۔

گویا سیاسی سطح پر دہشت گردی کو جنم دینے کے بعد اسے بھڑکائے رکھ کر امداد سمیٹتے رہنے کا ذریعہ کیپٹن مائک بٹلر اور گورنر کے اس سیکرٹری جیسے لوگ تھے۔ انہوں نے اس پرامن علاقہ میں دہشت گردی کو جنم دیا اور مقامی آبادی کو ''تربیت'' دی۔ صوبہ ظفار کا کم وبیش ہر بدو کندھے پر خودکار رائفل رکھے گھومتا تھا۔ ایک بار 4 نہتے پاکستانی مزدور اس عملی دہشت گردی کا نشانہ بنے۔

- مذہبی انتہا پسندی کا بیج بونا' پھر اس کی آبیاری کرنا اور اسے تناور درخت بنا کر ہر شاخ کو دہشت گردی میں ڈھالنا یہود و نصاریٰ کے لئے کامیابی کی ضمانت ہے۔ دونوں چیزیں ان کے اہداف کی منزل کو قریب سے قریب تر کرتی ہیں۔ ہم یہ بات کسی مفروضے کی بنیاد پر یا محض تہمت کے نقطہ نظر سے نہیں کہہ رہے بلکہ وہ خود اس امر کی گواہی دیتے ہیں۔

> ☆''ان اقدامات کی بنیاد پر ہم قدم بہ قدم' لمحہ بہ لمحہ (دہشت گردی سے) سب کچھ تباہ کر دینگے۔''☆ (Protocols-10:17(10))
>
> ☆''اقوام عالم کو اگر ہم سکھ کا سانس لینے کے لئے لمحات اور خطہ بخش دیں تو یہ کیسا رہے گا؟ مگر ایسا کبھی نہ ہو گا۔''☆ (Protocols-10:20(13))

یہ دعویٰ ہے یہود کا جو ہر جگہ حقیقی منصوبہ ساز ہیں۔ یہ مذہبی انتہاپسندی اور دہشت

☆ ☆

گردی کے حقیقی خالق اور نصاریٰ کے تربیت کنندگان ہیں۔ اب آپ نصاریٰ کے سرخیل اور عالمی دہشت گرد امریکی سی آئی اے کی منصوبہ بندی ملاحظہ فرمائیے۔

☆ ''......ان سے نبٹنے کے لئے ہم متبادل حل کے طور پر مندرجہ ذیل ذرائع اختیار کرنے کی تجویز پیش کرتے ہیں:۔

i) مکمل خاتمے کے بجائے جزوی خاتمے پر اکتفا کیا جائے صرف ان راہنما شخصیات کو ختم کیا جائے جو دوسرے ذرائع جن کا ہم ذکر کرنے والے ہیں قابو میں نہیں آئیں۔ ہم اس بات کو ترجیح دیتے ہیں کہ ان شخصیات کا خاتمہ ایسے طریقوں سے کیا جائے جو بالکل طبعی اور فطری ہوں۔ (مثلاً فضائی یا زمینی حادثے۔ ارشد)

ii) ان (دینی و سیاسی) کی قیادتوں کو باہمی شکوک وشبہات سے باہم ٹکرا کر اختلافات کی خلیج کو وسیع سے وسیع تر کیا جائے تاکہ باہمی سرپھٹول سے ان کے لئے تعمیری کام ممکن نہ رہے۔

iii) مذہبی فروعی اختلافات کی خلیج کو وسیع سے وسیع تر کرتے رہنے پر توجہ دی جائے۔ نوجوان ذہنوں پر خصوصی توجہ دی جائے۔ (ماضی کے سپاہ محمد اور لشکر جھنگوی اور بعض طلبا تنظیموں کی مثال سامنے رکھیں۔ ارشد)'' ☆ (اقتباس خط رچرڈ بی مچل)

سی آئی اے جو امریکہ کی عالمی دہشت گرد جاسوسی تنظیم ہے اس کے ایک ذمہ دار افسر نے ایک مسلمان ملک میں اپنے نمائندے کو جو طویل خط لکھا تھا (بشکریہ ''الدعوہ'' کویت) اس کا صرف ایک حصہ اختصار کی مجبوری سے آپ کے سامنے رکھا ہے۔ اب آپ ہی کہئے کہ اہم شخصیات کو راستے سے ہٹانے کے لئے (''طبعی'' اور ''فطری'') کاروائی دہشت

☆ ☆

گردی نہیں تو اور کیا ہے؟ مذہبی فروعی اختلافات کی خلیج مذہبی انتہا پسندی نہیں تو اور کیا ہے؟

یہ درست کہ کارندے متعلقہ ملک سے لئے جائیں گے۔ میر جعفر و میر صادق باہر سے تو نہیں آئے تھے۔ اسی طرح اسرائیلی ''موساد'' بھارتی ''را'' امریکی ''سی آئی اے'' یا ''ایف بی آئی'' اور روسی ''کے جی بی'' کے اپنے تو صرف نگران اور منصوبہ ساز ہی ہر ملک میں ہیں۔ منصوبہ پر عمل کرنے کے لئے دینی سیاسی جماعتوں میں ''گھس بیٹھیے'' ایجنٹ تو اسی ملک کے بے ضمیر و بے حمیت ہوس پرست نسل ہے۔ جو فی الاصل اس ملک کی نہیں۔

دشمن کے زرخرید بے ضمیر و بے حس ایجنٹ بظاہر مسلمان قرار دیئے جاتے ہیں حالانکہ ان کا اسلام اور مسلمان سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔ دوران حج' دوران طواف و سعی حاجی حضرات کی جیبیں کٹ جاتی ہیں کیا یہ کام حاجی کرتے ہیں؟ نہیں بلکہ حاجی کے بھیس میں جیب کترے اور لٹیرے یہ کام کرتے ہیں بعینہ اسی طرح مذہبی انتہا پسندی اور دہشت گردی کے خالق یہود اور عالمی نصاریٰ ہیں جبکہ بعض 'معمول' مسلمان کہلوانے والے ہیں۔ ایسے ایجنٹ لاکھ کہیں' ملک سے ان کا کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی دین سے ہے۔

اندلس میں ناعاقبت اندیش ابوعبداللہ کے کلیسا کے سامنے کلمہ اطاعت کہنے کے بعد پیروان کلیسا نے جس مذہبی دہشت گردی کا ریکارڈ قائم کیا تھا اسے ماضی کا قصہ پارینہ کہہ کر نظر انداز کر دیجئے مگر آج صبح کی بی بی سی (BBC) کی اس خبر کو آپ کس کھاتے میں ڈالیں گے جس میں بتایا گیا ہے کہ بش اور بلیئر کی ذریت IRA کے' مذہبی انتہا پسندی کی تربیت دینے کا مرکز آئرلینڈ میں پولیس چھاپے کی زد میں آیا ہے۔ آئرلینڈ میں کیتھولک اور پروٹسٹنٹ دونوں ہی پیروان مسیح ہونے کے دعویدار ہیں جو امن و آشتی کا پیغام لائے تھے۔

پاکستان میں مذہبی انتہا پسندی کی (Roots) کمین گاہیں تلاش کرنے والے اپنی چارپائی کے نیچے اگر جھانک سکتے تو برطانیہ' امریکہ' اسرائیل اور بھارت کے علاوہ روس تک

میں مذہب اور کیمونزم کے نام پر انتہا پسندی اور دہشت گردی کے بکھرے شواہد اس کثرت سے ملتے کہ نیندیں حرام ہو جاتیں مگر نیند تو ضمیر کے جاگنے کے ساتھ مشروط ہے بے ضمیر کا جب ضمیر ہی مر چکا ہو تو نیند کا کیا سوال۔

بھارت کے احمد آباد میں گذشتہ نصف صدی سے تسلسل کے ساتھ جو ہو رہا ہے وہ اگر مذہبی انتہاپسندی اور دہشت گردی نہیں تو کیا ہے؟ مقبوضہ کشمیر میں 7 لاکھ بھارتی فوج منظم انداز میں جو کچھ روا رکھے ہوئے ہے اسے آپ کس نام سے پکاریئے؟ ارض فلسطین میں اسرائیلی فوج جس طرح روزانہ کئی بے گناہوں کے خون سے ناشتہ کرتی ہے عالمی ضمیر اسے دہشت گردی کہتے گھبراتا ہے کہ وہ یہود کے ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف کا مقروض ہے۔ سچائی مستقبل کے قرضوں کا راستہ بند کر دے گی۔ سودی قرض کے چنگل میں آ کر ضمیر کیسے زندہ رہ سکتا ہے۔

برطانیہ کے کئی شہروں میں جب غنڈے منظم انداز میں غیر برطانوی لوگوں کے محلوں میں یلغار کرتے ہیں تو وہ بھی دہشت گردی نہیں ہے کہ مہذب ملکہ برطانیہ کے ملک کا ہر برطانوی ''مہذب'' ہے۔ بعینہ اسی طرح امریکہ میں 11 ستمبر کے خودساختہ وقوعے کو بہانہ بنا کر اسلام اور مسلمانوں کی تضحیک' ان کی مساجد کی بے حرمتی اور جان و مال کا اتلاف بھی نہ مذہبی انتہاپسندی ہے اور نہ ہی دہشت گردی ہے کہ بش اور اس کا ملک ہر مہذب سے بڑھ کر ''مہذب اور شائستہ'' ہیں جس کا ذائقہ ماضی میں صدر پانامہ اور دوسرے بہت سے چکھ چکے ہیں۔ جس ''تہذیب و شائستگی'' پر افغانستان اور عراق کا بچہ بچہ گواہی دے رہا ہے بلکہ افغانستان کا دشت لیلی اور عراق کا میدان کربلا ریت میں دبی لاشوں کے ساتھ گواہ ہے۔ ایسے ''مہذب اور شائستہ'' چشم فلک نے کب دیکھے ہونگے؟

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ''مذہبی انتہاپسندی'' کو ''را'' ''موساد'' اور سی آئی اے'' نے جنم دیا۔ انتہاپسندی کی تربیت کے لئے نرسریاں ان کی منصوبہ بندی سے اور ہمارے

بڑوں کی غفلت سے منظم ہوئیں۔ عبداللہ بن سبا کی اولاد دونوں کیمپوں میں موجود رہی اہل وطن اس بات پر گواہ ہیں انتہائی غیر معروف کاغذی تنظیموں کے نام سے اختلافی مسائل پر حقوق کے مطالبوں پر مبنی پوسٹر راتوں رات دیواروں پر لگتے اور پھر 15' 20 دن اسی طرح کے نام نہاد کاغذی تنظیموں کے طرف سے جوابی حملے پر مبنی پوسٹر لگتے جو قوم میں بے چینی پیدا کرتے۔

ہم یہ بات کسی مفروضے کی بنیاد پر نہیں کہہ رہے عرصہ سے سرائیکی صوبے کے مطالبہ پر مبنی ایک اشتہار ہم نے سنبھال رکھا ہے جس پر کسی فرد کا نام نہیں ہے بلکہ یہ وجود نہ رکھنے والی تنظیم کی طرف سے ہے۔ یہی کچھ بارشوں میں اگی بے شمار کھمبیوں جیسی ایک ایک فرد پر مشتمل دینی سیاسی جماعتوں کا ہے جن کے نام استعمال کر کے اتحاد امت پارہ پارہ کیا گیا ہے اور بدستور کیا جا رہا ہے اور جس طرف کسی کا دھیان نہیں ہے۔

آج ضرورت ہے کہ پوری شدت کے ساتھ ''مذہبی انتہا پسندی'' اور ''اسلامی دہشت گردی'' کہنے والوں کا دلائل سے منہ بند کیا جائے۔ انہیں آئینہ دکھایا جائے تاکہ وہ اپنے مکروہ چہرے دیکھ کر منہ بند کر سکیں۔ معذرت خواہانہ رویہ بزدلی ہے اور یقین کیجئے اسلام بزدلوں اور نامردوں کا مذہب نہیں ہے۔ اسلام کی جھولی میں سچائی ہے اور سچائی کبھی بزدل نہیں ہوتی۔

☆......☆......☆

تم نے بوئے بے نوا صحرا نشینوں کے خیام
تم نے لوٹی کشتِ دہقاں' تم نے لوٹے تخت و تاج!
پردۂ تہذیب میں غارت گری' آدم کشی
کل روا رکھی تھی تم نے' میں روا رکھتا ہوں آج!

(اقبالؒ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

31/03/03

''فرینڈلی فائر'' کا اگلا ٹارگٹ کون؟

کیا امریکہ کے نزدیک پاکستان برائی کا محور ہے؟

فرینڈلی فائر (Friendly Fire) کے بقیہ ٹارگٹ کون کون سے ہیں' ان میں سے کون سرِ فہرست ہے' کون نمبر 2 پر ہے اور کس کا تیسرا نمبر ہے' آج کل زیرِ بحث ہے۔ Friendly Fire کی اصطلاح ہم نے تخلیق نہیں کی بلکہ یہ خود امریکہ بہادر نے اپنے اتحادیوں کو مارتے متعارف کرائی ہے۔ مثلاً فرینڈلی فائر سے امریکہ کے جیالوں نے گیارہ روزہ اپریشن میں کئی بار اپنے اتحادی برطانوی فوجی ''عراقی وحشت'' سے بچاتے ''بلا اذیت موت'' سے دوچار کئے' کویت' سعودیہ اور ترکی پر اس کے میزائلوں کی بارش بھی Friendly Fire کے سوا کچھ نہ تھی۔ اور تو اور خود عراق پر یلغار بھی تو فرینڈلی ٹارگٹ پر فائر ہی تو ہے کہ صدام کل امریکہ کا غلام تھا' دوست تھا۔

عراق سے نبٹ لینے کے بعد کس ''دوست'' کا نمبر ہے' اس پر دوستوں میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے مثلاً شمالی کوریا پہلے نمبر پر آنے کا خواہشمند ہے تو ایران دوسرے نمبر پر جبکہ اردن' شام اور سعودیہ اپنے لئے کسی سیریل نمبر پر متفق نہیں ہو سکے۔ یہ الگ بات ہے کہ امریکہ بہادر کے وزیر دفاع رمزفیلڈ نے اپنی طویل المدت منصوبہ بندی میں ہر کسی کا نمبر مقرر کر رکھا ہے اور ''گہرے دوست'' سے ادنی دوست تک کو فراموش نہیں کیا کہ ''دوستی کا حق'' ہر ''مفاد'' پر حاوی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اسلامی جمہوریہ پاکستان نصف صدی سے امریکہ کا دوست چلا آ رہا ہے۔ اگرچہ ماضی میں کئی بار فرینڈلی فائر کی زد میں آ کر لہولہو ہو چکا ہے مگر دوستوں کی ''معمولی گستاخیوں'' پر رواداری اور وسعتِ قلب ونظر نے ہمیشہ ہی فتح پائی ہے۔ 1965ء کی جنگ سے قبل کشمیر میں' 1965ء اور 1971ء کی جنگ میں پاکستان بار بار فرینڈلی فائر کا ٹارگٹ بنا' F-16 کی قیمت پیشگی دے کر اور بیار سویابین بدلے میں لے کر بہترین فرینڈلی ٹارگٹ ثابت ہو چکا ہے مگر ''مرد ہمت نہیں ہارتے''

11 ستمبر 2001ء کے بعد عالمی دہشت گردی کا قلع قمع کرنے کی خاطر اسلامی جمہوریہ پاکستان کو اس کے زیرک صدر کی بصیرت کے سبب فرنٹ لائن سٹیٹ (Front Line State) کا عالمی اعزاز نصیب ہوا۔ امریکہ سے فرینڈشپ مضبوط و مستحکم تو ہوئی ہی' ملکی معیشت کو ''استحکام'' ملا' چار چاند لگے اور ریکارڈ زرِمبادلہ کے ذخائر قوم کا مقدر بنے۔ امریکی ایوارڈ یافتگان کی خوش بختی کہ طرح اسلامی جمہوریہ پاکستان کے حکمران اس پر پھولے نہیں سماتے۔

جب بھی کسی کونے سے یہ صدا بلند ہوتی ہے کہ ''یار مار'' امریکہ کا اگلا فرینڈلی فائر ٹارگٹ اسلامی جمہوریہ پاکستان ہو سکتا ہے تو ملکی اعلیٰ قیادت بڑے وثوق و اعتماد سے عوام کو نوید مسرت سنا دیتی ہے کہ ہم چونکہ بش کے اتحادی ہیں' فرنٹ لائن سٹیٹ ہیں لہذا ہماری طرف تو کوئی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا۔ ''امریکی دوستی'' کے سبب سینہ دھرتی پر ہم سب سے زیادہ ''محفوظ'' ہیں۔ خصوصاً امریکہ کی فرنٹ لائن سٹیٹ ہونے کے ناتے۔ اعتماد کا یہ معیار انتہائی بلند ہے۔

عام تاثر یہ رہا ہے کہ ماضی میں یہ درست ثابت بھی ہوتا رہا ہے کہ افواج کا سپہ سالار صاحب بصیرت شخص ہوتا ہے اور بصیرت ہی کی بنیاد پر وہ میدان جنگ سے متعلق مستقبل میں پیش آنے والے مسائل کی منصوبہ بندی کرتا ہے۔ ماضی میں نانی دادی بچوں کو جب بھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کسی بادشاہ کی کہانی سناتی تو بادشاہ کے وزیر باتربیر کا ذکر ضرور ہوتا یعنی وزیر صاحب بصیرت ہوتے تھے مگر کمپیوٹر دور میں بصیرت کمپیوٹر کے سپرد کر دی گئی لہذا اب وزیراعظم کے لئے بھی بصیرت ضروری نہ رہی۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بصیرت پر صرف سرکار کی اجارہ داری نہیں ہے۔ اکثر غیر سرکاری شخصیات بھی صاحبِ بصیرت ہونے کی دعویدار ہیں ان کا کہنا ہے کہ امریکی "آزمودہ دوستی" پر اعتماد بلکہ اندھا اعتماد بصیرت کی نہیں جہالت کی علامت ہے۔ بڑے فرما گئے ہیں "آزمودہ را آزمودن جہل است"۔ امریکہ کی ہر دور کی قیادت مطلب پرست ثابت ہوئی جونہی ان کے اہداف پورے ہوئے انہوں نے "دوستوں" کو استعمال شدہ ٹیشو پیپر سے زیادہ وقعت نہ دی۔

روس کے خلاف جنرل ضیاء الحق بھی دوست تھا اور اسامہ بن لادن مع اپنے رفقاء کے۔ سبھی امریکہ کی آنکھ کے تارے تھے مگر روس سے نمٹتے ہی امریکہ نے ضیاء الحق سے نمٹ لیا اور 11 ستمبر 2001ء کو ورلڈ ٹریڈ سنٹر کو اپنی ایجنسیوں اور موساد کے اشتراک سے تباہ کر کے اسے بہانہ بناتے اسامہ بن لادن ملا محمد عمر مجاہد اور امارات اسلامی پر اپنا **Friendly Fire** آزمایا۔ وہاں سے فراغت پائی تو **Best Friend** صدام حسین فرینڈلی فائر کی زد میں ہے۔

امریکہ کے اس "درخشاں طوطا چشم" ماضی کو دیکھتے ہوئے اگر اسلامی جمہوریہ پاکستان کے صاحب بصیرت افراد اپنی سرکار کو یہ کہیں کہ مستقبل قریب میں آپ بھی اپنے "جگری یار" امریکہ کے **Friendly Fire** کا ٹارگٹ بننے والے ہیں تو ان کو بے عقل کا طعنہ دینا اپنی عقل کا ماتم کرنا ہے۔ ملک کے انتہائی باشعور سیاسی راہنما بار بار حکومت کو اس طرف توجہ دلا رہے ہیں کہ امریکہ پر انحصار امریکی وعدوں پر اعتبار ملک کی نیا ڈبونا ہے۔

بصیرت کی معمولی سی مقدار بھی اگر اسلامی جمہوریہ پاکستان کی کشتی کے کھیون

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہاروں کا مقدر ہو تو تازہ ترین یہی امریکی حکم ان کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے کہ "کہوٹہ ریسرچ لیبارٹریز کے لئے سامان کی ترسیل پر دو سال کے لئے امریکہ نے پابندی لگا دی"۔ "آزمائش کی ہر گھڑی میں آزمودہ" امریکی دوستی اور فرنٹ لائن سٹیٹ بننے کا تمغہ صاحب بصیرت قیادت کو 2 سالہ پابندی کی شکل میں ملا جو بلند و بانگ دعوے کرنے والوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

امریکہ اپنے دانشوروں اور "تھنک ٹینک" کے بوجھ بجھکڑوں کی زبان سے پاکستان کے خلاف نت نئے الزامات لگاتا اور دہراتا رہا ہے اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ امریکی مرد نما خاتون سفیر پاکستان میں بیٹھ کر پاکستان پر تیز و تند تنقید کے تیز برسا چکی ہیں۔ بھارت میں امریکی سفیر بھی خبثِ باطن کا برملا اظہار کرتے رہتے ہیں کیا اس صورت میں کسی خوش فہمی کی گنجائش رہ جاتی ہے۔ حسنِ ظن کی کس انتہاء کو حکمران چھونا چاہتے ہیں۔

اگر دو اور دو چار کی زبان میں ہم اپنا نقطہ نظر حکومت کے سامنے رکھنا چاہیں تو یوں کہا جا سکتا ہے کہ امریکہ کی نکیل یہود کے ہاتھوں میں ہے۔ امریکہ محض غلام ہے جس سے لئے جانے والے کام کی تمام تر تفصیلات صیہونیوں نے طے کر رکھی ہیں اور یہود کے نزدیک دنیا میں "پاکستان ان کا دشمن نمبر 1" ہے۔ اگر ہم یہ دونوں باتیں ثابت کر دیں تو یہ سمجھ لینے میں کوئی دقت پیش نہیں آتی کہ اور کوئی ہو نہ ہو عراق کے بعد "سب سے پہلے پاکستان" ضرور ہے۔

یہودؔ امریکہ کی گردن پر سوار، امریکہ کی داخلی اور خارجی پالیسی طے کرنے والے امریکہ کے اصل حاکم ہیں اور اپنے اہداف کی تکمیل کے لئے مسیحی ان کے مہرے اور غلام ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے، اس عنوان پر امریکہ کے گھر سے شہادت:

☆"...... میں نے کچھ عرصہ قبل لکھا تھا کہ امریکی وزیر خارجہ کولن پاول

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کے دورہ مشرقِ وسطیٰ سے اس سوال کی وضاحت ہو جائے گی کہ امریکہ کی خارجہ پالیسی کون کنٹرول کرتا ہے؟ امریکہ کے منتخب عوامی نمائندے یا پھر امریکہ میں موجود یہودیوں کی مضبوط اور موثر لابی؟ جواب ہمیں مل چکا ہے۔ اسرائیل ہی امریکہ اور اس کی خارجہ پالیسی کو کنٹرول کرتا ہے۔ اپنے دورۂ مشرق وسطیٰ میں کولن پاؤل کی قدر و قیمت میں کمی ائی جب اس نے خودکش حملوں میں ہلاک ہونے والے 6 اسرائیلیوں کی موت پر تو رنج و غم کا اظہار کیا لیکن اسرائیلی فوج کے ہاتھوں بے دردی سے قتل ہونے والے سینکڑوں نہتے فلسطینیوں کا ذکر تک نہ کیا......'' ☆

(The end of America's Prestigue)

امریکی صحافی کے بے لاگ تبصرہ کے بعد اس تجزیہ سے بھی استفادہ کیجئے:

☆ ''مسٹر پاول کی کمزوری' ان کی اعصابی ناتوانی اور ان کی بزدلی اسرائیل اور فلسطین کے درمیان ایک ایسی جنگ کے شروع ہونے کا سبب بن سکتی ہے جو ہمارے اندازوں سے کہیں زیادہ خوفناک ہوگی۔ مسٹر پاول' صدر بش اور اسرائیلی وزیراعظم ایریل شیرون کے ہاتھوں امریکہ کی ساکھ اور اعتبار کا جنازہ اٹھ چکا ہے۔ اب یہ بات کھل کر سامنے آ چکی ہے کہ اسرائیل ہی اس خطے میں امریکہ کی خارجہ پالیسی کو کنٹرول کرتا ہے۔ امریکی سیکرٹری آف سٹیٹ اسرائیل ہی کے نغمے الاپتا ہے......'' ☆ **(Robert Fisk "The Independent" London)**

مذکورہ دونوں اقتباسات اگرچہ وضاحت کے نقطۂ نظر سے کافی ہیں مگر قاری کی تشنگی دور کرنے کی خاطر ہم مزید شواہد سامنے لاتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
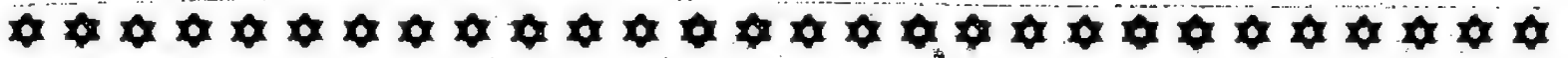
☆ ''اسرائیلی وزیر اعظم ایریل شیرون نے عربوں کے خلاف صد سالہ جنگ قرار دیا ہے اور اسے بھرپور طریقے سے لڑنے کا اعلان کیا ہے۔ وہ صد سالہ جنگ جو پوری دنیا کو اپنے شعلوں کی لپیٹ میں لے سکتی ہے' وہ جنگ کہ جس کے خلاف خود امریکہ کے اندر سے آوازیں اٹھ رہی ہیں مگر انہیں سننے والا کوئی نہیں۔ وہ جنگ جو روئے زمین پر انسانی تاریخ کی آخری جنگ بن سکتی ہے۔ ☆ (CNN Journalist, Roboert Novak, Nawa-i-Waqat, 24/08/02)

اوپر دیئے گئے تینوں اقتباسات یہ ثابت کرتے ہیں کہ اسرائیل یا بالفاظِ دیگر صیہونیت امریکہ کے سر پر سوار ہی نہیں بلکہ امریکی انتظامیہ کے جسموں کے اندر دوڑنے والے خون میں سرایت کر کے اسے اپنے راستے پر لگا کر ''من تو شدم تو من شدی'' کی کیفیت پیدا کر چکی ہے۔ امریکہ صیہونیوں کے ہاتھوں یرغمال ہو چکا ہے۔ جب امریکہ دیہود کے یک جان دو قالب کا ثبوت پختہ ہو جائے تو پھر یہ سمجھنے کے لئے فہم و فراست کی بڑی مقدار مطلوب نہیں کہ امریکہ' اسرائیل کے مفادات کے تحفظ کی جنگ لڑ رہا ہے۔

یہود کی خفیہ دیومالائی زبان قبالہ کے علامتی نشانات میں اگر امریکہ یعنی USA کو دیکھیں تو واضح طور پر جو کچھ سامنے آتا ہے وہ یہ ہے U✝S♠A✌ یعنی U امریکہ کو مسیحی ریاست ظاہر کرتا ہے تو S قطرہ خون کی علامت ہے اور A ہاتھ کی دو کھڑی انگلیوں سے V یعنی وکٹری کا نشان بناتا ہے۔ اسے یوں سمجھا جا سکتا ہے کہ ''مسیحی امریکی ریاست فتح کے لئے خون بہائے گی (یہ فتح کس کی ہوگی؟ امریکی پالیسی ساز یہود کی' جس پر موجودہ عراق جنگ گواہ ہے)''۔

اب آیئے اصل موضوع کی طرف کہ امریکہ کے ''فرینڈلی فائر'' کا اگلا ٹارگٹ پاکستان ہے یا نہیں ہے۔ عقلِ سلیم رکھنے والے فرماتے ہیں کہ دشمن کا دوست بھی دشمن ہی ہوتا

ہے اور دشمن کے دوست کو دوست سمجھنے والے احمقوں کی جنت میں رہنے والے ہوتے ہیں۔ امریکہ ہو یا اسرائیل' ان کا دوست مشترکہ' ان کا دشمن بھی مشترکہ' عقل تسلیم کرنے سے انکار کر دیتی ہے کہ اسرائیل کا دشمن امریکہ کا دوست ہو سکتا ہے یا امریکہ کا دشمن اسرائیل کا دوست ہو سکتا ہے۔

امریکہ کے 17 صدر صیہونی دہشت گرد تنظیم فری میسنز (Free Massons) کے باقاعدہ رکن رہے ہیں۔ برطانیہ کا شاہی خاندان صیہونیت کا سرپرست ہے کہ ارضِ فلسطین میں خاردار اسرائیلی پودہ برطانیہ ہی کی سرپرستی میں کاشت ہو کر نصف صدی میں پلتا بڑھتا اذیتناک درخت بن گیا ہے۔ ہالینڈ اور فرانس صیہونی سازشوں کے گڑھ ہیں اور ہم یہ کوئی اہم انکشاف نہیں کر رہے بلکہ اس حقیقت سے بے شمار اپنے پرائے آگاہ ہیں۔ سوئٹرز لینڈ میں عالمی سرمایہ ''محفوظ'' کرنے کے لئے ایک طرف بنک ہیں تو دوسری طرف نت نئی ادویات مارکیٹ میں لانے والے صیہونیت نواز ''محقق'' صبح شام مصروف عمل ہیں۔ جن کی یہود کے لئے ادویات الگ اور گوئم (غیر یہود) کو سپلائی کی جانے والی انسانی یا زرعی ادویات بدترین سائیڈ افیکٹس کی حامل ہوتی ہیں۔

صیہونی پاکستان سے کس قدر ''محبت'' کرتے ہیں اور ان کی نفرت کا گراف کس قدر اونچا ہے' اس کو درج ذیل اقتباسات کی روشنی میں دیکھئے:

☆ ''عالمی یہودی تحریک World Zionist Movement کو اپنے لئے پاکستان سے خطرے کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے اور پاکستان اس کا پہلا ہدف ہونا چاہئے کیونکہ یہ نظریاتی ریاست یہودیوں کی بقاء کے لئے سخت خطرہ ہے اور یہ کہ سارا پاکستان عربوں سے محبت اور یہودیوں سے نفرت کرتا ہے۔ اس طرح عربوں سے ان کی محبت ہمارے لئے عربوں کی دشمنی سے زیادہ خطرناک ہے لہذا عالمی یہودی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
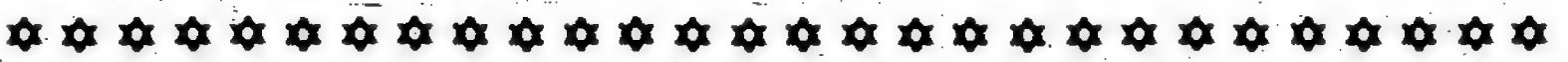
تنظیم کو پاکستان کے خلاف فوری اقدام کرنا چاہئے۔

بھارت پاکستان کا ہمسایہ ملک ہے جس کی ہندو آبادی پاکستان کے مسلمانوں کی ازلی دشمن ہے' جس پر تاریخ گواہ ہے۔ بھارت کے ہندو کی اس مسلم دشمنی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے' بھارت کو استعمال کر کے پاکستان کے خلاف کام کا آغاز کرنا چاہئے۔ ہمیں اس دشمنی کی خلیج کو وسیع سے وسیع تر کرتے رہنا چاہئے۔ یوں پاکستان پر کاری ضرب لگا کر ہمیں اپنے خفیہ منصوبہ کی تکمیل کرنا ہے تا کہ صیہونیت کے یہ دشمن ہمیشہ کے لئے نیست و نابود ہوں۔'' ☆ (بن گوریان۔ اسرائیل وزیراعظم بحوالہ جیوش کرانیکل' 19 اگست 1967ء)

☆ ''پاکستان کی فوج اپنے پیغمبر کے لئے بے پناہ محبت رکھتی ہے اور یہی وہ رشتہ ہے جو عربوں سے ان کے تعلق کو اٹوٹ بناتا ہے اور یہی محبت' وسعت طلب عالمی صیہونی تحریک اور مضبوط اسرائیل کے لئے شدید ترین خطرہ ہے' لہذا یہود کے لئے یہ انتہائی اہم مشن ہے کہ ہر صورت میں' ہر حال میں پاکستانی فوج کے دلوں سے ان کے پیغمبر محمد کی محبت کو کھرچ دے۔'' ☆ (امریکی نژاد یہودی' پروفیسر ہرنز' ملٹری ایکسپرٹ)

سابقہ اور مذکورہ دو اقتباسات کو ایک بار پھر ملا کر پڑھیں تو آپ کو یہود اور اس کے مہروں امریکہ و برطانیہ کا عالمِ اسلام کے خلاف صف آرا ہونا اور ''فرینڈلی فائر'' کے لئے ان کے ٹارگٹ کے چناؤ کی ترتیب میں کوئی الجھن نہ رہے گی' آپ با آسانی کہہ سکیں گے کہ ''سب سے پہلے پاکستان'' کے صدارتی نعرہ میں فی الواقعہ صیہونیت اور اس کی غلاموں کی اسلامی جمہوریہ پاکستان کے متعلق ترجیح کا راز پنہاں ہے خصوصاً ایٹمی ڈیٹرنٹ کے سبب۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے کرتا دھرتا اسے خام خیالی' ڈراؤنا خواب وغیرہ کہہ سکتے ہیں مگر بنظرِ عمیق پاکستان کے حالات پر غور وفکر کرنے والے بخوبی آگاہ ہیں کہ پاکستان معرضِ وجود میں آنے کے دن سے خصوصاً 1967ء کی عرب اسرائیل جنگ کے اختتام سے صیہونی بھارتی بجلیوں کی زد میں ہے۔ پاکستان کی سالمیت پر کاری ضرب لگانے کے لئے بے شمار محاذ چنے گئے اور ہر محاذ پر تابڑ توڑ حملوں سے اس کے جسدِ ناتواں کو لحہ لحہ نڈھال رکھنے کی سعی کی جاتی رہی۔

ادب وثقافت دشمن کا موثر محاذ تھا اور ہے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا جس کی پشت پر ہے' یہی محاذ ہے جس نے قوم' خصوصاً نوجوان نسل سے اخلاقی اقدار کا سرمایہ چھین لینے کے لئے بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ تجارت' صنعت وزراعت سدا سے بجلیوں کی زد میں بلبلاتی رہی ہے۔ سیاسی اقدار کا جنازہ بھی اسی ملک میں بارہا اٹھتا دیکھا گیا۔ بے علمی کے حامل بھاری بستوں کے ساتھ علم وتربیت اپنا سر پیٹتے رہے ہیں بلکہ پیٹ رہے ہیں۔

سماجی و معاشرتی میدان میں مذہبی حوالوں سے جو کچھ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا مقدر بنا کسی سے اوجھل نہیں ہے۔ مذہبی' لسانی' علاقائی تعصبات کو تسلسل کے ساتھ ابھارا جاتا رہا تا آنکہ ان سے ''دہشت گردی'' جنم لے کر جوان ہوئی اور یہ منہ زور جوانی دشمن کی منزل آسان کرتی رہی۔ اقدار کی توڑ پھوڑ بالآخر پاکستان ہی کو دولخت کر گئی مگر صیہونیت کا سینہ ٹھنڈا نہ ہوا۔ ماضی میں بھارتی تعاون سے پاکستان کے ایٹمی اثاثوں پر حملہ کی عملاً کوشش کی گئی۔

ہر محاذ پر موثر کاروائی کرتے صیہونی اس قدر دیدہ دلیر ہو گئے کہ اب گرم محاذ کھولنے کی خاطر نت نئے الزامات پاکستان کے سر تھوپے جا رہے ہیں مثلاً تازہ الزام ہے کہ پاکستان نے میزائل سازی کے لئے کسی دوسرے ملک کو ٹیکنالوجی منتقل کی ہے۔ پاکستان میں القاعدہ کی قیادت چھپی ہوئی ہے۔ اسامہ بن لادن پاکستان میں ہے۔ پاکستان دہشت گردوں کو ہمسایہ ممالک میں بھیج رہا ہے اور نہ جانے کیا کیا مضحکہ خیز الزامات لگ رہے ہیں۔

اگر پاکستان کی اعلیٰ قیادت نے اجتماعی خودکشی کا فیصلہ نہیں کیا ہے تو آنکھیں کھول کر ایسے عملی اقدامات کرنے کی منصوبہ بندی کر کے قوم کو پیش آمدہ حالات سے متعلق اعتماد میں لینا چاہئے۔ الہ دین کا کوئی چراغ ایسا نہیں ہے جسے عین موقعہ پر رگڑ کر مصائب و مشکلات پر قابو پا لیا جائے۔ تیاری میں وقت لگتا ہے۔ امن کی بھیک آج تک کسی قوم کو نہیں ملی۔ امن قوت کا متقاضی ہوتا ہے۔ **Peace Through Power** اٹل حقیقت ہے۔

دشمن کو دشمن جان لینے میں سبکی کا کوئی پہلو نہیں ہے۔ **Know thy enemy** کہنے والے یقیناً تجربہ کار اور باشعور صاحبان فہم و بصیرت تھے۔ امن کی تسبیح کا ایک لاکھ دانہ پھیرنے پر بھی امن نہیں ملتا نہ دشمن کی فطرت بدلتی ہے اگر ایسا ہو سکتا تو انسان کو تخلیق کرنے والی ہستی جو اس کی فطرت سے بخوبی آگاہ ہے اپنی مدلل و محکم کتاب میں یہ نہ فرماتی کہ ''اپنی انتہائی استطاعت کے مطابق دشمن کے خلاف تیاری رکھو''۔ پاکستان کی ایٹمی قوت کو ختم کرنے پر بھارت' اسرائیل اور امریکہ تلے بیٹھے ہیں۔ عراق سے نمٹ کر یہ ٹرائیکا حملہ کر سکتی ہے بلکہ کرے گی۔ جب مقابلے کی قوت کی بات کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ بھی کہہ لیا کریں کہ اس حقیقی قوت کے بغیر ایٹمی ڈیٹرنٹ صفر ہے۔

آخری بات یہ کہ پاکستانی قیادت کے ''جگری یار'' بش کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ فوج کشی کر کے ''بدنامی'' مول لے۔ بش یہ کام اپنے فوجی حلیف بھارت کے ذریعے کروا سکتا ہے جس کے ساتھ مشترکہ فوجی مشقیں کرتا رہا ہے' جس کو خود بھی اور اسرائیل کی وساطت سے جدید ترین راڈار سسٹم اور دوسرا جنگی سامان دے چکا ہے اور جس کی عملاً امداد کی خاطر اس کا دوسرا حلیف اسرائیل عملاً یہاں موجود ہے اور جس نے پاکستان کو سینڈوچ بنانے کی خاطر کابل کے کرزئی کے ہاں بھی اسرائیلی فوجی چھوڑ رکھے ہیں صرف پیٹھ ٹھونکنا باقی ہے۔

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

16/03/03

سقوطِ بغداد صدام بش ڈیل کا نتیجہ ہے: روس

عراقی صدر صدام حسین کے "سچے' پکے اور کھرے دوست" روس نے سقوطِ بغداد کے بعد فرمایا کہ یہ صدام بش کا ٹوپی ڈرامہ تھا۔ دونوں کے مابین ڈیل کا نتیجہ ہے۔ یقیناً ایسا ہی ہوگا کیونکہ کہنے والا گذشتہ 22' 25 سال سے عراق کے ساتھ "دوستی کے لازوال رشتے" میں بندھا ہوا ملک ہے اور دوست اندر باہر کے حالات سے بخوبی آگاہ ہوتے ہیں۔ صدر صدام حسین کا تو "اعزاز" ہی یہ رہا کہ وہ کبھی بھی روس کی جھولی سے باہر نہ نکلا۔

حالات سے باخبر یہ کہتے ہیں کہ روس کا بیان "کھسیانی بلی کھمبا نوچے" کے مترادف ہے کہ اس نے 22' 25 سالہ تعلق نبھاتے صدام کی مدد کرنے کی بجائے انتہائی بے غیرتی اور بزدلی کا ثبوت دیا کہ سلامتی کونسل یا کونسل سے باہر امریکہ کا راستہ روکنے کے عملی اقدامات کرنے کی بجائے منافقانہ روش اپنائے رکھی۔ روس اگر دوستی کا حق نبھاتے امریکی صدر کو کھلے الفاظ میں تنبیہہ کر دیتا تو بزدل بش عراق پر حملہ کی کبھی جرأت نہ کرتا۔

روسی حکومت بھی عقل و دانش سے کس قدر فارغ ہے کہ صدام اپنے دورِ حکومت کے روز سے آخری دن تک روس کے ساتھ تعلقات کا دعویدار رہا اور اس نے دعویٰ کا ثبوت بھی فراہم کر دیا مگر روس صدام کی دوستی کو' برس ہا برس کے تعلقات کو' پہنچاننے میں ناکام رہا۔ صدام کی بش سے ڈیل یقیناً ایک دو دن میں نہ ہوئی ہوگی۔ ایسے کام برسوں میں ہوتے ہیں۔ اس لمبے عرصے میں روس کہاں خواب خرگوش کے مزے لوٹتا رہا۔

عقل کہتی ہے کہ کسی بھی ملک کا سربراہ اپنے اقتدار کے استحکام کے لئے تو ڈیل کر

سکتا ہے جس طرح افغانستان پر امریکی یلغار سے قبل امریکی وحشی صدر بش اور صدر پاکستان کے مابین ہوئی تھی۔ مگر ذلت و رسوائی سے اقتدار داؤ پر لگانے کے لئے ڈیل تو عقل کا اندھا بھی کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا۔ یوں روس کی دور سے لائی کوڑی یا اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی' بے وزن ہو کر رہ گئی۔

روس 22' 25 سال میں صدام حسین کے ضمیر کی وہ قیمت نہ لگا سکا جو بقول اس کے امریکی صدر بش نے چند سالوں میں اسے رسوا کر کے' عالمی سطح پر ذلت و رسوائی اور بے بسی سے دو چار کر کے لگائی اور صدام اس پر راضی ہو گیا۔ چشم فلک نے ایسی ڈیل کہاں دیکھی ہوگی۔ زمانہ شاہد ہے کہ ڈیل عزت قائم رکھنے' مفادات حاصل کرنے اور اقتدار کے استحکام کے لئے ہوتی ہے اور یہاں تو صدام نے سب کچھ گنوا دیا ہے۔

صدام حسین کا جرم یہ ہے کہ وہ ہوا کے گھوڑے پر سوار حکمران تھا' اس نے دوست دشمن دونوں کو پہچاننے میں ٹھوکر کھائی۔ وہ اپنے پرائیوں کی پہچان بھول چکا تھا' اگر ایسا نہ ہوتا' اس نے حقیقی دوست بنائے ہوتے اور حقیقی دشمن پہچان لئے ہوتے اور دونوں طرف دوستی اور دشمنی کو اعتدال سے نبھایا ہوتا تو آج اسے نہ روس جیسے ''دوستوں'' سے یہ الزام سہنا پڑتا اور نہ ہی امریکہ جیسے دشمن سے ہزیمت اٹھانا پڑتی۔

صدام حسین مسلم گھرانے میں پیدا ہوا' یتیمی کے ادوار نے اسے عقیدے کی تربیت سے محروم رکھا' اقتدار نے اسے بے عمل خودسر مسلمان حکمران بنایا تو ابن الوقت حواریوں نے اسے پٹڑی سے اکھاڑے رکھنے میں ہی اپنے مفادات کے استحکام کی ضمانت سمجھا۔ صدام حسین بلاشرکت غیرے 22 سال تک عراق کے سیاہ و سفید کا مالک رہا۔ خامیوں کے ساتھ یقیناً خوبیوں کا پلڑا بھاری ہوگا کہ خالص ظلم کی کشتی اتنا عرصہ نہیں تیرتی۔

روس کی طرح بعض عرب بھائیوں نے بھی طعنہ دیا کہ برسوں لڑنے کا دعویدار اپنے

عوام کو مرواتا چند دن سے زیادہ امریکہ کے سامنے نہ ٹھہر سکا۔ اگر سچی بات بری نہ لگے تو عراق سے ہٹ کر' جو 21' 22 دن بے جگری سے لڑتا موجودہ دور کی سپر پاور کے سامنے ڈٹا رہا کونسی عرب ریاست ہے جو امریکہ نہیں ''منی سپر پاور'' اسرائیل کے سامنے ایک ہفتہ بھی ٹک سکے۔ شرق اوسط کی کوئی ایک نہیں' سب مل کر ہی بتا دیں۔ ہم تو تصور میں مرے جاتے ہیں۔

دوسری جنگ عظیم سے قبل فرانس کے مردِ آہن جنرل ڈیگال نے اپنی فوجی تیاری کے حوالے سے یہ دعویٰ کیا تھا کہ ''میری فوج دنیا کی بڑی سے بڑی فوج کا چالیس سال تک مقابلہ کر سکتی ہے'' مگر اپنے برابر کی جرمن فوج کے طوفانی زمینی اور ہوائی حملوں کے سامنے 72 گھنٹے ٹھہرنا ڈیگال کے لئے ممکن نہ رہا اور فرانس سے فرار ہو کر چرچل کی گود میں لندن بیٹھا جنگ لڑتا رہا۔ جنگ پر تبصرہ کرنا آسان اور عملاً جنگ لڑنا مشکل ترین کام ہے۔

دفاعی سازوسامان اور عددی قوت کے ساتھ ایک تیسری چیز بھی ناگزیر ہے جس کے بغیر پہلی دونوں چیزیں بے کار ہوتی ہیں اور یہ ہے مقصد وعقیدہ سے اٹوٹ رشتہ۔ بدر واحد میں مٹھی بھر اصحاب الرسول ﷺ کامیاب و کامران رہے مگر نبی رحمت ﷺ کی موجودگی میں غزوہ حنین میں جب عقیدہ پر لمحے بھر کو کثرت کا غرور چھایا تو کثرت کے پاؤں اکھڑ گئے جو ہماری تاریخ کا حصہ ہے لہذا خالق کی مدد واستعانت فتح کی بنیادی ضرورت ہے۔

صدام کے ہاں نہ دنیوی ضرورت اسلحہ تھی' نہ اتحادی ٹڈل ول کے مقابلہ کے لئے پورے ملک میں پھیلانے کے لئے افرادی قوت تھی اور نہ ہی فوج کو بلکہ قیادت کو بھی عقیدہ جہاد کا شعور تھا۔ تاہم اس کے باوجود ''مقابلہ تو دل ناتواں کے خوب کیا''۔ صدام کے ناقدین اگرچہ اسلحہ کے انبار رکھتے ہیں مگر اسلحہ استعمال کرنے کے لئے جو ''دل گردہ'' چاہیئے وہ اس سے خالی ہیں۔ 1967ء کی عرب اسرائیل جنگ اس پر گواہ ہے خصوصاً صحرائے سینا کا محاذ اور آج کا انحطاط تو دیدنی ہے۔

روس، فرانس وغیرہ تو دوستی پر فخر کرنے والوں کے لئے یہ لمحہ فکریہ ہے کہ یہ مفادات کا دور ہے۔ جب تک آپ سے کسی کا مفاد وابستہ ہے وہ آپ کا "پکا دوست" ہے اور جب یقین ہو جائے کہ آپ کا سورج غروب ہونے کو ہے تو آپ میں کیڑے نکلیں گے۔ شہنشاہ ایران کے پکے دوست امریکہ نے اسے مرنے کے لئے جگہ بھی نہ دی تھی۔ روس صدام کو نہ دے گا اور یہی حال اوروں کا ہوگا۔

☆......☆......☆

☆

یہ وحی دہریتِ روس پہ ہوئی نازل
کہ توڑ ڈال کلیساؤں کے لات و منات

انسان کی ہوس نے جنہیں رکھا تھا چھپا کر
کھلتے نظر آتے ہیں بتدریج وہ اسرار!

(اقبالؒ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

24/03/03

خبردار! صدام حسین کی جیب سے ”پڑیا“ برآمد ہونیوالی ہے!

”پڑیا“ برآمد ہونے اور ”پڑیا“ برآمد کرنے والوں کی کہانی سے اہل وطن بخوبی واقف ہیں۔ پڑیا طرز کا شعبدہ، مجمع باز مداری تو گلی محلوں اور بازاروں میں دکھاتے ہی ہیں کہ کوئی چیز عوام کی آنکھوں کے سامنے غائب کر کے کسی ”شریف آدمی“ کی جیب سے برآمد کر لیتے ہیں مگر اس کام میں ہماری پولیس بھی ید طولیٰ رکھتی ہے کہ جس کی جیب سے جب اور جہاں چاہے ”پڑیا“ برآمد کر لے۔ پڑیا سے مراد نشہ ہے، اسلحہ ہے۔

جب سے ہمارا یارانہ FBI سے ہوا ہے ہم نے شرفا کے گھروں سے پڑیا کی طرز پر دہشت گرد بھی برآمد کرنا شروع کر دیئے ہیں۔ دینی مدرسہ ہو، کسی کا گھر ہو، FBI کو ”خوشبو“ آ جاتی ہے کہ یہاں دہشت گرد ہے لہذا ”محافظ“ اہل وطن کمال فن کا مظاہرہ کرتے بڑی آسانی کے ساتھ دہشت کی پڑیا کبھی ڈاکٹر عامر عزیز کی شکل میں تو کبھی مناواں سے ڈاکٹر جاوید برادران کی صورت میں برآمد کر لیتے ہیں۔

خیر یہ تو درمیان میں جملہ معترضہ کے طور پر بات ہوگئی، ہم آپ کو بتانا یہ چاہتے ہیں کہ آپ چونکا دینے والی خبر سننے کے لئے تیار رہیے کہ ہیروئن یا چرس برآمد ہونے والی پڑیا کی طرح ہمارے ”استاد محترم“ امریکہ نے عراق سے انسانیت دشمن مہلک ہتھیاروں (Weapons of mass distruction) کا ذخیرہ پکڑ لیا ہے۔ وہ ہتھیار جو صدام حسین نے پوری دنیا فنا کرنے کے لئے ذخیرہ کیے ہوئے تھے۔ یہ خبر آیا چاہتی ہے۔

UNO کے سینکڑوں اسلحہ انسپکٹروں کو انتہائی محنت و مہارت کے باوجود جو گوہر

مقصود نہ مل سکا تھا وہ اتحادی افواج نے ڈھونڈ نکالا ہے۔ یہ خبر عالمی سطح پر صدام حسین کے حامیوں کو سنانے کے لئے بش اور بلیئر بے قرار ہیں' بس صرف ''شواہد بنانے'' کی دیر ہے۔ بالکل ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر اسامہ بن لادن کے 11 ستمبر والے حملے سے متعلقہ شواہد کی طرح۔ عالمی ایٹمی ایجنسی کے ڈائریکٹر جنرل محمد البرادی بھی اس بازیافت پر سر دھنیں گے کہ ان پر اعتماد ختم ہو گا۔

بش اور بلیئر نے اس ''دھماکہ خیز انکشاف'' کی بنیاد رکھنی شروع کر دی ہے مثلاً آج جنگ کے چوتھے روز جب ابھی اتحادی افواج کی بغداد سے خاصا پیچھے دھنائی ہو رہی ہے' بش کہہ رہے ہیں کہ بغداد سے کوئی ساٹھ کلومیٹر پیچھے اتحادی افواج نے عراق کے ایک کیمیکل پلانٹ پر قبضہ کر لیا ہے جہاں صدام مہلک کیمیائی ہتھیار تیار کرواتا تھا۔ یہ وہ پلانٹ ہے جہاں بلا اطلاع ہنس بلکس کے ماہرین نے کئی بار چھاپا مارا تھا اور ہر بار ان کے ہاتھ کچھ نہ آیا۔

UNO' اس کی سکیورٹی کونسل اور ان کے ذیلی ادارے گذشتہ 13 برس سے عراقی Weapons of mass distruction تلاش کر کے صدام کو جھو[illegible]ت کرنے میں ناکام رہے۔ بش اور بلیئر کو کل بھی اصرار تھا اور آج بھی اصرار ہے کہ صدام حسین نے یہ مہلک ہتھیار چھپا رکھے ہیں اور جونہی صدام آپے سے' بش اور بلیئر کی طرح' باہر ہوا ان ہتھیاروں سے دنیا تباہ ہو جائے گی' امن و امان تہہ و بالا ہو جائے گا خصوصاً امریکہ و برطانیہ کا!

سکیورٹی کونسل کے پلیٹ فارم سے بار بار عقل سلیم سوال کرتی رہی کہ مہلک ہتھیار ہونے کا ثبوت دو' یہ کہاں تیار ہوئے' یہ کہاں رکھے گئے' کون شاہد ہے' مگر ہر سوال کا ایک ہی جواب تھا کہ ''ہم جو کہہ رہے ہیں''۔ گویا سینۂ دھرتی پر اللہ کے مدمقابل ''ہم'' ہی کھڑے ہیں۔ کہنے والے نے سچ ہی تو کہا ہے کہ ''غصہ پاگل پن کی قبیح قسم ہے اور جب اس کا غلبہ ہوتا ہے تو عقل ساتھ چھوڑ جاتی ہے''۔ غصے کی اسی کیفیت نے بش اور بلیئر کو فاتر العقل بنا کر ان سے سب کچھ چھین لیا ہے۔
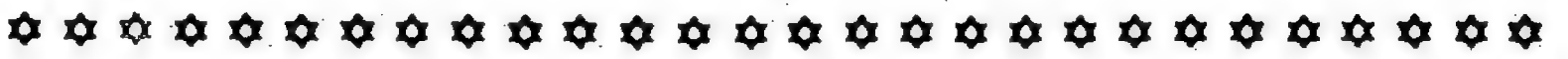
باؤلا پن کسی چوپائے کا مقدر بنے یا خدانخواستہ انسان اس کا شکار ہو جائے تو اس کا رخ کسی ایک متعین سمت میں نہیں رہتا بلکہ وہ کبھی کسی طرف دوڑتا ہے تو کبھی کسی طرف۔ اس حقیقت کو اگر بش پر منطبق کریں تو 100 فیصد درست ہونے کا ثبوت سامنے آتا ہے مثلاً بش عراق پر جھپٹ رہا ہے' افغانستان پر جھپٹ چکا ہے' ایران' شمالی کوریا پر غرا رہا ہے' اردن اور شام کی سرحدوں پر میزائل گرا کر ان کی حمیت وغیرت آزما رہا ہے۔

بش بلیئر اور ان کے جنگی مشیر اب اس کوشش میں ہیں اور جھوٹے الزامات کے سبب خفت مٹانے کی خاطر یہ ان کی اشد ضرورت بھی ہے کہ وہ عراق کے کسی کونے سے مہلک ہتھیار ''برآمد'' کر کے عالمی تنقید کنندگان کا منہ بند کر دیں۔ بش کا ایک بیان ٹی وی پر یوں بھی سنا گیا کہ ''صدام حسین نے مہلک ہتھیار سول آبادیوں میں چھپا رکھے ہیں اور انہیں ''تلف'' کرنے کے دوران عوام کا نقصان قدرتی امر ہے اور یہ خون صدام کے سر ہو گا جسے اپنے عوام سے ''محبت'' نہیں ہے۔

اپنے مذکورہ بیان سے بش نے عراقی عوام کے قتلِ عام کا گویا سرٹیفکیٹ حاصل کر لیا اور اس قتلِ عام کو ''حلال'' کرنے کے لئے ٹومی کے خاص دستے پاکستانی پولیس کی طرح خود اپنی جیب سے عراقی عوام کی جیب میں حیاتیاتی اور کیمیائی ''پڑیاں'' منتقل کر کے ''مہذب عیاری'' سے ویڈیو کیمروں کی موجودگی میں برآمد کر لیں گے کہ انہوں نے اپنے مخصوص مقاصد کی تشہیر کے لئے ''میڈیا مین'' فوجی یونٹوں ساتھ رکھے ہوئے ہیں۔

امریکی حکمرانوں کی عیاری اور مکاری پر باہر کے تمام ناقدوں کو چھوڑیئے' گھر کی گواہی کو لیجئے کہ گھر کی گواہی ہمیشہ ہی معتبر سمجھی جاتی ہے۔ کل ہی ریڈیو ٹی وی پر آسکر ایوارڈ جیتنے والے شخص نے' جو امریکی ہے' تقسیم انعامات کی تقریب میں برملا یہ اعلان کر کے حاضرین کو ششدر کر دیا کہ ''صدر کا الیکشن بھی فراڈ تھا' صدر بھی فراڈ ہے اور عراق کے خلاف جنگ کا جواز بھی فراڈ ہے'' (مفہوم)۔ اس کے بعد مزید تبصرے کی گنجائش کہاں رہ جاتی ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ عالمِ وحشت و بربریت کے دوران بُش اور اس کا ٹولی جذب و مستی کی حالت میں Weapons of mass distruction کی "پڑیا" کس قریہ سے کب نکال کر عالمی رائے کو چونکاتے ہیں اور ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ کسی جگہ کویت یا اپنے بعض دستوں پر تھوڑ سپرے کر کے سیاہی صدام کے چہرے پر ملنے کی کوشش کی جائے۔

☆......☆......☆

☆

میں تو اس عاقبت بینی کا کچھ قائل نہیں
جس نے افرنگی سیاست کو کیا یوں بے حجاب!

☆

تو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام؟
چہرہ روشن اندروں چنگیز سے تاریک تر!

(اقبالؒ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

01/10/02

کڑوا سچ سن لینا دلیلِ عظمت ہے

"سچ کڑوا ہے" ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ تاریخ سچ کہہ کر جان دینے والوں اور سچ سن کر سوچ و عمل کے دھارے بدلنے والوں کو اپنے سینہ میں محفوظ کیے ہوئے ہے۔ سچ کہنا صوابدیدی عمل نہیں ہے بلکہ یہ خالق و مالک رب کا اپنی محکم کتاب کے ذریعے ہر صاحب ایمان کو حکم ہے۔ سورہ احزاب کے آخر؟.........؟ انداز نصیحت کا ہے' یا ایھا الذین آمنوا قولوا قولاً سدیداً (ایمان کا دعویٰ کرنے والو سچی اور پکی بات کیا کرو)۔ دوسری جگہ واضح طور پر حکم دیا کہ سچائی کے علمبردار اور گواہ بنو خواہ سچائی کی زد میں تمہاری ذات آئے یا تمہارے والدین و عزیز و اقارب کا معاملہ ہو' کوئی غریب ہو یا امیر' تمہیں کوئی چیز راستے سے نہ ہٹا سکے۔

ہمارے گرد و پیش کتنی ہی سچائیاں پانی سے باہر پڑی مچھلی کی طرح تڑپ رہی ہیں مگر انہیں "اپنی جگہ" لے جانے والے مصلحتوں کا شکار ہیں اور بہت کم ہیں جو سچ کہہ کر بارگاہِ رب العزت میں سرخرو ہوئے ہیں' ہو رہے ہیں۔ بعض سچ کی کڑواہٹ کے ردِعمل کو بھی بھگت رہے ہیں۔ سچائی سینۂ دھرتی پر سب سے بڑی قوت ہے بشرطیکہ سچ کہنے والے میں اخلاص و عزیمت یکجا ہوں۔ تاریخ میں' ایسے لوگ اپنا نام اچھے انداز میں چھوڑ جاتے ہیں' زندہ رہ کر بھی اور مر کر بھی۔

سچائیاں ملکی سطح پر بھی کہی جانے کا تقاضہ کرتی ہیں اور عالمی سطح پر بھی۔ رہا یہ مسئلہ کہ کون سنے گا اور کون عمل کرے گا' اس کی ذمہ داری کہنے والے کے کندھوں پر نہیں ہے۔ یہ ذمہ داری سننے اور سن کر عمل کرنے کے ذمہ داروں کی ہے۔ کہنے والے کا اپنا اجر ہے کہ اس نے

ہمت کر کے کہہ دیا اور اسی طرح عمل کرنے والے کے لئے عمل کا دنیوی اور اُخروی اجر ہے۔ سچ کہنے سے کردار نکھرتا ہے تو سچ پر عمل کر لینے سے کردار کے ساتھ دنیا اور آخرت میں بھی نکھار پیدا ہوتا ہے۔

ملکی سطح پر بکھری سچائیوں کی ایک مثال یہ ہے کہ دہشت گردی متاؤ کے نام پر ایک ہی مخصوص فرقے یا گروپ کے لوگ پکڑ کر مارے جا رہے ہیں۔ گویا پورے ملک میں اس مخصوص طبقہ کے علاوہ بقیہ لوگ جنت سے آبِ زمزم میں دھلے دھلائے زمین پر بھیجے گئے ہیں اور شر کی ہر صلاحیت ان سے خود خالق نے سلب کر لی ہے۔ یہی ''مغضوب طبقہ'' حزب الشیطان ہے۔ کیا یہی سچ ہے؟ گرفتاری کے بعد ان کے ''انکشافات'' اور ''اقراری بیان'' سچ ہیں؟؟ اور اگر فی الواقع سچ ہیں تو اس سچ کو عدالت سے قبل ہی ''سچے پولیس مقابلے'' میں دفن کیوں کر دیا جاتا ہے؟؟؟ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ بش بلیئر کو خوش رکھنے کے لئے بے گناہوں کے خون سے ہاتھ رنگے جاتے ہیں۔

سچائی پوچھتی ہے کہ کیا ہر گھنی داڑھی والا نوجوان دہشت گرد ہے' القاعدہ کا رکن ہے۔ اس القاعدہ کا' جس کا نام دنیا نے 11 ستمبر کو ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی تباہی کے بعد بش کی زبان سے سنا اور جسے یہودی میڈیا نے عام کیا؟ سچائی یہ بھی سوال کرتی ہے کہ کیا دینی مدارس لشکرِ جھنگوی کی واقعتاً چھاؤنیاں ہیں اور ملک میں لشکرِ جھنگوی نام کی کوئی تنظیم عملاً موجود ہے یا یہ ایجنسیوں کی ''تخلیق'' کا شاہکار ہے؟؟ سچائی تو یہ پوچھنے کا بھی حق رکھتی ہے کہ ہمہ جہت تخریب کاری میں ایک ہی سانس میں ''را'' ''القاعدہ'' اور ''لشکرِ جھنگوی'' کو ملوث قرار دینے کے بعد پھر سارا نزلہ ایک ہی مبینہ گروپ پر کیوں گرتا ہے؟؟؟ کہیں پانی کے ڈھلوان کا رخ کرنے والی بات تو نہیں ہے؟

کیا یہ سچائی نہیں ہے کہ فری میسنز (خفیہ یہودی تنظیم) اور اس کی فعال دہشت گرد تنظیم ''موساد'' نے بھارتی دہشت گرد تنظیم ''را'' کے ساتھ اشتراکِ عمل سے اپنے زرخرید

ایجنٹ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی دینی اور سیاسی جماعتوں میں پلانٹ کر رکھے ہیں؟ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ امریکی سی آئی اے (CIA) اور ایف بی آئی (FBI) اپنے مخصوص ہتھکنڈوں سے امریکی مفادات کے لئے' جواز پیدا کرنے کی خاطر' عالمی سطح پر دہشت گردی کی کاروائیوں میں ملوث پائی جاتی ہیں؟؟ کیا یہ سچ نہیں کہ 11 ستمبر کی کاروائی میں اسرائیلی موساد' امریکی سی آئی اے اور ایف بی آئی ملوث ہیں؟؟؟ بین الاقوامی میڈیا کے علاوہ خود امریکی ایجنسیاں اس حقیقت کو تسلیم کر چکی ہیں مگر اس کے باوجود آج معتوب اسامہ ہے۔

یہ بھی اٹل حقیقت ہے کہ پاکستان' افغانستان' ایران' عراق اور سعودی عرب وغیرہ سے متعلق ''امریکی تھنک ٹینک'' کی آراء' مختلف نوع کی ''بریفنگ'' سیاسی اور فوجی تجزیوں پر مبنی خبریں' تمام کی تمام خانہ ساز اور بے بنیاد ہوتی ہیں جن کا حقائق سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔ یہ ان ممالک میں بے چینی پھیلانے' انہیں خوف زدہ رکھنے اور ان کے خلاف دہشت گردی کا جواز پیدا کرنا ہوتا ہے۔ جیسا افغانستان کے خلاف ہو چکا ہے' عراق کے خلاف ہو رہا ہے مزید ہونا باقی ہے اور پاکستان' ایران اور سعودی عرب کے خلاف بھی ہونا باقی ہے۔ یہ بھی اٹل حقیقت ہے کہ امریکی فوجی وفود تعاون کے نام پر ہونے والے اجلاسوں کے ذریعے ہماری سٹریٹیجک معلومات لے جاتے ہیں۔

کیا یہ بھی سچائی نہیں ہے کہ امریکہ بھارت کے ساتھ ہر طرح کی فوجی مشقیں کرتا ہے۔ عملاً اسے مسلح کر رہا ہے' اسرائیل سے کروا رہا ہے اور پاکستان کو طفل تسلیوں سے بہلا رہا ہے؟ امریکی و برطانوی وفود کو ہم اپنی افواج کی تیاری سے آگاہ کرتے ہیں' اپنی دفاعی کمزوریوں کا بتا کر اسلحہ اور دیگر ضروریات کی فہرستیں دیتے ہیں۔ کس کے پاس ضمانت ہے کہ یہ ساری معلومات ان ہاتھوں سے بھارت منتقل نہ ہوں گی؟ کہ یہود و نصاریٰ مسلمان کے دوست نہ کبھی رہے ہیں' نہ کبھی ہوں گے اور ہنود تو دشمن ہمسایہ اور ان کا آلہ کار ہے۔

ایک سچائی وائٹ ہاؤس کے دروازے پر کھڑی بش کی خدمت میں حاضر ہونے

کے لئے بلک رہی ہے اور اذن باریابی اس کا مقدر نہیں بنتا۔ یہ سچائی بش سے صرف یہ پوچھنا چاہتی ہے کہ تباہی پھیلانے والے ہتھیار عراق کے پاس زیادہ ہیں یا امریکہ اور اسرائیل کے پاس؟ امریکی تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں کو دنیا افغانستان میں دیکھ چکی ہے۔ اسرائیل کی وحشت و بربریت روزانہ دیکھی جا رہی ہے۔ اخباری اطلاعات کے مطابق اسرائیل کے پاس کم وبیش 400 ایٹم بم ہیں۔

سچائی کو ایک روز UNO اور اس کی سیکورٹی کونسل کے دروازے پر اسی سوال کے ساتھ کھڑا پایا۔ کوفی عنان جواب کے بجائے خاموش بت بنا کھڑا تھا۔ سیکورٹی کونسل کے ویٹو مار کہ جعادری بھی آنکھیں چرا رہے تھے۔ جب دونوں اداروں سے جواب نہ بن پڑا تو بے چاری سچائی کو دھتکار کر نکال باہر کیا۔ سچائی نے ضمیر کا ہر دروازہ کھٹکھٹانے کی کوشش کی کہ شاید کوئی اس کی بات سننے والا سامنے آئے مگر سچائی سے یہی کہا گیا کہ بش اور بلیئر کی ''سچائی'' کے مقابلے میں تیری بات نہیں سن سکتے۔

سچائی پرل قتل کیس میں مداخلت کرنے بھی گئی۔ اس کی جھولی میں ڈینئل پرل کیس کے متعلق چار، پانچ مختصر سوالات تھے۔ وہ ایوانِ عدل میں کھڑی ہو کر صرف یہ پوچھنا چاہتی تھی کہ کیا قتل کئے گئے خون بہتے چہرے پر مسکراہٹ ہوتی ہے (ویڈیو دیکھنے والوں کے تاثرات کی اخباری رپورٹنگ میں اس کا ذکر کیا گیا تھا) کیونکہ قتل سے قبل مقتول اپنے قتل کے فیصلے اور آلہ قتل سامنے دیکھنے پر چہرے پر مسکراہٹ کی جگہ خوف و بے بسی کے سائے پھیلائے ہوتا ہے۔ ہاں البتہ کسی اعلیٰ و ارفع مقصد کے لئے جان دینے والا مسلمان مجاہد ہو تو بقول علامہ اقبال ''چوں مرگ آید تبسم برلب اوست'' کی کیفیت دیکھنے میں آ سکتی ہے۔ کیا دورانِ اغوا اغوا کنندگان مغوی کو موبائل فون کال کرنے کی اجازت دیا کرتے ہیں؟ (روزنامہ انصاف نے پرل کیس پر اپنی ٹائٹل سٹوری میں اغوا کے بعد فون کالز کی مکمل تفصیل عوام کے سامنے رکھ دی ہے)۔

کڑوی سچائی کا تیسرا سوال ایوانِ عدل سے یہ تھا کہ قتل کی ویڈیو ٹیپ کی اطلاع دینے والا' ہوٹل میں لے کر آنے والا کیوں گرفتار نہ کیا گیا؟ تحقیقات کا آغاز اس سے کیوں نہ کیا گیا؟ حالانکہ حقیقت اسی سے حل سکتی تھی۔ اغوا کرنے والے' "قتل کی ٹیپ" بنانے والے' ٹیپ اس کے حوالے کرنے والے' سب اس کے علم میں تھے' ہونے چاہئیں تھے۔ سچائی نے بڑی جرأت کے ساتھ ایوانِ عدل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنے سوالات کا جواب مانگا تو عدل نظریں چراتا رہا۔ گھمبیر خاموشی اس کا جواب تھی' بے بسی دیدنی تھی۔

سچائی کی رائے یہ ہے کہ پرل سکینڈل امریکی سی آئی اے اور ایف بی آئی کا ڈرامہ ہے۔ امریکہ و بھارت کے ایما پر شیخ عمر کو ٹھکانے لگانا مقصود ہے کہ وہ حریت پسند ہے اور اس گیہوں کے ساتھ دوسروں کا گھن بھی پس رہا ہے۔ رہا مسئلہ "مجرمان کے اقراری" بیانات کا تو یہ ایجنسیوں کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ امریکہ سے درآمد کردہ "اقرار کراؤ" سامان کی موجودگی میں "اقرار" کی حیثیت سے پوری قوم آگاہ ہے۔ یہاں تو رات کو گدھا ان کے سپرد کر دیں تو صبح وہ ان کے دروازے سے ہاتھی ہاتھی پکارتا نکلے گا۔ ایک رات کو کسی ملک کا سربراہ پکڑ کر ان اقرار کرانے والوں کے سپرد کر دیا جائے تو صبح اخبار نویسوں کی موجودگی میں وہ "ہنستے مسکراتے بقائمی ہوش و حواس" اپنا "اقراری بیان حلفی" ریکارڈ کروا رہا ہو گا۔

آج سچائی کا معیار' مصنوعات کے "امریکی ایوارڈ یافتہ" معیار کی طرح' امریکہ کے رحم و کرم پر ہے۔ بش کی زبان سے نکلا ہر جملہ جس کی تائید بلیئر کر دے وہ سچائی کے ہر معیار پر پورا اترتا ہے اور مسلمان خصوصاً "بنیاد پرست" کچھ عرض کریں تو وہ "سچائی کا منہ چڑاتے" ہیں۔ وہ سچائی تسلیم نہیں کی جا سکتی۔ بہر حال کوئی تسلیم کرے نہ کرے ہمارے گردوپیش بے شمار کڑوے سچ بکھرے پڑے ہیں اور نہیں جانتے کہ انہیں تسلیم کیا جائے گا یا نہیں۔

سچائی پر ایمان رکھنے والوں کو سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے ایک نصیحت کی تھی اور وہ یہ تھی کہ:

☆ ''آپ کے گرد اگر جھوٹ اور غیر حقیقت پسندی کی دھول اس قدر ابھر جائے کہ آپ اس میں چھپ جائیں تو بھی آپ کو ہمت نہ ہارنی چاہئے' حوصلے پست نہ ہونے چاہئیں' اپنے سچ پر شبہ نہ ہونا چاہئے کہ جھوٹ کی گرد کو بہر حال اپنے وقت بیٹھنا ہے اور پھر صرف سچائی کی طاقت ہوگی جو نکھری ہوئی اپنا وجود تسلیم کرا لے گی۔ (مفہوم)'' ☆

جیسا کہ ہم نے عنوان میں ذکر کیا ہے سچ اگرچہ کڑوا ہے مگر اسے صبر وسکون سے سن لینا' اس پر غور وفکر کر لینا عملی زندگی میں مٹھاس سمو دیتا ہے۔ اس کو سنتے ہی سیخ پا ہو جانے والوں کے حصہ میں مستقبل کا تاسف رہ جاتا ہے جو نامراد زندگی پر منتج ہوتا ہے اور کوئی عقلمند نامراد زندگی کا تصور بھی نہیں کرتا۔ اس لمبی تمہید کے بعد ہمیں اس سچائی کو تسلیم کر لینا چاہئے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں دہشت گردی کرنے والے دینی جماعتوں سے متعلق مسلمان نہیں ہیں۔ یہ ''را'' ''موساد'' اور ''سی آئی اے'' کے زرخرید ایجنٹ ہیں۔ ہر مجرم کو پکڑ کر اسلامی تنظیموں کے کھاتے میں ڈال کر ہم اسلام کی' پاکستان کی' کوئی خدمت نہیں کر رہے۔ ایجنسیوں کے ایجنٹ داڑھی والے ہو سکتے ہیں کہ یہی بہروپ ان کا سہارا ہے' ان پر سجتا ہے۔

☆......☆......☆

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بے گانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

20/08/03

جنرل کمال اتاترک سے جنرل پرویز مشرف تک

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے متنازعہ صدر جنرل پرویز مشرف نے جو میاں نواز شریف کی جمہوری حکومت کا تختہ الٹ کر اقتدار میں آئے تھے آغاز ہی میں لگی لپٹی کے بغیر اپنی قوم کو یہ بتا دیا تھا کہ مصطفیٰ کمال اتاترک میرے آئیڈیل ہیں۔ان کی اس صاف گوئی نے باشعور اہل وطن کو سوچنے پر مجبور کر دیا تھا۔ جنرل پرویز مشرف نے جو کہا تھا اس پر بتدریج کام بھی شروع کر دیا گیا۔ جو قوم کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

مصطفیٰ کمال اتاترک کون تھا؟ وہ ترکی میں برسر اقتدار کیسے آیا؟؟ کمال اتاترک سے پہلے ترکی کس حال میں تھا؟؟؟ یہ سوالات توجہ طلب ہیں۔ یہ تجزیہ ہمیں جنرل پرویز مشرف کے ''روشن خیال خوشحال پاکستان'' کے مجوزہ روڈ میپ Road Map کو سمجھنے میں یقیناً مددگار ہوگا۔روڈ میپ کی اصطلاح پرویز مشرف کے ذاتی دوست امریکی صدر بش کی وضع کردہ ہے۔

ترکی کمال اتاترک سے پہلے:

ترکی میں ترک خلافت کا عرصہ 600 سال سے زائد ہے اور اسلامی تاریخ میں کسی ایک خاندان نے اس قدر طویل عرصہ تک حکومت نہیں کی۔ 600 سال کے اس عرصہ میں ترکی نے عروج و زوال سبھی کچھ چکھا کہ یہ قانون فطرت کا تقاضا ہے۔ خالق کا فرمان بھی تو یہی ہے۔ "تلك الايام نداولها بين الناس "مگر اس وقت ہمارے پیش نظر سلطان عبدالحمید کا
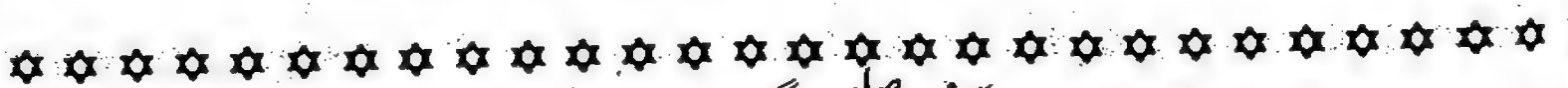
آخری دور ہے۔

سلطان عبدالحمید کے متعلق بعض مورخ زور دے کر کہتے ہیں کہ وہ خودسر آمر تھا جس نے انتہائی سخت گیری سے کم وبیش 30 سال تک حکومت کی۔ اس کی ''سخت گیری اور ظلم'' کے حالات بھی تاریخ کا حصہ ہیں مگر اس کے اقتدار کے دوران وقوع پذیر صورت حال کا جو نقشہ مسلم اور غیر مسلم مورخین نے تاریخ کے سپرد کیا اس سے ایک صاف ستھرے اصولوں پر سمجھوتہ نہ کرنے والے کی تصویر سامنے آتی ہے۔ جس طرح چار اندھوں نے ہاتھی کے متعلق الگ رائے دی تھی اس طرح ہر دور کے لوگ حکمرانوں کے متعلق آرار کھتے ہیں۔

☆ ''سلطان عبدالحمید خان ثانی نے پارلیمنٹ برخاست کر کے پورے تیس سال ایک مطلق العنان آمر بادشاہ کی حیثیت سے حکومت کی۔ اس میں شک نہیں کہ اس مدت میں بیرونی سازشوں اور کوششوں کے باوجود سلطنت عثمانیہ کی ایک چپہ زمین بھی انہوں نے ہاتھ سے نہ نکلنے دی۔ ...... انہوں نے فوجی قوت کی دھاک بٹھا دی' ترکی میں ریل کی پٹڑیاں بچھائی گئیں۔ دمشق اور بغداد تک ریلوے لائن کی توسیع کی گئی۔ حجاز ریلوے کی تعمیر بھی اسی دور میں شروع ہوئی۔ مدینہ منورہ تک تار برقی کا سلسلہ شروع ہوا۔ قانون تجارت' انجینئرنگ اور زراعت کے کالج تعمیر ہوئے۔ فنون لطیفہ کی اکیڈیمی قائم ہوئی اور مطبوعات پر سخت احتساب کے باوجود ابتدائی پندرہ سالوں میں چار ہزار کتب شائع ہوئیں۔

سلطان عبدالحمید نے اتحاد اسلام کی تحریکوں کی حوصلہ افزائی کی اور غیر ترک مسلمانوں کو اعلیٰ عہدے دے کر ان میں سلطنت عثمانیہ کے ایک ترک ریاست سے زیادہ ایک اسلامی ریاست (خلافت) ہونے کا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
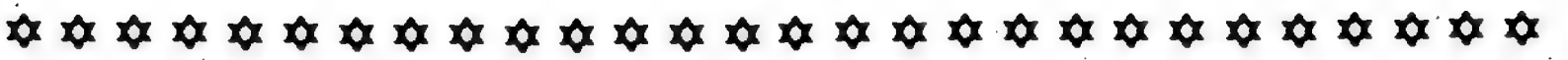
احساس پیدا کیا اور غیر ترک مسلمانوں میں اعتماد کی فضا پیدا کرنے کی کوشش کی۔ انہوں نے فلسطین کو یہودی وطن بنانے کی کوششوں کو ناکام کیا۔ ترکی قرض کے بوجھ تلے دبا ہوا تھا اور انگریزوں نے دو مرتبہ سلطان کو یہ قرض ادا کرنے کی پیش کش اس شرط پر کی کہ وہ فلسطین میں یہودیوں کو آباد ہونے کی اجازت دے دیں لیکن سلطان نے اس پیش کش کو سختی سے رد کر دیا۔"

"سلطان کے عہد کے یہ کارنامے یقیناً قابل قدر ہیں لیکن ان تمام باتوں کے باوجود ترک قوم پرستوں میں سلطان عبدالحمید ایک انتہائی ناپسندیدہ شخصیت رہے اس کی ایک وجہ یہ نظریاتی اختلاف تھا کہ سلطان عبدالحمید خلافت عثمانیہ کو ترکوں اور عربوں کے تعاون سے ایک مسلم مملکت کی شکل دینا چاہتے تھے جب کہ نوجوان ترکوں میں قوم پرستی کے جذبات دن بدن شدید ہو رہے تھے۔"☆ (ملت اسلامیہ کی مختصر تاریخ' حصہ دوم' صفحہ 454-55 از ثروت صولت)

مذکورہ طویل اقتباس سے چند امور بوضاحت سامنے آتے ہیں اور یہی امور تھے جو اسلام دشمن قوتوں کے دلوں کا خار تھے۔

☆ ترک خلافت کا عملی زندگی کے مختلف شعبوں میں خود کفیل ہونا جو داخلی سماجی اور معاشی استحکام کی ضمانت تھا'

☆ ترک خلافت کو اسلامی خلافت میں بتدریج تبدیل کرنے کے جملہ اقدامات کرنا۔ غیر ترکوں میں اعتماد کی بحالی کا کام'

☆ یہود کو ہر قیمت پر اس خلافت سے باہر رکھنا' (یہود نے ایک بار سلطان آغا خان والد پرنس کریم آغا خان کے ذریعے بھی ارض فلسطین میں اراضی خریدنے کی کوشش

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
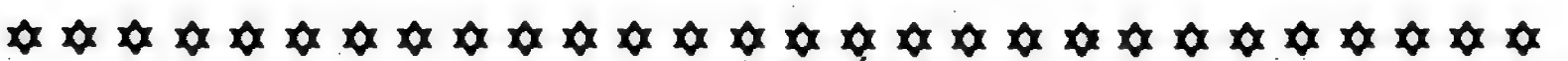
کی تھی جسے زیرک سلطان نے رد کر دیا تھا۔)

یہود و نصاریٰ بالاتفاق ترک خلافت کے اسلامی خلافت میں تبدیل ہونے اور اس کے داخلی استحکام میں اپنی موت دیکھ رہے تھے اور ہر قیمت پر وہ ترکوں اور عربوں میں اختلافات پیدا کر کے اسے دشمنی کی انتہا تک لے جانا چاہتے تھے۔ اس مقصد کی تکمیل کے لئے اگر ایک طرف حجاز میں کرنل لارنس (Lawrance of Arabia) مصروف عمل تھا دوسری طرف نوجوان ترک تھے۔

یہود کے بڑے اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ نسلی' علاقائی اور مذہبی تعصب سے بڑھ کر کوئی ہتھیار موثر نہیں ہے اور انہوں نے "مغرور" سلطان کو سزا دینے کے لئے اسی ہتھیار کو استعمال کرنے کا فیصلہ کیا اور پہلے قدم کے طور پر ترکی کے گرد ممالک کو محفوظ کمین گاہ تصور کرتے وہاں فری میسن لاج قائم کئے اور ترک نوجوان فوجیوں کو' بالخصوص ان کی راہ دکھائی' "اتحاد و ترقی کمیٹی" کی بنیاد رکھی گئی۔

اس پہلو پر آگے بڑھنے سے پہلے سلطان عبدالحمید خان کی مجوزہ اسلامی خلافت میں ترکوں کی سماجی حالت کا ایک مختصر جائزہ بھی دیکھ لیجئے تاکہ "مطلق العنان آمر یا بادشاہ" کا حقیقی کارنامہ ہمیں یہ بتا دے کہ اس وقت ترک قوم کس حال میں تھی۔

> ☆ "ترکوں کی معاشرت میں مجھ کو جو چیز سب سے زیادہ پسند ہے وہ یہ ہے کہ باوجود نفاست پسندی اور عالی دماغی کے ان میں فضول شان وشوکت کا نام نہیں۔ بڑے بڑے وزراء و امراء بازار میں نکلتے ہیں تو معمولی حیثیت سے نکلتے ہیں۔ مکانات اور معاشرت کی تمام چیزوں میں سادگی ہوتی ہے۔
>
> ترکوں کی معاشرت کا طریقہ نہائت پسندیدہ ہے' قابل تقلید ہے۔ امراء

اور معزز عہدے دار تو رہے ایک طرف' معمولی حیثیت کا آدمی بھی جس صفائی اور خوش سلیقگی سے زندگی بسر کرتا ہے ہمارے ملک میں بڑے بڑے امیروں کو وہ بات نصیب نہیں ہے.....'' ☆ (مولانا شبلیؒ بحوالہ ملت اسلامیہ کی مختصر تاریخ' جلد دوم' صفحہ 62-461)

☆ ''ڈاکہ' نقب زنی' یہاں تک کہ چھوٹی چھوٹی اور معمولی چیزوں کی چوری بھی ترکوں کے ہاں مطلق نہیں ہوتی۔ چور عموماً بلغاریہ کے لوگ ہوتے ہیں۔ سڑکوں پر جھگڑا فساد شاذونادر ہی ہوتا ہے مگر جو چیز کسی سیاح کے دل سے محو نہیں ہو سکتی' وہ سڑکوں پر بدمست عورتوں اور بدمست مردوں کا نہ ہونا ہے اگر کہیں شراب کے نشہ میں کوئی بدمست دیکھا بھی جائے گا وہ ترک نہ ہوگا۔'' ☆ (دولت عثمانیہ' جلد دوم' صفحہ 453)

☆ ''مجھ سے قسطنطنیہ میں کاروباری آدمیوں نے بار ہا کہا کہ جب ہم کو کوئی ایسا کام کسی کے سپرد کرنا ہوتا ہے جس میں کامل ایمانداری کی ضرورت' ہوتی ہے تو ہمیشہ ہم بجائے کسی یونانی [illegible] ریبی یا یہودی کے کسی ترک کو وہ کام سپرد کرتے ہیں۔'' ☆ (یورپی مصنف W.S.Minro بحوالہ ملت اسلامیہ کی تاریخ' صفحہ 463)

☆ ''اگر کوئی شخص سڑک پر کسی عورت سے ملتا ہے تو اس کی طرف سے منہ پھیر لیتا ہے ترک بے شرم عورتوں سے بے حد نفرت کرتے ہیں اور ان سے بچتے ہیں یہ کسی ترک کے لئے سب سے بڑی ذلت اور شرم کی بات ہے کہ وہ عورت پر ہاتھ اٹھائے..... جوئے کے کھیل سے بے حد نفرت کرتے ہیں اور قمار باز کو جو روپے کے لئے کھیلتا ہے چور سے بھی

براسمجھتے ہیں۔

اونچے بلکہ متوسط طبقہ کے لوگ بھی' جہاں تک رقص کا تعلق ہے اس کو انسانی وقار کے خلاف سمجھتے ہیں اور اس فن کو نوع انسانی کے نہایت ادنیٰ افراد کے لئے موزوں خیال کرتے ہیں۔ ان کا قول ہے کہ کوئی بھی نہیں ناچتا جب تک کہ وہ بدمست یا مجنون نہ ہو۔

ترک عورتوں سے سڑکوں پر کبھی بات نہیں کرتے یہاں تک کہ خود اپنی بیویوں سے بھی نہیں۔ کوئی شخص عورت کو گھورتا بھی نہیں۔ یہ رواج یورپ کے عیسایوں تک محدود ہے۔ عام طور پر ترک شراب نوشی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور افیوں کھانے کی عادت کو بہت ہی ذلیل سمجھتے ہیں۔'' ☆ (برطانوی مصنف Larpent بحوالہ ملت اسلامیہ کی مختصر تاریخ' ثروت صولت' صفحہ 463)

☆ ''ترک فطری طور پر سپاہی' منظم' منصف مزاج اور امن و امان کا محافظ تھا۔ اس کی ساری دولت یا تو اس کی اپنی املاک ہوتی تھی یا پھر ذاتی تنخواہ...... یہی لوگ اسلام کے بہادر ترین مجاہد تھے اور ایسے زمانہ میں جب کوئی دوسری مسلمان قوم یورپ کی چیرہ دستوں کی تاب نہ لا سکتی تھی' اسلامی تہذیب' اسلامی علوم وفنون' اسلامی ادبیات اور اسلامی زندگی کی خدمت کرنے والے اور اسے زندہ رکھنے والے یہی ترک تھے۔'' ☆ (نومسلم ہنگرین مصنف جولیس جرمانوس' بحوالہ مذکورہ' صفحہ 464)

جنرل مصطفیٰ کمال اتاترک کے خلافت پر شبخون مارنے سے قبل ترک قوم جس نہج

پر زندگی گذار رہی تھی' سماجی' ادبی اور معاشرتی اقدار کا جو سرمایہ قوم کی جھولی میں تھا اس کی ایک جھلک آپ مذکورہ اقتباسات کے آئینے میں دیکھ چکے ہیں اور اگر اسی آئینہ کو النناس علی دین ملوکھم (رعایا بادشاہ کی دین پر ہوتی ہے) کے ساتھ مزید شفاف کر لیں تو سلطان عبدالحمید خان کی ''آمریت'' یا خلافت کی بہت واضح تصویر آپ کی نظروں کے سامنے آجاتی ہے۔ یہ تھا کمال اتاترک سے پہلے کا ترکی۔

کمال اتاترک کون تھا:

مذکورہ تفصیل سے یہ بات آپ بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ سلطان عبدالحمید خان نے 30 سال کے عرصے میں ترک قوم کو ہی نہیں مسلمان قوم کو جس راستے پر ڈالنے کی پیہم کوشش کی تھی وہ یہود و نصاری کے گلے کی پھانس بن چکا تھا وہ اس طرز زندگی اور استحکام کو ایک لمحہ برداشت کرنے پر تیار نہ تھے۔ گرم کوئلوں پر لوٹتے وہ اس قوم میں سے اپنے مطلب کا گھر کا بھیدی تلاش کرنے میں مصروف تھے۔ اسی مقصد کے لئے انہوں نے فری میسن لاج بنائے تھے اور زیر زمین رہتے **Young Turks** کو منظم کیا تھا۔

سلطان عبدالحمید خان کو سبق سکھانے کی لئے یہود کے اقدامات ملاحظہ فرمائیے:

> ☆ ''سالونیکا اور مقدونیہ کی فری میسنری نے سلطان کے اقتدار پر ضرب لگانے کے لئے فوج میں **Young Turks** کو منظم کیا......
> ینگ ترکس قیادت (اتحاد و ترقی کمیٹی) ترکی النسل لوگوں پر مشتمل نہ تھی۔ انور پاشا پولینڈ سے تھا' جاوید بے دونمہ یہودی فرقے کا فرد تھا' قروصو یہودی سالونیکا کا سفاردی یہودی تھا' طلعت پاشا بلغاریہ کے خانہ بدوش قبیلے سے تھا اور احمد رضا مخلوط نسل کا فرد تھا اور جرمنی کے

کا مٹے مکتبہ فکر سے تعلق رکھتا تھا۔'' ☆ (فری میسنری' صفحہ 211' از بشیر احمد)

☆''جولائی 1908ء میں ترکی کی تھرڈ آرمی کے دستے نے جو مقدونیا میں مقیم تھا سلطان عبدالحمید خان کے خلاف بغاوت کر دی اس میں مصطفیٰ کمال پاشا اتاترک کا ہاتھ تھا۔ مصطفیٰ کمال پاشا فری میسنری تھے۔ انہوں نے اکتوبر 1906ء میں دمشق میں ایک خفیہ انقلابی جماعت 'وطن' قائم کی جس کے مراکز جافہ' یروشلم اور دیگر عرب صوبوں میں قائم کئے گئے۔ اس کے ممبروں میں پانچویں آرمی کور کے افسر شامل ہو گئے۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ تنظیم کا مرکز سالونیکا میں قائم کیا جائے۔ مقدونیہ اور سالونیکا میں یہودیوں کا بڑا اثر تھا۔'' ☆ (ایضاً' صفحہ 208)

☆''مقدونیہ لاج کا گرینڈ ماسٹر ایک یہودی قرہ صو آفندی تھا۔ اس نے ترکی کی تباہی اور سلطان کی معزولی میں نہایت گھناؤنا کردار ادا کیا اس نے ینگ ترکس کے لئے ماسونی لاجوں کے دروازے کھول رکھے تھے۔ (یہی وہ شخص تھا جو پرنس کریم آغا خان کے والد سلطان آغا خان کے ساتھ ان کی سفارش لے کر سلطان عبدالحمید خان کے پاس یہودی بستی کے لئے زمین خریدنے گیا تھا اور جسے سلطان نے دھتکار دیا تھا اور پھر یہی وہ شخص تھا جو سلطان کو معزولی کی اطلاع دینے والے وفد کا اہم رکن تھا۔ ارشد) ☆ (بحوالہ مذکورہ' صفحہ 209)

☆''جدید ترکی کا بانی مصطفیٰ کمال سالونیکا اور البانیہ میں 1880 میں پیدا ہوا۔ فوجی تعلیم کے بعد بطور کیپٹن فوجی ملازمت کا آغاز کیا اور شام'

فلسطین، مصر، سالونیکا اور البانیہ میں خدمات سرانجام دیں۔ دریں اثنا اس کی انجمن ترقی و اتحاد کے انقلاب پسندوں سے ملاقاتیں ہوئیں۔ سلطان عبدالحمید خان کو معزول کرنے کے منصوبے سوچے جاتے رہے۔ اپریل 1909ء میں ترک فوج نے علم بغاوت بلند کیا۔

مصطفیٰ کمال نے 3 مارچ 1924ء کو منصب خلافت ختم کر کے جمہوریہ ترکیہ کا سنگ بنیاد رکھا۔ آئین کی رو سے ترکی نے جمہوریت کی راہ اختیار کی۔ مذہب کو سیاست سے علیحدہ کر دیا گیا۔'' ☆ (تاریخ اقوام عالم، صفحہ 578-79)

مصطفیٰ کمال پاشا کی اصلاحات:

صدر بنتے ہی اپنے ملک کے لوگوں کو یورپ کے رنگ میں رنگنے کی کوشش شروع کر دی گئی۔ اپنے حقیقی آقاؤں (یہود و نصاریٰ) کے ایجنڈے کی تکمیل کے ضمن میں مندرجہ ذیل اصلاحات پر سارا زور صرف کیا گیا۔

☆ 3 مارچ 1924ء کو خلافت ختم کرنے کے ایک ماہ بعد تمام مذہبی و شرعی عدالتوں، اوقاف اور مذہبی سکولوں کو ختم کر دیا گیا۔

☆ طلاق، شادی اور وراثت میں مردوں اور عورتوں کو مساوی حقوق سے ''نوازا'' گیا۔

☆ عربی رسم الخط ختم کر کے لادینی حروف تہجی کو اختیار کیا گیا۔ ترکی زبان سے عربی اور فارسی الفاظ خارج کر دیئے گئے۔

☆ اسلام کے شرعی قوانین کی جگہ سوئٹزرلینڈ کے قانون کو نافذ کیا گیا اور یورپین کلینڈر اپنایا گیا۔ شبینہ کلب' ناچ گھر اور تھیٹر قائم کئے گئے۔

☆ پردہ اور تعدد ازدواج کو قانوناً ممنوع قرار دیا گیا۔ مخلوط تعلیم رائج کی گئی۔ شراب نوشی عام ہوگئی۔ زنا اور اسقاط حمل بھی عام ہو گئے۔

(بحوالہ تاریخ مسلمانان عالم' پروفیسر محمد رضا خان' صفحہ 581)

قائداعظم محمد علیؒ جناح کا پاکستان:

14 اگست 1947 بمطابق 27 رمضان المبارک دنیا کے نقشے پر معرض وجود میں آنے والی نظریاتی اسلامی جمہوریہ پاکستان کے مطالبے کی بنیاد ہی یہ نعرہ تھا کہ ''پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ''۔ بانی پاکستان نے مختلف مواقع پر بار بار اس امر کی وضاحت فرمائی کہ پاکستان خالصتاً ایک اسلامی نظریاتی ریاست ہوگی قرآن وسنت جس کا دستور و آئین ہو گا۔

☆ ''اس قوم کو ایک جداگانہ گھر کی ضرورت ہے۔ ان دس کروڑ مسلمانوں کو جو اپنی تمدنی معاشرتی صلاحیتوں کو اسلامی خطوط پر ترقی دینا چاہتے ہیں۔ ایک اسلامی ریاست کی ضرورت ہے۔'' ☆ (قرارداد لاہور 23 مارچ 40' حیات قائد از سردار محمد خان عزیز' صفحہ 226)

☆ ''مسلمان غلامی کو عذاب سمجھتا ہے۔ مسلمان اور غلام دو متضاد چیزیں ہیں ایک آزاد اسلامی سلطنت کے بغیر اسلام کا تصور ہی باطل ہے۔ مسلمان کے نزدیک صحیح آزادی کا تصور یہ ہے کہ وہ ایسی اسلامی حکومت کو معرض وجود میں لائے جو قرآن کریم کے ضابطہ خداوندی کی متشکل ہو۔ مسلمان کے نزدیک ہر وہ نظام باطل ہے جو کسی انسان کا

وضع کردہ ہو۔ کیونکہ اس کے پاس ایک محکم دستور ہے جو اس کی ہر موقع اور ہر زمانہ میں راہنمائی کر سکتا ہے۔''☆ (حیات قائداعظم از سردار محمد خان عزیز' صفحہ 252)

☆''سوال: مذہب اور مذہبی حکومت کی لوازم کیا ہیں؟

جواب: (قائداعظم) جب میں انگریزی زبان میں مذہب کا لفظ سنتا ہوں تو اس زبان اور محاورے کے مطابق لامحالہ میرا ذہن خدا اور بندے کی باہمی نسبت اور رابطہ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ میں بخوبی جانتا ہوں کہ اسلام اور مسلمانوں کے نزدیک مذہب کا یہ محدود اور مقید مفہوم یا تصور نہیں ہے۔ میں نے قرآن مجید اور قوانین اسلامیہ کے مطالعہ کی اپنے طور پر کوشش کی ہے۔ اس عظیم الشان کتاب کی تعلیمات میں انسانی زندگی کے ہر باب کے متعلق ہدایات موجود ہیں۔ زندگی کا روحانی پہلو ہو یا معاشرتی' سیاسی ہو یا معاشی غرضیکہ کوئی شعبہ ایسا نہیں جو قرآنی تعلیمات کے احاطہ سے باہر ہو۔ قرآن کریم کی اصولی ہدایات اور طریق کار نہ صرف مسلمانوں کے لئے ہے بلکہ اسلامی حکومت میں غیر مسلموں کے لئے بھی حسن سلوک اور آئینی حقوق کا جو حصہ ہے اس سے بہتر کا تصور ناممکن ہے۔''☆ (اگست 1941 میں مسلم نوجوانوں کی مجلس سوال و جواب میں قائداعظم کی وضاحت بحوالہ مذکورہ' صفحہ 255)

☆''پاکستان کی بنیاد فی الحقیقت اس وقت پڑ گئی تھی جب اس برصغیر میں پہلے غیر مسلم نے اسلام قبول کیا تھا۔''☆ (قائداعظم کا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ 1940 میں اعلان' بحوالہ قیام پاکستان میں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مولانا مودودیؒ کا فکری حصہ' صفحہ 8 از سید نظر زیدی)

اسلامی جمہوریہ پاکستان کا آئین:

علما کے مشترکہ پلیٹ فارم سے بالاتفاق طے کردہ نکات کو جسے قرارداد مقاصد سے موسوم کیا گیا' آئین و دستور کا جزو تسلیم کیا گیا۔ 1973 کا آئین جسے قوم آج تک قیمتی اثاثہ جانتے سینے سے لگائے بیٹھی ہے اور وہ یہی آئین ہے جس کے تحت اور جس کی حفاظت کا جنرل پرویز مشرف حلف اٹھا چکا ہے اور حلف اٹھانے کے بعد جس کے بخیئے ادھیڑنے پر مصر ہے۔ حفاظت کا حلف فراموش کیا جا چکا ہے۔

☆ دفعہ 2: ''اسلام پاکستان کا سرکاری مذہب ہوگا۔''

☆ قرارداد مقاصد: ''...کی رو سے مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائیگا کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگیوں کو اسلامی تعلیمات و مقتضیات کے مطابق' جس کا تعین قرآن و سنت نے کیا ہے' ترتیب دے سکیں۔'' (بحوالہ آئین پاکستان' ڈاکٹر صفدر محمود' ضمیمہ 4' آرٹیکل 2 الف' صفحہ 175)

☆ شریعت بل کا متن: ''اور ہرگاہ کہ اسلام پاکستان کا سرکاری مذہب قرار دیا جا چکا ہے اور اس طرح تمام مسلمانوں کا یہ فرض ہے کہ وہ قرآن مجید اور سنت کے احکام پر عمل کریں تا کہ ان کی زندگیاں مکمل طور پر خدائی قوانین کے تحت آ جائیں۔'' (پیرہ 2)

☆ شریعت ایکٹ 1991:

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

i) اس ایکٹ کو نفاذ شریعت ایکٹ 1991 کا نام دیا گیا ہے۔

ii) اس کا اطلاق پورے پاکستان پر ہوگا۔

iii) دفعہ 9۔ ذرائع ابلاغ کے ذریعے اسلامی اقدار کا فروغ:

a) حکومت ذرائع ابلاغ کے ذریعے اسلامی اقدار کو فروغ دینے کے سلسلے میں ضروری اقدامات کرے گی۔

b) شریعت کے خلاف توہین آمیز مواد جس میں فحاشی کی ترغیب دی گئی ہو' کی اشاعت پر مکمل پابندی ہوگی۔

مذکورہ تفصیلی اقتباسات میں قائداعظمؒ کے اسلامی جمہوریہ پاکستان کا مکمل نقشہ آپ دیکھ سکتے ہیں۔ اختصار مطلوب تھا ورنہ فرمودات قائد اور آئین پاکستان سے مزید شواہد آپ کے سامنے رکھے جا سکتے تھے تاکہ آپ اپنے حقیقی (Road Map) نشانِ راہ و منزل دیکھ سکتے۔

گذری سطور میں آپ ترک خلافت کے آخری دور کی جھلک' اس کے اسلامی خدوخال اور اس کے خلاف یہود و نصاری کی چھپی اور کھلی سازشوں کی ہلکی سی تصویر کے ساتھ جنرل مصطفیٰ کمال اتاترک کے ہاتھوں خلافت کی تباہی اور اسلامی اقدار کے ادھڑے بخئیے دیکھ چکے ہیں۔ ہم نے آپ کے سامنے بانی پاکستان کے تصور مملکت اور تصور اسلام کی ایک مصدقہ تصویر بھی رکھی ہے آئین و دستور جس کی تائید کرتا ہے۔ اب آپ جنرل پرویز کا تصورِ پاکستان ملاحظہ فرمالیجئے:

جنرل پرویز مشرف کا پاکستان:

1953ء میں لاہور کے مارشل لاء کے ہیرو لیفٹیننٹ جنرل محمد اعظم خان سے 1970 میں ایک ملاقات ہوئی تو راقم الحروف نے' جوان کے اس مارشل لاء کا ذائقہ بصورت سمری کورٹ مارشل' سنٹرل جیل لاہور میں ایک سال تک انجوائے کر چکا تھا' ناانصافی کا گلہ کیا تو مرحوم جنرل نے مسکراتے ہوئے بڑی پتے کی بات کہی کہ "تم فوج کے پاس انصاف ڈھونڈتے ہو ہمارے پاس صرف دہشت ہوتی ہے کہ لوگ سہمے رہیں۔"

12 اکتوبر کی شام کو شروع ہو کر رات کے پچھلے پہر منزل پانے والے انقلاب کے ہیرو جنرل پرویز مشرف سے قوم نے بڑی توقعات وابستہ کی تھیں کہ سپاہی اور وہ بھی سید زادہ نہ جھکے گا نہ بکے گا اور بھنور میں پھنسی قوم کی نیا کو مضبوط پتواروں کے ساتھ اللہ تعالی کی رحمت کے سہارے منزل دکھائے گا۔ بعض نے نوافل پڑھے تو بعض نے مٹھائی تقسیم کی' جب کہ بعض نے مبارکباد اور وابستہ توقعات کے خطوط لکھے۔

چند ماہ تو کیا گذرتے ابھی چند ہفتے بھی نہ گذرے تھے کہ جنرل پرویز مشرف نے اپنا تعارف جنرل مصطفیٰ کمال اتاترک کے "فین" کے طور پر کرایا یہ گویا قوم کو اپنے (Road Map) نشانات راہ دکھانا تھا۔ پھر چند ہی روز بعد بغل میں کتا اٹھائے ایک تصویر اخبارات کی زینت بنی اور جب بعض حلقوں میں اسے ناپسندیدہ قرار دیا گیا تو بجائے معاملہ ٹھنڈا کرنے کے الٹا ان حلقوں کا بڑی ڈھٹائی سے تمسخر اڑایا گیا۔

چشم فلک نے ایک جنرل کو اسلامی جمہوریہ کا ایک بازو کٹواتے اور دوسرے بازو کو کمزور کرتے دیکھا تھا۔ مغربی اور مشرقی پاکستان کا دفاعی منصوبہ یہ تھا کہ بھارت مشرقی سرحد پر جارحیت کرے تو مغربی سرحد پر دباؤ بڑھایا جائے اور مغربی سرحد پر ایسا ہو تو مشرقی سرحد پر حملہ کیا جائے جیسا 1965 میں ہوا تھا مگر جنرل یحیٰی نے بانس اور بانسری ختم کر دی۔ غنیمت تھا کہ پاکستان کی افغان سرحد نہ صرف محفوظ تھی بلکہ افغان ہر آڑے وقت میں خود کو پشتیبان ثابت کر چکے تھے۔

✡ ✡

جنرل پرویز مشرف کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کا یہ حفاظتی حصار ایک آنکھ نہ بھایا۔ 2500 کلومیٹر طویل پاک افغان سرحد ہی ہمارے لئے غیر محفوظ نہ ہوئی افغان ہمارے دشمن بن گئے اور یوں پاکستان' بھارت (مشرقی سرحد) اور بھارت و اسرائیل نواز افغانستان کے مابین Sandwich سینڈوچ بن گیا۔ فوجی قیادت کی بصیرت کو امریکی دہشت گردی کی ایک ہی گیدڑ بھبھکی نگل گئی۔ کارگل کا ''ہیرو'' افغانستان کا ہیرو نہ بن سکا۔

11 ستمبر کے امریکی وقوعے کے بعد جنرل پرویز مشرف امریکی حلیف کیا بنے مکمل یہودی امریکی ایجنڈا ہی اپنا لیا۔ اپنے پیش رو فوجی جرنیل کی ناکام بنیادی جمہوریت کی شراب ضلعی حکومتوں کی نئی بوتل میں خواتین کی ''معقول'' نمائندگی کے ساتھ قوم کی جھولی میں تو ڈالی ہی تھی امریکی سرپرستی میں اسلامی تعلیمات اور اقدار پر بھی بے دریغ تیشہ زنی شروع کر دی گویا اتاترک کے ایجنڈے پر' جو یہود کا ایجنڈا تھا کام کا آغاز ہو گیا۔

جنرل پرویز مشرف نے ''سب سے پہلے اسلام'' کے بجائے خود غرضی کی نجاست میں لتھڑا ''سب سے پہلے پاکستان'' کا نعرہ دیا پھر ''مذہبی دہشت گردی'' اور ''مذہبی انتہاپسندی'' کے خلاف ''مقدس جنگ'' کے آغاز کی ''نوید مسرت'' قوم کو سنائی۔ عالمی سطح پر یہ بش اور بلیئر کا ایجنڈا تھا۔ جنرل پرویز مشرف نے سوچا ہو گا کہ دونوں کے اس ''عالمی برائی'' کا پیچھا کرتے پاکستان میں گھسنے سے قبل میں خود ہی خاتمہ کر کے ''اعزاز'' پالوں۔

مذہبی دہشت گردی کا اگر مخصوص امریکی برطانوی چشمہ جنرل پرویز نے نہ لگایا ہوتا تو انہیں برسوں سے جاری آئرلینڈ' سربیا' بوسنیا' سراجیوو' فلسطین' بھارت کے احمد آباد و کشمیر' برما کے ارکان' فلپائن کے منڈے تاؤ اور نہ جانے سینہ دھرتی پر کہاں کہاں مذہبی انتہاپسند اور مذہبی دہشت گردی واضح طور پر نظر آ جاتی مگر کیا کہئے یہ امریکی برطانوی چشمہ صرف اسلامی انتہا پسندی کو دیکھتا ہے۔

✡ ✡

جنرل کمال اتا ترک کی طرح جنرل پرویز روشن خیال اور خوشحال پاکستان کے راستے کے گراں پتھر دینی مدارس' دینی اقدار کو دیکھ رہے ہیں لہذا ابھی لاہور میں وکلاء کانفرنس میں تو کبھی کوہاٹ ٹنل کی افتتاحی تقریب کے موقع پر شعائر اسلام حجاب اور داڑھی پر برستے ہیں۔ سود کو حلال کر ہی لیا ہے۔ ٹی وی وغیرہ فحاشی میں اول انعام کے لئے جنرل کی طرف مسلسل دیکھ رہے ہیں۔

قائداعظمؒ نے شاید یہ کبھی نہ سوچا ہو کہ میری قوم میرا نام استعمال کرتے مسلم لیگ کو بے شمار گروپوں میں تقسیم کر دے گی اور ایک وقت آئے گا جب قائداعظم مسلم لیگ کو قائد کا پاکستان' پاکستان کا قرآن وسنت پر مبنی بنیادی نظریہ' بچانے کے بجائے ایک خودسر آمر کا تخت و تاج بچانے کی زیادہ فکر ہو گی۔ قائداعظم کے باڈی گارڈ ہونے پر فخر کرنے والا میر ظفر اللہ جمالی قائد کے پاکستان کا باڈی گارڈ بننے کے بجائے جنرل پرویز مشرف کی وردی کا باڈی گارڈ ہو گا۔

اہل وطن! قرآن کا فرمان ہے کہ ''انہوں نے بھی تدبیر کی اور اللہ نے بھی تدبیر کی بے شک اللہ کی تدبیر غالب رہنے والی ہے۔'' کفر کی گھٹا لمحہ لمحہ گھمبیر ہوتی جا رہی ہے مگر بحیثیت مسلمان قرآن کے اس فرمان سے حوصلہ ملتا ہے کہ ''یہ کفار پھونکوں سے اللہ کے دین کا چراغ بجھانا چاہتے ہیں مگر اللہ اپنے نور کو مکمل کر کے رہے گا خواہ کفار کو ناگوار ہی گزرے'' قرآن سے ثابت حجاب اور محبوب خداﷺ کی سنت کا استہزا کفر نہیں تو آپ اسے کیا نام دینگے۔ آج ''کونوا انصار اللہ'' اللہ کے مددگار' اس کے دین پر قربان ہونے والوں کی ضرورت ہے کفر کی آندھی کے باوجود چراغ جلاتے رہنے کی ضرورت ہے۔

اٹھو وگرنہ حشر نہ ہو گا پھر کبھی
دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

☆......☆......☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

14/05/02

امریکی دوستی اور بھارتی جارحیت!

اسلامی جمہوریہ پاکستان کی آزادی و سالمیت پر بھارتی جارحیت کے لمحہ لمحہ بڑھتے سائے اور اندرون ملک نت نئے حوادث محب وطن عناصر کو پریشان کئے جا رہے ہیں کہ بھارت کی بڑی سے بڑی چال کے سبب بھی گذشتہ 55 سال میں یہ صورت حال پیدا نہ ہوئی تھی۔ موجودہ صورت حال امریکہ، برطانیہ اور اسرائیل کی مشترکہ منصوبہ بندی کا نتیجہ ہے جس کے تحت پاکستان کو بھارت کے ہاتھوں سزا دلوانا ہے۔

آیئے! قضیے کا جائزہ جرنیل کی عقل سے نہیں ایک سپاہی کی عقل سے لیتے ہیں کہ بات سمجھنے کے لئے ''بہت بڑی عقل'' کی ضرورت نہیں ہے۔ معمولی عقل و شعور کا حامل دہقان بھی جانتا ہے کہ دوست کا دشمن کبھی دوست نہیں ہوتا۔ امریکہ و برطانیہ پاکستان کے اتحادی اور دوست ہونے کے دعویدار ہیں۔ پاکستان اس گہری اور اٹوٹ دوستی پر فخر کرتے نہیں تھکتا۔ بھارت پاکستان کا دشمن ہے مگر امریکہ اور اسرائیل اس بھارتی دشمن کے دوست ہیں۔

پاکستان کے دونوں گہرے دوست امریکہ و برطانیہ، پاکستان کے بدترین دشمن کو تو اسلحہ فراہم کرتے ہیں، جنگی مشقوں میں ان کا اشتراک ہے مگر صبر و تحمل و بردباری اور اندرون ملک ''دہشت گردی'' کے خاتمہ کا ''دوستانہ مشورہ'' اسلامی جمہوریہ پاکستان کے لئے ہے۔ دوستی کا یہ انداز چشمِ فلک نے کہاں دیکھا ہوگا اور مسلمان جرنیلوں کی بصیرت کے یہ مظاہر بھی۔ سپاہی کی عقل دوستی کے اس دعوے کو تسلیم نہیں کرتی۔

برطانیہ نے لاکھوں پاؤنڈ کا اسلحہ بھارت کو فراہم کرنے کے معاہدے اسی بھارتی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جارحیت کے عملی مظاہرے کے دوران کیئے۔ امریکہ نے جدید ترین راڈار جو ''دشمن'' کے ریڈار سسٹم کو جام کر سکے، جو ''دشمن'' کے ہر قسم کے فائر کے مرکز کی نشاندہی کر سکے، فراہم کرنے کے ساتھ برفانی چوٹیوں پر ''دشمن'' سے پنجہ لڑانے کی صلاحیت پیدا کرنے کے لئے بھارتی جوانوں کو الاسکا کے ٹھنڈے علاقے میں فوجی مشقوں کی سہولت فراہم کی ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دوست امریکہ، پاکستان کو اندرونی دہشت گردی سے نمٹنے کے لئے لاکھوں ڈالر کی امداد اور اپنے سپاہی دیتا ہے اور یہی ''جگری دوست'' پاکستان کے دشمن بھارت کے ساتھ آگرہ میں بھارت امریکہ مشترکہ فوجی مشقوں میں مصروف ہے کہ بھارت کی دشمن کے خلاف فوجی قوتِ کار میں اضافہ ہو۔ یعنی امریکہ اپنے ''دوست'' کے دشمن کو اسلحہ اور تربیت سے پختہ تر کر رہا ہے۔

عام شہری اور افواجِ پاکستان کے سپاہی اس ''قابلِ فخر دوستی'' پر انگشت بدنداں ہیں کہ دوستی کی یہ مثال عالمی تاریخ میں قطعیت کے ساتھ انوکھی ہے۔ دوستی کے اس انداز سے، دوستی پر فخر و اعتماد کے اس انداز سے، انسانیت پہلی بار روشناس ہوئی ہے۔ اگر امریکہ زیر زمین رہتے، پس پردہ یہ کھیل کھیلتا تو کہا جا سکتا تھا کہ بصیرت دھوکا کھا گئی مگر یہ سب کچھ روشن دن میں ہو تو عقل گھاس کھا گئی ہے۔

امریکی دوستی کے شاہکار اور بھی ہیں کہ بھارتی جارحیت کو مکمل آشیرباد کے ساتھ ساتھ، اسلامی جمہوریہ پاکستان میں عدم استحکام اور شدید ترین بے چینی پیدا رکھنے کے لئے قبائل کے علاقہ میں دینی مدارس اور علماء کے خلاف مشترکہ کاروائی کا آغاز کہ سرحدی قبائل اور حکومت میں ٹھن جائے۔ قبائلی سردار بغاوت پر مجبور ہو جائیں۔ ملک کے اندر مذہبی عناصر کے خلاف بلاجواز کریک ڈاؤن سے بے چینی ہو۔

پاکستانی قیادت میں اکساہٹ پیدا کیئے رکھنے میں یہودی میڈیا کے ذریعے بے

بنیاد خبریں نت نئے انداز میں سامنے لائی جا رہی ہیں اور حکمرانوں کو ہمہ وقت یہ باور کرانے کی کوشش جاری ہے کہ مذہبی لوگ، جنہیں انتہائی بدنیتی کے ساتھ ''شرپسند'' کہا جاتا ہے، اقتدار کے لئے ہر لمحہ خطرہ ہیں اور ان سے نجات اقتدار کے استحکام کی ضمانت ہے اور عقل کا اندھا پن کہ کوئی اس مشورہ کی تہہ میں چھپی سازش کو جاننا نہیں چاہتا۔

اقوام عالم کی تاریخ گواہ ہے کہ ہر قوم ہر دور میں اختلاف رائے رکھتی رہی ہے۔ کیا یورپ و امریکہ میں ہر پہلو سے ہم آہنگی ہے؟ کیا وہاں حکومتی پالیسیوں سے اختلاف کرنے والا کوئی نہیں؟ کیا وہاں حکومتوں کے خلاف احتجاج کی خاطر لوگ سڑکوں پر نہیں نکلتے؟؟ کیا وہاں ''دہشت گردی'' کے واقعات نہیں ہوتے؟ آئی آر اے نے برطانیہ کے ناک میں دم کر رکھا ہے۔ ٹموتھی نے امریکہ میں کیا گل کھلایا تھا؟

جب اختلاف رائے ہر ملک میں ہے، جب دہشت گردی کے اِکا دُکا واقعات ہر ملک میں ہیں تو پھر صرف پاکستان میں کیوں یہ ناقابل برداشت ہیں؟ خدانخواستہ ہم دہشت گردی کی حوصلہ افزائی نہیں کر رہے بلکہ کہنا یہ چاہتے ہیں کہ پاکستان میں جس کیفیت کو دہشت گردی کہا جا رہا ہے یہ اس دہشت گردی کا عُشرِ عشیر بھی نہیں ہے جو امریکی سی آئی اے اور موساد نے 11 ستمبر کو امریکہ میں روا رکھی تھی۔

اسرائیل میں، چیچنیا میں، مقبوضہ کشمیر میں جو مسلمانوں کی نسل کشی ہو رہی ہے اور بھارت کے صوبہ گجرات میں بربریت کا راج کسی کے نزدیک بھی دہشت گردی نہیں ہے۔ امریکہ، را، موساد اور سی آئی اے جیسی ایجنسیوں کے ذریعے پاکستان میں اِکا دُکا سنگین واقعات کو اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے استعمال کرنے میں کوئی جھجک اور شرم محسوس نہیں کرتا۔ اسلام آباد کے چرچ میں قتلِ عام کوئی نہ کر سکتا تھا۔ چار گارڈ کھڑے ہوں اور تھیلے میں گرنیڈ ڈالے بندہ اندر چلا جائے اور کاروائی کے بعد غائب ہو جائے جبکہ گیٹ بھی ایک ہی ہو۔ کیا کوئی عقلمند تسلیم کر لے گا اور چرچ بھی عام جگہ پر نہ ہو بلکہ سفارتخانوں کے مخصوص و محفوظ

علاقہ میں، یہ پاکستان کو بدنام کرنے کی کاروائی تھی۔

کہا جا سکتا ہے کہ آخر امریکہ کن مقاصد کے تحت یہ کھیل، کھیل رہا ہے اور حکومت پاکستان سے کھلوا رہا ہے۔ فی الواقعہ یہ کھیل امریکہ و برطانیہ کا نہیں، یہود کا ہے اور امریکہ و برطانیہ اس کی پتلیاں ہیں اور اس حقیقت سے ہر باشعور آگاہ ہے۔ یہود و نصاریٰ کے مشترکہ مقاصد بھی ہیں اور الگ الگ بھی ہیں اور یہ بڑی تدریج کے ساتھ ان مقاصد کی طرف بڑھتے چلے آ رہے ہیں۔

مشترکہ مقاصد میں سرفہرست اسلام کے خطرہ سے اپنے مستقبل کو محفوظ بنانا ہے۔ یہود و نصاریٰ ہوں یا ہنود و کیمونسٹ سب ہی اپنے محفوظ مستقبل کے لئے اسلام کو انتہائی خطرہ سمجھتے ہیں اور ہر قیمت پر متحد ہو کر اس کی راہ روکنا چاہتے ہیں۔ اسلام کے حوالے سے مسلم دنیا میں چونکہ پاکستان ہی نظریاتی اور ایٹمی قوت ہے اس لئے اسے مفلوج کرنا ہر کسی کی پہلی ترجیح ہے۔

الگ الگ مقاصد میں اسرائیل اپنا دائمی تحفظ چاہتا ہے کہ اس کے "گریٹر اسرائیل" کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہ بن سکے۔ گریٹر اسرائیل میں ان کے نقشے کے مطابق سعودی عرب کا مدینہ منورہ تک کا علاقہ شامل ہے۔ بقول اسرائیلی وزیراعظم عربوں سے زیادہ خطرناک مزاحمت کرنے والا صرف پاکستان ہے لہذا یہ ہمارا دشمن نمبر 1 ہے، دوسرے اور تیسرے نمبر پر عراق و ایران ہیں جن کو پہلے باہم لڑوایا اور دوبارہ عراق، امریکہ و برطانیہ کی زد پر ہے۔

امریکہ کے مقاصد میں اسرائیل کو تحفظ کی ضمانت فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ مسلم ممالک خصوصاً سعودی عرب اور پاکستان کو مکمل طور پر اپنا باجگوار بنا کر رکھنا ہے۔ امریکہ کسی طور پر نہیں چاہتا کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان آزاد و مستحکم نظریاتی ریاست کے طور پر قائم رہے

کہ اس سے دوسرے مسلم ممالک جلا پائیں گے۔ امریکہ کی یہ خواہش بھی شدید تر ہے کہ پاکستان ہر معاملے میں اس کا ہی محتاج رہے اور ڈکٹیشن لے۔

امریکہ یہ بھی نہیں چاہتا کہ پاکستان اور چین کی دوستی مضبوط و مستحکم ہو اور یہ دونوں ہمسایہ ملک کسی دفاعی لڑی میں منسلک ہوں۔ ان کی دفاعی اور غیر دفاعی صنعتیں پاکستان کو یورپ اور امریکہ سے بے نیاز کر دیں۔ امریکہ تمام ایسے اقدامات بڑی ڈھٹائی سے کر رہا ہے جن کے سبب دونوں ہمسائیوں میں ایک دوسرے کے خلاف بداعتمادی پیدا ہو۔ کیا یہ امر واقع نہیں ہے کہ آج کے چین سے تعلقات 4 سال قبل والے نہیں ہیں۔

امریکہ کی یہ بھی خواہش ہے کہ شمالی علاقہ جات' بشمول افغانستان کی واخان پٹی' عربوں کے سینے میں اسرائیلی پھانس کی طرح پاکستان اور روسی مسلم ریاستوں کے وسط میں اسماعیلی ناسور کا اہتمام کرے جو امریکی اڈے کے طور پر مسلم ریاستوں اور چین پر ہمہ وقت نظر رکھنے' بلکہ سوار رہنے کا ذریعہ ہو۔ امریکہ اس مسلم خطے سے اسلام نکالنے کے ساتھ ساتھ معدنی وسائل پر قبضہ کا بھی آرزومند ہے۔

برطانیہ ایک طرف ماضی میں افغانوں کے ہاتھوں اپنی افواج کی پٹائی اور متحدہ ہندوستان سے اقتدار کے خاتمے کا بدلہ لے رہا ہے تو دوسری طرف امریکہ سے اس کی پچوڑی ہڈی ملنے کی آرزو میں' مسلسل باہر نکلی زبان سے پانی کے قطرے ٹپکا رہا ہے کہ ایسی ہڈی' اسے شرقِ اوسط میں کویت' سعودیہ وغیرہ سے ملنے والے خراج سے' بطور حصہ ملتی رہی ہے بلکہ عراق پر حملوں کے تسلسل کے سبب مل رہی ہے۔ اس ہڈی کا اپنا ہی مزہ ہے۔

مذکورہ اہداف کو سامنے رکھ کر اسلامی جمہوریہ پاکستان کی حالتِ زار کا جائزہ لیجئے کہ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن۔ امریکہ کو اپنے اڈے دے کر' ڈالر وصول کر کے' اپنے کندھوں پر اس طرح سوار کر لیا ہے کہ یہ بلا کندھے سے اتارے نہ اترے۔ پاکستانی قیادت اور معیشت

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

امریکی آکٹوپس جکڑ چکا ہے اور حکمران یہ سب جانتے ہوئے اپنی بے بسی و بے کسی کا اظہار کرنے کی اخلاقی جرأت نہیں پاتے۔

وزیر خزانہ کا تازہ بیان آج کے اخبارات کی زینت بنا ہے کہ امریکہ سے پاکستان کے ساتھ موجودہ تعلقات کسی بھی طرح چین سے تعلقات پر اثر انداز نہیں ہوں گے۔ یہ عقل کا اندھا پن نہیں تو اور کیا ہے کہ آپ امریکہ کو چین کے سر پر سوار کر رہے ہیں۔ چین کے مفادات خطرے میں ڈال رہے ہیں اور چین اس تماشے کو تحسین نظر سے دیکھے گا' کوئی عقل کا اندھا ہی ایسے بیان کی صحت پر یقین کر سکتا ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان انتہائی بے بسی سے امریکہ بہادر کے ہاتھوں بلیک میل ہو رہی ہے۔ امریکی زعما اپنے دوروں میں پہلے بھارت جاتے ہیں۔ انہیں اپنے ہر طرح کے تعاون کا یقین دلاتے ہیں اور پھر دوسرے مرحلے میں پاکستانی قیادت کو ضبط و تحمل اور بردباری کا خوبصورت دوستانہ مشورہ دیتے ہیں اور پاکستانی قیادت زیادہ جوش و خروش سے امریکی ایجنڈے پر عمل کے لئے مستعد ہو جاتی ہے۔

موجودہ صورت حال میں جب کہ دشمن کی چال کامیاب ہے' بے حوصلہ ہونے کی بجائے اپنے بے لاگ محاسبے کی ضرورت ہے۔ دنیا میں کوئی عقلِ کل نہیں ہے اور صاحبانِ اقدار کو اگرچہ ابلیس اور اس کی ذریت کبھی اس عظمت کی طرف نہ آنے دے گی کہ غلطی کا اعتراف عظمت کی دلیل ہے مگر پھر بھی توقع یہی کی جانی چاہئے کہ اپنی غلطیوں کا جائزہ لے کر نئے سرے سے منصوبہ بندی کی جائے گی۔

قوم کے دینی اور سیاسی زعماء ہر بات کو' ہر تلخی کو نظر انداز کر کے' تمام تر اختلاف چھوڑ کر' سر جوڑ کر بیٹھیں اور ایجنڈا صرف قومی سلامتی ہو۔ ملک سلامت رہے گا تو اختلافات اور تلخیاں نبٹاتے رہیں گے۔ ملک کی سالمیت پر خاکم بدہن آنچ آئی تو نہ اختلافات رہیں گے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نہ اختلاف کرنے والے۔ خطرہ ہو تو جنگل کی ہر طرح کی مخلوق بھی ایک جگہ جمع ہو جایا کرتی ہے۔

آج امریکی شہ پر بھارت لاہور پر قبضہ کی بات کر رہا ہے ورنہ بھارت کو وہ وقت اچھی طرح یاد ہے جب فیروز پور اور امرتسر خطرے میں پڑ گئے تھے۔ کھیم کرن کی اینٹوں سے قصور' رائے ونڈ سڑک پر سولنگ لگا تھا۔ آج ہماری منصوبہ بندی یہ ہونی چاہئے کہ بھارت کے حماقت کرتے ہی ہم فیروز پور' کھیم کرن' امرتسر اور چھمب جوڑیاں کے راستے کشمیر تک اکلوتی رسائی کو کاٹ کر بھارت کو ہوش کے ناخن لینے پر مجبور کر دیں مگر یہ اس وقت ممکن ہوگا جب ''مبینہ دہشت گرد'' اور اقتدار کامل ہم آہنگی سے سیسہ پلائی دیوار بنیں گے۔

اقتدار کو یہ یقین کر لینا چاہئے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں کوئی دہشت گرد اور ملک دشمن نہیں ہے۔ یہ محب وطن عوام کا وطن ہے جو 1948ء میں' 1965ء میں اور 1971ء میں ہر اختلاف کو پسِ پشت ڈال کر اپنی مسلح افواج کی پشت پر سیسہ پلائی دیوار بن کر کھڑے ہو گئے تھے۔ دہشت گردی کی گالی سے بدمزہ ہونے کے باوجود ملکی سلامتی کی خاطر آج پھر وہی کیفیت لوٹ سکتی ہے۔

قومی یک جہتی کی یہ فضا دشمن کی پالیسی کے خلاف ہے اور وہ ہر قیمت پر انتشار کی فضا قائم رکھنے میں اپنی کامیابی کی ضمانت چاہتا ہے اور اس مقصد کے لئے سرکاری مشینری اس کی مٹھی میں ہے' الا ماشاء اللہ۔ قوم پر خوف طاری رکھنا' دشمن کی پہلی اور آخری کوشش ہے جس میں وہ بہت حد تک کامیاب بھی ہے۔ اس کی کامیابی کا خاتمہ ہی ہماری کامیابی ہے۔

آج کل یہ بات ''سلوگن'' بن چکی ہے کہ جنگ مسائل کا حل نہیں ہے۔ ایسا ہی ہوگا مگر یہ بھی امر واقع ہے کہ جہاد تمام مسائل کا حل ہے۔ حضرت عمرؓ کے دور میں اسی جہاد کی برکت تھی کہ 24 لاکھ مربعہ میل پر محیط حکومت میں غیر مسلم اقلیتیں بھی سکھی تھیں' بدامنی اور بے

چھینی نہ تھی، چہار سو خوشحالی تھی۔ کسی سمت سے کسی بھی طرح کے ظلم و ستم کی کوئی شکایت تاریخ ریکارڈ نہ کر سکی۔

کوئی تسلیم کرے نہ کرے، یہ اٹل حقیقت ہے جس کا اظہار امریکی صدر بش کی زبان سے بھی ہو چکا ہے کہ ہم پر صلیبی جنگ مسلط کی جا چکی ہے۔ صلیبی برسوں سے کئی محاذوں پر حملہ آور رہے ہیں مثلاً معیشت، میڈیا، صحت و تعلیم وغیرہ اور ہر محاذ پر نمایاں کامیابی کے بعد جنگ یعنی قتال کا عملی محاذ افغانستان سے شروع ہوا اور اس کا دائرہ وسیع کرنے کی خاطر امریکہ نے ''برائی کے محور'' کئی دوسرے مسلم ممالک فہرست میں شامل کر لئے ہیں۔

یہ صلیبی جنگ اپنا دائرہ کہاں تک پھیلائے گی اور کتنا عرصہ جاری رہے گی ایک اہم سوال ہے۔ غور کریں تو ایک ہی جواب ذہن میں آتا ہے کہ مسلم ممالک اس کی لپیٹ میں ہوں گے۔ رہا سوال عرصہ کا تو اگر یہ روایتی جنگ ہے تو صلیبی اسلحہ اسے جلد ختم کر دے گا اور اگر واقعتاً یہ جہاد ہے تو لمبا ہو گا کہ جہاد فتنہ ختم کر کے دین قائم کرنے تک جاری رہتا ہے کہ قرآن حکیم میں خالق کائنات نے یہی لکھا ہے۔

بلاشبہ یہ جنگ بھیانک ہو گی۔ شہادتوں کی نئی تاریخ رقم ہو گی۔ ایٹم بم استعمال ہو سکتے ہیں۔ کامیابی کے لئے پوری قوم کو جسدِ واحد بن کر اپنا وجود ثابت کرنا ہو گا کہ اس کے بغیر اللہ تعالیٰ کا فتح و نصرت کا وعدہ پورا ہونے کی کوئی گارنٹی نہیں ہے۔ حکمران ہوں یا عوام درمیان کی ہر خلیج پاٹنے سے 1965ء کی طرح کلمہ طیبہ کا ورد کرتے دشمن پر ہر محاذ سے جھپٹنا ہو گا۔ دشمن لاہور پر قبضہ بھول کر امرتسر بچانے کی فکر کرے گا۔

مستقبل کی متوقع جارحیت کے اثراتِ بد کو کم از کم کرنے کے لئے ہمیں چین کو اعتماد میں لینا چاہئے۔ بنگلہ دیش سے دفاعی معاہدہ دونوں ہی برادر ملکوں کی بقاء کا ضامن ہے۔ ایران کے ساتھ تمام غلط فہمیوں کے خاتمے کے ساتھ جڑنا ہو گا اور عرب ریاستوں کو مکمل شعور و

آگہی کے ساتھ اعتماد میں لینا ہوگا کہ ہماری "سفارتی محنت" بھارت کے مقابلے ہمیشہ ہی بہت نرم رہی ہے۔ عرب ریاستوں میں معیشت کی باگ ڈور زیادہ تر بھارتی بنیوں کے ہاتھوں میں رہی ہے' کھیم جی رام داس اور دھرم سی نینسی طرز کے بنیئے تو گئے وقتوں میں شاہی محل کی جگہ ادائیگیاں کرتے تھے۔

عرب ممالک کو یہ باور کرانے کی ضرورت ہے کہ پاکستان تم سے محبت کرنے کی سزا میں اسرائیل کا دشمن بنا۔ 1967ء کی جنگ میں عربوں کی حمایت سے اسرائیل زیادہ چڑ گیا تھا۔ عربوں سے پاکستانیوں کی محبت کبھی ختم نہیں ہوسکتی کہ اسلام خطہ عرب سے آیا تھا۔ حرمین الشریفین خطہ عرب میں ہیں جن کی عزت و توقیر پر' جن کے تحفظ کی خاطر پاکستانی قوم ہر خطرے سے آنکھیں بند کئے اپنا تن من دھن نچھاور کر سکتی ہے۔

یہ الگ بات ہے کہ کشمیر میں نصف صدی سے مسلمانوں کا خون بہہ رہا ہے' عصمتیں لٹ رہی ہیں' عرب سے کوئی محمد بن قاسم تو کیا آتا' عرب حکمران بھارتی بنیئے کو ہوش کے ناخن لینے کی تنبیہہ کے لئے بھی فرصت نہ نکال سکے۔ یہ گلہ اس لئے فضول ہے کہ وہ تو ارض فلسطین میں اپنے ہی خون کے لئے' اپنی ہی عرب عصمتوں کے لئے کچھ نہ کر سکے' عجم تو پھر فاصلہ رکھتا ہے۔

صلیبی جنگ کا یہ آخری معرکہ ہے۔ صلیبی جس قدر منظم اور تابڑ توڑ حملے کر رہے ہیں' مسلمان اسی قدر بکھرے بکھرے' الجھے الجھے' متذبذب ہیں۔ آخری صلیبی جنگ کسی تذبذب کی متحمل نہیں ہوسکتی۔ ہر شعبہ حیات سے ہر شخص کو میدان پکار رہا ہے اور

فطرت افراد سے اغماض تو کر لیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

24/01/03

سب سے پہلے پاکستان

11 ستمبر 2001ء کو ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر امریکی اداروں کے اشتراک کے ساتھ یہودی خفیہ ایجنسی موساد کے موثر حملوں کے بعد جب صیہونی میڈیا نے اپنے طے شدہ منصوبہ کے مطابق امریکی غیض وغضب کا رخ اسلام اور مسلمانوں کی طرف پھیرتے اپنا پہلا ہدف امارات اسلامی افغانستان کو قرار دیا اور امریکی صدر بش کی دھمکی سے پاکستان فرنٹ لائن سٹیٹ بنا تو سید پرویز مشرف نے یہ نعرہ قوم کو دیا کہ ''سب سے پہلے پاکستان''۔

ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر موساد کا حملہ اور امریکی اداروں کا اس کے لئے اشتراک تمام تر شواہد کے ساتھ عالمی میڈیا سامنے لا چکا ہے اس لئے یہ محض دعوی یا الزام نہیں ہے۔ افغانستان کی اسلامی حکومت پر پاکستان کی معاونت کے بغیر یلغار ممکن نہ تھی لہذا پاکستان کو ساتھ ملانا ضروری تھا۔ دھمکی اور مالی لالچ سے ہمارے ''صدر پاکستان'' دھمکی اور لالچ کے سامنے جھک گئے مگر قوم کے تیور جارحانہ تھے۔

چیف ایگزیکٹو سید پرویز مشرف اپنی ''مجبوری'' اور عوامی ردعمل کا مکمل ادراک رکھتے تھے بلکہ حقیقی تصویر ''نہ پائے ماندن نہ جائے رفتن'' کی تھی کہ امریکی بش نے اپنے انداز میں ''سب سے پہلے پاکستان'' کا نعرہ سید پرویز مشرف صاحب کے کان میں ڈالا تھا۔ حقیقی نعرہ یوں تھا کہ اگر تم افغانستان پر یلغار میں معاونت نہیں کرتے تو امریکہ اور اس کے اتحادی سب سے پہلے پاکستان سے نبٹ لیتے ہیں۔

سید پرویز مشرف نے ''جنگی حکمت عملی'' کے طور پر فرنٹ لائن سٹیٹ بننے کا فیصلہ

کرتے اپنے ملک کو بچانے کی ترجیح کو قبول کیا' اور بش کا نعرہ قوم کی طرف لڑھکا دیا یوں ''سب سے پہلے پاکستان'' اسلامی جمہوریہ پاکستان کے عوام کا مقدر بنا بعینہ امریکی ایوارڈ کی طرح۔ جس طرح کسی چودھری کے ملازم نے کہا تھا کہ ہم نوکری چودھری کی کرتے ہیں بینگن کی نہیں اور ''تھالی کا بینگن'' مشہور ہوا اس نعرے نے بھی کئی 'بینگنوں'' کو جنم دیا کہ مال IMF کا کھاتے ہیں۔

ہر قوم و ملت میں' ہر ملک میں اور ہر دور میں مفاد پرست' ضمیر فروش ابن الوقت موجود پائے جاتے ہیں اور یہ کسی قوم کے لئے طعنہ بھی نہیں کہ امریکہ جیسی ''مہذب قوم'' کی ایجنسیوں میں اگر صیہونیت کی بقا و استحکام اور امریکی مفادات کی بیخ کنی کرنے والے ''محب'' موجود ہوں تو پاکستان جیسے غریب ملک میں ان کا فعال ہونا بعید از قیاس نہیں جن کا حقیقی نعرہ ''سب سے پہلے پیٹ'' ''سب سے پہلے سٹیٹس'' ہے۔

''سب سے پہلے پیٹ'' اور ''سب سے پہلے سٹیٹس'' کا موٹو رکھنے والوں نے جونہی اپنے محبوب جنرل کی زبان سے ''سب سے پہلے پاکستان'' کا نعرہ سنا' بینگن والے چودھری صاحب کے ملازم کی طرح اسے اونچے سروں سے گانے لگے۔ اس نعرے کو ''پروموٹ'' کرنے والے فنکاروں اور میڈیا والوں کا رزق بڑھ گیا۔ یہ نعرہ سننے والے عوام اس پر اپنی جگہ خون کے گھونٹ پینے پر مجبور ہوئے کہ یہ ملی غیرت و حمیت کا خون ہے۔

کوئی فرد اپنے خاندان برادری میں' کوئی قبیلہ یا قوموں کی برادری میں سے کوئی قوم اگر سب سے الگ تھلگ ہونے کا برملا اعلان کر دے تو سبھی اسے بے غیرتی و خودغرضی کے طعنے دیتے ہیں۔ بلاشک وشبہ یہ خودغرضی کی بدترین مثال ہے اور اگر یہ رویہ کسی اسلام کے نام لیوا کا ہو' فرد ہو یا ملک وقوم' یہ بدترین سے بھی کئی گنا زیادہ شدید ہے اور نعرے کا موجد سید زادہ ہو تو سنگینی کا اندازہ خود کیجئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اسلام دین رحمت ہے پوری انسانیت کے لئے' گلوبل فیملی کو عالمگیریت کی سرحدیں چھونے کے ساتھ ہی اسلام کی برکات سرور دو عالم حضرت محمد ﷺ کے ذریعے نصیب ہوئیں جو رحمۃ اللعالمین کے مرتبہ جلیلہ پر فائز کئے گئے۔ اسلام فرد کی اکائی سے' افراد کی اجتماعیت تک کے لئے دین رحمت بنا اور اسلام نے گورے کالے کو' شرق و غرب کے بسنے والوں کو کلمہ طیبہ کی بنیاد پر بھائی بھائی بنا دیا۔

اسلامی بھائی چارے نے خودغرضی کی ہر سطح پر جڑ کاٹی اور اسلام کے دائرہ میں اپنی آزاد مرضی سے آنے والوں کو ''بنیان المرصوص'' بنایا۔ شرق کے دکھ پر غرب بے چین ہوا تو غرب کی تکلیف و مصیبت پر شرق کا سکون لٹ گیا۔ کالے کے پاؤں میں کانٹا چبا تو گورا نکالنے کو لپکا اور گورا کسی مصیبت میں مبتلا ہوا تو کالے نے بڑھ کر سہارا دیا اور بات یہیں تک محدود نہ رہی بلکہ شرق و غرب کے ہر مصیبت زدہ کی مدد کیلئے مسلمان لپکے۔

یہ اسلام ہی کی عظمت تھی کہ حضرت عمرؓ فرات کے کنارے مرنے والے کتے پر جوابدہی سے خائف رہتے تھے۔ یہ اسلام ہی کی برکت ہے کہ مصائب بھارت کا مقدر بنیں یا کسی دوسرے مسلم' غیر مسلم ملک کا' ہر قوم' ہر ملک اپنی استطاعت کی حد تک امدادی ٹیمیں اور امدادی ساز و سامان بلا تاخیر روانہ کرتا ہے۔ اگر ''سب سے پہلے پاکستان'' کی طرح ہر ملک ''سب سے پہلے اپنا دیس'' کا شرمناک نعرہ اپنا لے تو سوچئے انسان کا انجام کیا ہوگا۔

''سب سے پہلے پاکستان'' کا نعرہ اس بنیاد پر بدترین خودغرضی ہے' جو ایک مسلمان کہلوانے کے ایمان کی نفی ہے' کہ خود خالق نے اپنی محکم کتاب ہدایت قرآن حکیم میں فرمایا کہ ''بلاشبہ مومن آپس میں بھائی ہیں'' نبی رحمت ﷺ نے اہل ایمان کو ''جسدِ واحد'' فرمایا کہ ایک حصہ کی تکلیف سے جسم کے دیگر اعضاء بھی مضمحل ہوتے ہیں۔ جغرافیائی حدود کی حیثیت و اہمیت اپنی جگہ مگر یہ کسی طرح بھی جسد واحد کے ٹکڑے کرنے کو خودغرض بننے کا اعلان کرنے کی اجازت نہیں دیتیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہماری مذکورہ گذارشات کا ماحصل یہ ہے کہ صدر پاکستان اور انکے اس نعرہ پر ایمان لانے والے ان کے ہم نوا اگر محشر میں داورِ محشر کے حضور حاضری اور سرخروئی کا ادراک رکھتے ہیں تو اخلاص نیت کے ساتھ توبہ کریں اور اپنے قول وفعل سے ''سب سے پہلے پاکستان'' سے ہونے والے نقصان کی تلافی کے طور پر کفر کی حمایت سے ہاتھ کھینچ لیں۔

☆......☆......☆

☆ ☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

25/01/03

کیا کوئی مسلمان نہیں جس کی دعا قبول ہو؟ لمحہ فکریہ!

قیام پاکستان سے قبل اور بعد بھی ایک تسلسل کے ساتھ مدینہ منورہ میں ایک شیخ احمد کے خواب کی پرچیاں تقسیم ہوتی رہی ہیں جن میں بقول شیخ احمدؔ نبی اکرم ﷺ نے خواب میں انہیں بتایا کہ ''دونوں جمعہ کے مابین جس قدر لوگ (مسلمان) مرے وہ صاحب ایمان نہ تھے۔'' لہذا فوراً میری امت تک یہ پیغام پہنچا دو۔ یوں ہر شخص یہ پیغام پہنچانے کے لئے ذمہ دار ٹھہرا۔ اس لئے بھی کہ اس میں پرچیاں تقسیم نہ کرنے والے کے لئے تباہی کی دھمکی تھی۔

یہ بات غلط تھی اور غلط ہے کہ سبھی مسلمان ایمان کی دولت سے خالی ہوں۔ انسان معصوم عن الخطا تو پیدا ہی نہیں کیا گیا' خطا اس کی زندگی کا حصہ ہے۔ خطاؤں پر معافی مانگتے رہنا مطلوب ہے۔ ملتِ مسلمہ میں یقین و ایمان کی حد تک یہ بات بھی تسلیم کی جاتی ہے کہ ہر خطہ میں' ہر دور میں مصلحین' اولیاء اللہ پائے جاتے ہیں اور ظاہر ہے اولیاء اللہ کی دعائیں تو رد جاتی ہی نہیں۔

آپ سوچتے ہوں گے کہ اس تمہید سے ہم آپ کو کہنا کیا چاہتے ہیں۔ دراصل ہم آپ کو اپنی ایک الجھن میں شریک کر کے بے چین دیکھنا چاہتے ہیں اگرچہ بظاہر یہ خیر خواہی نہیں ہے بلکہ بظاہر اسلام کی تعلیمات کے خلاف ہے کہ پرسکون آدمی کو بے سکون کر دیا جائے۔ اگر آپ ہمارا یہ مسئلہ سلجھا دیں تو آپ کا سکون بھی پلٹ آئے گا اور ہم بھی دعا گو ہوں گے۔ مسئلہ یہ ہے کہ امریکہ و برطانیہ کے خلاف دعا قبول کیوں نہیں ہوتی۔

نبی اکرم ﷺ کے فرامین کا نچوڑ یہ ہے کہ مظلوم کی دعا رد نہیں جاتی۔ مسلمان بھائی

☆ ☆

کی غیر موجودگی میں اس کے لئے کی گئی دعا قبول ہوتی ہے۔ خود خالق کا فرمان ہے کہ ”میں تمہارا رب ہوں مجھ سے مانگو میں تمہیں دونگا“ یہ بھی خالق ہی کا فرمان ہے کہ تم میری ذات سے متعلق جیسا گمان رکھو گے مجھے ویسا ہی پاؤ گے۔ اللہ کا گھر، سحر کا وقت قبولیتِ دعا کا مقام اور وقت ہے۔

مسلمان امت کے خلاف برسرپیکار کفر کے ظلم پر اس کے ظالم ہونے پر کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ امریکہ، برطانیہ اور ان کے اتحادی ظالم ہیں، مسلمہ ظالم اور مسلمان افغانستان کے ہوں، فلسطین کے ہوں یا بھارت اور روس کے چیچنیا میں مسلمہ مظلوم ہیں۔ مظلوموں کے حق مین ظالم کی تباہی و بربادی کے لئے دن رات الحرمین الشریفین میں انفرادی اور اجتماعی دعائیں کی جاتی ہیں۔ دنیا کے کونے کونے میں بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔

مسلمان امت کی تمام تر دعائیں ظالم ملت کفر کو ملٹی نیشنل کمپنیوں کے ”معیاری ٹانک“ کی طرح دن بدن مضبوط کر کے ان کے ظلم و زیادتی کے گراف کو بتدریج بلند کر رہی ہیں۔ عراقی عوام گذشتہ 12، 14 سال سے اپنے حکمران کی خطا کی سزا بھگت رہے ہیں۔ چیچنیا اور فلسطین مسمار ہے، لہولہو ہے۔ بھارت کے مسلمان ہوں یا برما و فلپین کے، ہر لمحہ غیر محفوظ ہیں۔ کشمیر نصف صدی سے بربریت کی آندھیوں کی زد میں ہے۔

بہت سے لوگوں کو سوچنے کی مہلت نہ ہو گی مگر بے شمار سوچتے ہونگے کہ کیا (معاذاللہ) اللہ تعالی اور اس کے صادق رسول ﷺ اپنے ماننے والوں کو جھوٹی تسلیوں سے بہلاتے رہے ہیں؟ کیا یہ وعدے صرف صحابہ کرامؓ کے دور تک محدود تھے؟ کیا اللہ تعالی کی قوت قاہرہ کے مقابلے میں بش اور بلیئر کی قوت بھاری ہے؟ کیا فرعون کا غرور توڑ کر اسے غرق کر کے نشان عبرت بنانا آسان تھا اور خدائی کے موجودہ دعویدار بش کا معاملہ مشکل ہے؟

عراق انبیاء وصلحا امت کی سرزمین ہے جہاں وہ آسودہ خاک ہیں۔ یہ دھرتی پہلے

☆ ☆

بھی امریکہ اور روس کے اتحادیوں کے بارودو آہن سے اپنا بہت کچھ گنوا چکی ہے بلکہ اس کے بعد سے آج تک ''مسلمان بھائیوں'' کے مدد و تعاون اور ''مالی ایثار'' سے تسلسل کے ساتھ آندھیوں کی زد میں ہے۔ چیچن کئی سال سے امام شاملؒ کے جذبہ حریت کے امین بنے سرخ ریچھ سے نبرد آزما ہیں۔ فلسطینی اور کشمیری عصمتوں اور جانوں کے نذرانے مسلسل پیش کئے جا رہے ہیں۔

عقل سوال کرتی ہے کہ یہ سب کیا ہے' ہم کہاں کھڑے ہیں؟ ہم مظلوم ہیں' مسلمہ مظلوم' امریکہ برطانیہ' اسرائیل' بھارت اور روس مسلمہ ظالم ہیں جس پر کسی شہادت کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ مسلمانوں سے ہے مگر فیضیاب کافر ہو رہے ہیں جس پر گذرتے دن گواہ ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ یہ اور ایسے بے شمار سوالات امڈے چلے آ رہے ہیں جنکا کوئی جواب نہیں بن پاتا کوئی توجیہہ سمجھ نہیں آتی۔

عقل ہی ایک دوسرا سوال سامنے لاتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ لاہور سے کراچی کا مسافر غلطی سے یا جان بوجھ کر لاہور سے پشاور کی گاڑی پر سوار ہو جائے تو کیا وہ کراچی پہنچ جائے گا۔ باوضو ہو کر نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ اس کی اس سفر کے دوران بخیریت کراچی پہنچ جانے کی دعاؤں کی حیثیت کیا ہوگی؟ منزل کا ادراک اپنی جگہ درست ہے' سفر کے لوازمات یعنی ٹکٹ یا دوسرا زاد راہ بھی اپنی جگہ درست' غلطی صرف ٹرین یا بس کے انتخاب میں ہے۔

عقل کے اس معصوم سے سوال نے سارا مسئلہ ہی حل کر دیا ہے۔ خالق کا قبولیت دعا کے لئے وعدہ برحق' نبی رحمت ﷺ کے فرمان مبنی بر صداقت مگر فہم و شعور سے عاری ملت مسلمہ منزل سے مخالف سمت لے جانے والی گاڑی میں سوار ہو کر بحفاظت منزل پر پہنچ جانے کی دعائیں مانگے تو قصور دعاؤں کو قبول کرنے والے کا نہیں' مانگنے والے کی بصیرت کا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کسی نے گاڑی اغوا کر کے رخ پھیر دیا ہو۔ ملت مسلمہ کے ساتھ یہی معاملہ ہے

☆ ☆

اور ایسے حالات میں گاڑی میں سوار مسافر اگر واقعۃً منزل پر پہنچنا چاہتے ہیں تو اغوا کنندہ سے گاڑی کا کنٹرول چھین لینا ضروری ہے۔ اگر مصلحت و مداہنت غالب آ گئی تو محض دعا نافع نہ ہوگی کہ قبول کرنے والی ہستی بااصول ہے بلکہ خاموشی سے سوار رہنے والے عقل کے اندھوں کو سزا دیتی ہے۔ جیسی سزا آج شرق و غرب کے مسلمانوں کا مقدر ہے' جیسی سزا ماضی میں ناشکری اقوام کا مقدر بنتی رہی ہے' مثلاً قوم سبا' عاد و ثمود وغیرہ۔

☆......☆......☆

☆ ☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

20/01/03

اسلام سے مسلمان بھی خائف' غیر مسلم بھی خائف!

غیر مسلم اسلام سے خائف ہیں تو مسلمان بھی کچھ کم خائف نہیں ہیں۔ اس حقیقت کا اظہار گو تلخ ہے مگر تلخی سے بچنے کی کوشش' شتر مرغ کے ریت میں سر چھپانے یا کبوتر کے بلی کو دیکھ کر آنکھیں بند کرنے سے کسی طرح مختلف نہیں ہے۔ یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ تمام مسلمان اسلام سے خائف نہیں ہیں مگر خائف مسلمانوں کے وجود سے انکار ممکن نہیں ہے۔

غیر مسلموں کا اسلام سے خائف رہنا سمجھ میں آتا ہے کہ دور حاضر کے یہودی کنٹرولڈ عالمی میڈیا نے اسلام کی جو تصویر کشی کی ہے اور جو تسلسل سے جاری ہے وہ خاصی بھیانک ہے اور اسلام کے نام لیواؤں نے اسلام کی حقیقی تصویر میں رنگ بھرنے کا کبھی سوچا ہی نہیں ہے۔ ایک صورت ماضی کی تاریخ سے استفادہ ہو سکتی تھی مگر تاریخ 'پڑھنے کی' فرصت کسے ہے۔

غیر مسلم اسلام کو تعصب کے مخصوص چشمے سے دیکھتے ہیں اور اکثریت کو یہ چشمے یہود نے فراہم کئے ہیں۔ میڈیا ان چشموں کو ساون کے اندھوں کے لئے ہر لحہ سبز رکھنے میں مددگار ہے۔ لطف کی بات یہ کہ مسلم میڈیا بجائے غلط فہمی کے ازالے کے' انہی کے سروں میں لے سے لے ملا رہا ہے۔ بلکہ مسلم میڈیا کے سروں کا آہنگ کچھ ان سے بھی اونچا ہے۔

غیر مسلم کیمپ سے اگر کوئی ہمت کر کے اسلام سے متعلق پھیلی اور پھیلائی گئی غلط فہمیوں کو جاننا چاہتا ہے تو اسلام اسے اچک لیتا ہے مگر یہ کیفیت قرآن و حدیث یا گنتی کی قول و فعل میں یکسانیت رکھنے والے مسلمان کو دیکھ کر پیدا ہوتی ہے۔ بازار میں دستیاب جنس

☆ ☆

''اسلام'' سے کوئی متاثر نہیں ہوتا کہ اسلام کی خوشبو دیکھنے کو نہیں ملتی۔

غیر مسلم اگر تاریخ کے جھروکوں میں جھانک کر حقائق کی تلاش کریں تو انہیں ماضی بہت کچھ دیتا ہے مثلاً

☆''اے مسلمانوں ہم تمہیں رومیوں پر اس لئے ترجیح دیتے ہیں' (اگرچہ وہ ہمارے ہم مذہب ہیں) کہ تم ہمارے ساتھ عہدو پیان کی زیادہ پابندی کرتے ہو' زیادہ نرمی کرتے ہو'' ☆ (پریچنگ آف اسلام' صفحہ 58)

☆''جب ہرقل کی فوج حمص کے قریب آئی تو شہر والوں نے فصیل کے دروازے بند کر دیئے اور مسلمانوں سے کہا کہ ہم تمہاری حکومت اور تمہارے انصاف کو رومیوں کی بے انصافی اور ظلم کے مقابلے میں بہتر جانتے ہیں۔'' ☆ (Preaching of Islam, T.W.Arnold, P-59)

ایک طرف ان تاریخی حقائق کو' اسلام کے درخشاں ابواب کو' یہود نے اپنے مخصوص مقاصد کی تکمیل کے لئے میڈیا کی اٹھائی دھول میں چھپایا کہ وہ اسلام کے خلاف عیسائیت کو دشمن نمبر 1 بنانا چاہتے تھے تو دوسری طرف خود مسلمان کہلوانے والوں نے حقیقی اسلام کو سینہ دھرتی کے کسی کونے میں بالفعل نافذ نہ ہونے دیا۔ سدِ راہ مسلمان عوام اور حکمران دونوں تھے۔

نفاذ اسلام میں حکمرانوں کی عدم دلچسپی کا سبب تو دو لفظوں میں 'حب دنیا' کہا جا سکتا ہے کہ خالص اسلام کا مطلب خلافت راشدہ کی طرف پلٹنا ہے جس میں ذمہ داری زیادہ' محنت زیادہ اور فقروفاقہ والی درویشانہ زندگی۔ یہ جدید دور کے حکمران کو کسی قیمت پر قبول نہیں۔ حکمران یا اس کا خاندان عدل کے تقاضوں کے لئے عام مدعی کے برابر کیسے عدالت جائے؟
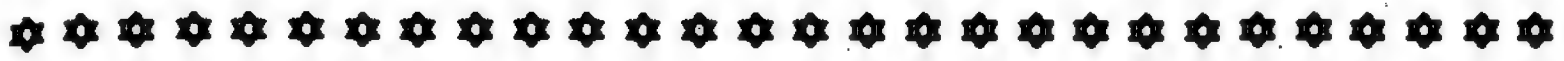
مسلمان حکمران اللہ اور اللہ کے بندوں کے سامنے جوابدہ ہوتا ہے۔ آج کا حکمران اپنے آپ کو صرف بڑی طاقتوں کے سامنے جوابدہ جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہے اس سے تو صرف محشر میں ملاقات ہوگی جبکہ یہاں پر سپر پاور سے روز کا واسطہ ہے۔ دنیا کہاں سے کہا جا چکی ہے لہذا زمانے کے بدلتے تقاضوں سے ہم آہنگ رموزِ مملکت کی مجبوری بھی ہے۔

جہاں تک اللہ کے بندوں کے سامنے جوابدہی کا مسئلہ ہے تو یہ فرسودہ فلسفہ ہے۔ دنیا بہت آگے جا چکی ہے۔ آج ہر بندہ حکمران کے سامنے جوابدہ ہے۔ اگر خدانخواستہ کسی کو اس حال سے واسطہ نہیں پڑا تو اس سے ضابطہ نہیں بدل گیا اسے حکمران کے سامنے جوابدہی کے لئے تیار رہنا چاہیئے بلکہ یہ بھی ہوسکتا ہی کہ اسے حکمرانوں کی طرح ان کی تسلیم کردہ کسی سپر پاور کے سامنے جوابدہ ہونا پڑے جیسے ایٹمی سائنسدان' خواجہ برادران اور ڈاکٹر عامر عزیز وغیرہ۔

• مسلمان حکمرانوں کی ''مجبوریاں'' تو سمجھ آتی ہیں مگر مسلمان عوام اسلام سے کیوں خائف ہیں سمجھ میں نہیں آتا ادھر رمضان شروع ہوا' لولے لنگڑے سرکاری اسلام کی رو سے بنک کی زکوٰۃ کاٹنے کا وقت آیا' تو لگی دھڑا دھڑ بنک سے رقوم نکلوانے والوں کی قطار' کسی نے حلف نامہ ہاتھ میں پکڑا ہوا ہے کہ میرا مسلک فقہ جعفریہ سے ہے جسکے ہاں زکوٰۃ نہیں ہے۔

جن کی رقوم بنکوں میں نہیں ہے وہ گھر میں رکھے سونے کو کبھی بچوں میں تقسیم کرتے ہیں تو کبھی بچوں سے ''استعمال کے لئے'' ''عاریتاً'' مانگتے ہیں۔ فصلوں سے عشر دینا ان کے نزدیک غربت کو دعوت دینا ہے جو ''عقلمندوں'' کا کام نہیں ہے۔

علمۃ الناس اسلام سے اس لئے بھی خائف ہیں کہ اسلام ''زندگی کی رعنائیاں'' چھین لیتا ہے۔ اسلام ''ثقافتی سرگرمیوں'' کا دشمن ہے۔ اسلام بدلتے زمانے کی ایجادات سے

☆ ☆

''بھرپور استفادہ'' کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ یہ اور اسی طرح کے بے شمار دوسرے عوامل ہیں جو عوام کو اسلام سے خوف زدہ کیئے ہوئے ہیں۔ اسلام اپنے ماننے والوں کو ''مخصوص ہیئت میں محدود'' دیکھنا چاہتا ہے۔ جو جدید دنیا میں ممکن نہیں۔

گانا روح کی غذا ہے کہ عالم فاضل کہلوانے والے بھی چلتی گاڑی میں اس سے دل بہلانے اور روح کو غذا فراہم کرنے کا اقرار اخباری انٹرویو میں کر لیتے ہیں۔ (لیاقت بلوچ صاحب کا انٹرویو بحوالہ روزنامہ انصاف لاہور، جنوری 2003) بہت سے ایسے بھی ہیں جو اقرار کر کے پوزیشن خراب نہیں کرنا چاہتے۔ ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کے اسلام میں ثقافت کی ترویج کے لئے لڑکیوں کے جھرمٹ میں تصویر بنوا کر اخبارات میں چھپوانا لازم ہے۔

الناس علی دین ملوکھم 'عوام راہنماؤں کے نقوش پا سے راہنمائی لیتے ہیں لہذا ثقافتی ورثے کی حفاظت اور اسے اگلی نسل کو منتقل کرنے کے موثر ذرائع سے استفادہ کی غرض سے سرکاری سرپرستی میں الیکٹرانک میڈیا سے نوجوان نسل فیضیاب ہو رہی ہے۔ ٹی وی، کیبل اور انٹرنیٹ اپنے پرائیوں کو نت نئے بدلتے تقاضوں سے روشناس کر کے ورثہ کی منتقلی کا کام سہل کر رہا ہے۔

اسلام سے وہ طبقہ خائف کیوں نہ ہو جو ''بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست'' یا ''ایہہ جہان مٹھا اگلا جہان کس ڈِٹھا (دیکھا)'' کے ماٹو کے ساتھ عملی زندگی گذار رہا ہے۔ بڑے بوڑھے اور بچے مرد و زن عملی زندگی کی چاشنی سے محروم ہونے کا تصور کرنا بھی گناہ سمجھتے ہیں۔ وہ انڈیا کو دشمن بھی سمجھتے ہیں اور انڈین گانے، انڈین فلمیں، انڈین ساز و سامان بھی ان کے گھروں کی زینت ہے۔

مسلمان عوام کو یہود کے دشمن ہونے کا اقرار بھی ہے اور یہودی کمپنیوں کی مصنوعات خرید کر مال و زر سے ان کی مسلم کشی میں معاونت بھی کرتے ہیں۔ ہنود و یہود کی تیار

☆ ☆

کردہ مصنوعات کو ملکی مصنوعات کے مقابلے میں ترجیح دینا ملک دشمنی نہیں تو اور کیا ہے؟ ہمارے فہم وفراست کی نفی ہے' ہماری حب الوطنی کی نفی ہے کہ ہم مسلمہ متعصب دشمنوں کی ثقافتی یلغار میں کسی طرح بھی حصہ دار بنیں۔

غیر مسلم اسلام سے اس لئے خائف ہیں کہ اسلام ان کی تہذیب کے غبارے سے ہوا نکال دینے والا مذہب ہے۔ اسلام کے مقابلے مین کسی مذہب کے پاس اقدار و کردار کا سرمایہ نہیں ہے۔ کسی مذہب کے پاس ان کا دین بطور ہمہ جہت مکمل و اکمل ضابطہ حیات نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ غیر مسلم جب کبھی انفرادی یا اجتماعی سطح پر اسلام کی برکات کو دیکھ لیتے ہیں تو اس کی طرف لپکتے ہیں۔ اجتماعی مثال آغاز میں آ چکی ہے۔

انفرادی زندگی میں اسلام کی کشش کی تازہ ترین مثال' جو عالم کفر کے منہ پر طماچہ ہے' طالبان کی قید میں رہنے والی برطانوی صحافی خاتون ریڈلے کی ہے جس نے افغانستان کے مبینہ ''وحشی اور بنیاد پرست'' طالبان کی جیل میں کچھ وقت گذارا اور ان ''وحشیوں'' کی عملی زندگی میں ''اسلام کی بنیاد پرستی'' کا بغور عملی مشاہدہ کیا۔ پھر جب تہذیب جدید میں پلی بڑھی اعلی تعلیم یافتہ خاتون آزاد ہوئی تو اس کا انتخاب اسلام تھا۔

مسلمان قوم اور مسلمان حکمرانوں کی بدنصیبی کہ نہ تو وہ خود حقیقی اسلام کے فیوض و برکات سے فیضیاب ہوئے اور نہ ہی انہوں نے غیر مسلموں کو فیضیاب ہونے کے مواقع فراہم کیئے۔ اسلام کے نام پر جو غیر اسلامی زندگی حکمرانوں اور عام مسلمانوں نے اپنائی غیر مسلموں نے اسے ہی نشانہ تضحیک بنایا۔ اس میں یقیناً ان کا خبث باطن بھی شامل تھا۔ سچی بات یہ ہے کہ اسلام کی نکھری تعلیم کو غبار آلود کرنے میں ہمارا اپنا حصہ کم نہیں ہے۔

20ویں صدی کے آخری عشرہ میں افغانستان کے ''طالبان'' نے (طالب بمعنی طالب علم جس کی جمع طالبان ہوئے) فتنہ و فساد کی انتہا تک پہنچے افغانستان میں 95 فیصد رقبہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پر مثالی طرز کا امن وسکون اور اسلامی ماحول پیدا کر کے عالم اسلام کے سامنے بالخصوص اور عالمی برادری کے سامنے بالعموم یہ ثبوت فراہم کر دیا کہ اسلام مخصوص خطہ اور مخصوص وقت کے لئے نہ تھا۔ یہ عالمگیر مذہب ہر دور کے انسان کے دکھوں کا مداوا ہے۔

غیر مسلم تہذیب کو اسلام کی اس ''نشاۃ ثانیہ'' سے خطرہ پیدا ہو گیا کہ اگر افغانستان میں اسلام کی اس حقیقی روشنی سے' خوشبو سے' دوسرے مسلم ممالک مہک اٹھے' منور ہو گئے' تو یہ روشنی اور خوشبو ہمارا سب کچھ بہا لے جائے گی۔ ہماری ماضی کی تمام محنت اکارت جائے گی لہذا ملت کفر نے مسلمان حکمرانوں کو' اقتدار کے لئے خطرہ'' کا ہوا دکھا کر ساتھ ملاتے اسلام پر کاری ضرب کے اقدامات کئے جو تاریخ کا حصہ بن چکے ہیں۔

برطانوی صحافی ریڈلے نے طالبان کے درمیان وقت گذارتے جو کچھ دیکھا اس نے اسلام کی حقیقی تصویر اس کے قلب پر ثبت کر دی اور اندر کا بت ٹوٹ گیا۔ خاتون صحافی سے سنیئے کہ اس کے دل سے ''اسلام کا خوف'' کیسے نکلا اور اپنی روشن تہذیب بدلی کیوں نظر آئی:
(ریڈلے کا بیان بحوالہ فیملی میگزین ستمبر اکتوبر 2002ء)

☆''طالبان کی قید میں مجھے اسلام کے صحیح ماننے والوں کے درمیان رہنے کا موقع ملا تو مجھے اسلام کے ان ماننے والوں کے طریقے اور رویئے نے بہت متاثر کیا اور میں نے محسوس کیا کہ میری روح کو اسی قسم کی ضرورت ہے۔''☆

☆''میں نے دوران قید بھوک ہڑتال کر رکھی تھی۔ اس کے باوجود ہر کھانے کے وقت میرے ہاتھ روایتی انداز سے دھلائے جاتے تھے اور کھانا پیش کیا جاتا تھا۔ طالبان مجھے اپنی بہن کہتے تھے۔ وہ میری اتنی تعظیم کرتے تھے کہ میں حیران ہوتی تھی کہ کیا کسی جنگی قیدی کے ساتھ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ایسا سلوک بھی کیا جا سکتا ہے؟ دوسری بات جو میرے لئے بڑی حیرت انگیز تھی وہ یہ کہ ہر حال مین وہ پانچ وقت کی نماز ضرور پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ بمباری کے دوران بھی وہ نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے۔ مجھے حیرت ہوتی تھی کہ کیا انہیں کسی بھی چیز کا خوف نہیں ہے۔ آخر وہ کون سی چیز ہے جس نے انہیں ہر قسم کے دنیاوی خوف سے آزاد کر دیا ہے؟'' ☆

خلافت راشدہ کے دور میں غیر مسلموں کے ساتھ امن و جنگ میں حسن سلوک کا موازنہ 20 صدی نے طالبان کے قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک سے کریں تو یہ اسی خوشبو کا حصہ ہے جسے 20 ویں صدی کے آخر میں دنیا کے سامنے عملاً اور عمداً لانے کا ''جرم عظیم'' طالبان سے سرزد ہوا اور جس 'جرم' کو اپنے پرائے معاف کرنے پر تیار نہ ہوئے بلکہ اپنی صفوں میں سے بعض دانشوروں نے بھی مکمل ''شعوری تحقیق'' کی بنیاد پر انہیں امریکی ایجنٹ بنا ڈالا۔

آج اقوام عالم جس عذاب کا ''دہشت گردی کے خاتمے'' کے نام پر سامنا کر رہی ہیں یہ فی الواقعہ غیر مسلموں کا اسلام سے اپنی تہذیبوں کو بچانے کے ہاتھ پاؤں مارنا ہے۔ یہ دہشت گردی ختم کرنے کی آڑ مین بدترین دہشت گردی سے اسلام کو بیخ و بن سے اکھاڑنے کا عزم بالجزم ہے۔ اس لئے کہ اسلام کا پھلنا پھولنا ان کے تہذیب تمدن اور مذہب کے نام پر مکر و دجل کی موت ہے۔ یہ تار پود خود ان میں سے اسلام قبول کرنے والے بکھیر رہے ہیں۔

''امریکی یورپی تھنک ٹینک'' اسلام سے مستقل نجات کی خاطر کبھی مسلمانوں کے مرکز وحدت خانہ کعبہ پر ایٹم بم گرا کر ''قصہ پاک'' کرنے کی باتیں کرتے ہیں تو کبھی مسلمانوں کے دلوں سے اسلام کھرچنے کی خاطر نصاب تعلیم میں مطلوبہ تبدیلیوں کے ساتھ ثقافت کی چاٹ کو لحہ لحہ زیادہ ''چاٹ دار'' بنانے کی باتیں کرتے ہیں۔ اس ضمن مین مسلمانوں کی صفوں میں سے بے ضمیر چھانٹ کران سے ضمیر کے سودے کئے جاتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اسلام کسی فرد یا گروہ کا لایا ہوا نظام حیات نہیں ہے کہ یہ اپنے بقاء کے لئے افراد کے مدد و تعاون کا مرہون منت ٹھہرے۔ اسلام خالق کا اپنی مخلوق کے لئے طے کردہ نظام حیات ہے جو ابتدا سے انتہا تک خالق ہی کی حفاظت میں ہے اور یہ شجر سایہ دار کبھی خشک نہیں کیا جا سکتا۔ اسے انسانیت کے لئے ٹھنڈی سایہ دار نعمت کے طور پر قائم رہنا ہے۔ وقت کی آندھیاں اس کو کسی طرح بھی نقصان نہ دے سکیں گی۔

سوال کیا جا سکتا ہے کہ اگر خالق ہی اسلام کا محافظ ہے تو پھر مسلمان کیوں پریشان ہیں؟ پھر مسلمان عوام اور حکمران سے گلہ کیسا؟ مسلمان عوام اور حکمران اس شجر رحمت کی آبیاری تو صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ اس کی چھاؤں سے سکھ اور سکون قلب کے ساتھ فیضیاب ہوں۔ اس آبیاری سے درخت کا بھلا نہیں بلکہ آبیاری کرنے والوں کا بھلا ہے۔ درخت کو قائم رہنا ہے مگر یہ اسباب کی دنیا ہے اور انسان محض سبب ہے۔

اسلام سے ہم اس لئے خائف ہیں کہ اسلام کے حوالے سے ہمارا علم محدود ہے' ہماری سوچیں پراگندہ ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اسلام ناروا پابندیوں والا مذہب ہے۔ اسلام عملی زندگی میں روٹی کپڑے کی ضمانت فراہم کرنے سے قاصر ہے۔ حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ اسلام خشک مذہب نہیں ہے۔ اسلام میں ثقافت ہے' تفریح ہے' کاروبار تجارت وصنعت و زراعت سب کچھ ہے۔ سیاست ہے۔

ہمیں یہ سب کچھ صاف طور پر اس لئے نظر نہیں آتا کہ ہماری آنکھوں پر غیر مسلموں کے فراہم کردہ چشمے لگے ہیں اور ان چشموں سے صرف وہی کچھ نظر آ سکتا ہے جس کے لئے چشمہ سازوں نے چشمے بنائے تھے۔ ان مخصوص چشموں کی جگہ حقیقی اسلام کی برکات دیکھنے کے چشمے بھی مل سکتے تھے مگر بنانے والے غیر مسلموں کے ہتھے چڑھ کر منزل کھو بیٹھے۔

اسلام کے حوالے سے ہم اس لئے بھی خائف ہیں اور اغیار کے سامنے ہمارا رویہ

معذرت خواہانہ ہے کہ ہم نے بالفعل اسلام کو عملی زندگی میں مسائل سے عہدہ برا ہوتے خود نہیں دیکھا اور تاریخ کا مطالعہ سبق سیکھنے' راہ متعین کرنے یا نقوش پا سے استفادہ کرنے کی غرض سے نہیں کیا بلکہ صرف امتحان پاس کرنے کے نقطہ نظر سے گیٹ تھرو گائیڈوں کی مدد سے پڑھا ہے اور اس کو بھی امتحان کے بعد فراموش کر دیا کہ ضرورت نہ تھی۔

اسلام کی تاریخ کو طالبان نے سبقاً سبقاً پڑھا' قرآن و حدیث کو ڈگری کے لئے نہیں منزل پانے کے لئے پڑھا اور جو کچھ پڑھا اسے حرزِ جان بنایا۔ اس تعلیم کو اپنے جسم و جان میں جذب کیا تا آنکہ بقول خاتون برطانوی صحافی ریڈلے وہ ''ہر قسم کے دنیاوی خوف سے بے خوف ہو گئے'' انہوں نے اپنے رب کی محبت کو اور رب کی گرفت کے خوف کو دل میں بٹھایا تو جان و مال کا اللہ سے سودا پکا ہو گیا۔ ظاہر ہے پھر خوف کس کا؟

ہم نے اسلام پڑھا' دیکھا مگر پڑھنے اور دیکھنے کی حد تک' جس کے نتیجے میں ہم عزیمت اور استقامت سے محروم ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حقیقی محبت اور اس کی گرفت کا خوف دونوں ہماری عملی زندگی میں کوئی نہ دیکھ سکا۔ اس کے اثرات یقیناً یہی سامنے آنے چاہئیں تھے کہ ہم اپنے جیسے انسانوں سے خائف رہتے جس کا عملی ثبوت 21 ویں صدی میں مسلمان حکمرانوں نے عملاً پیش کیا ہے۔

کاش اسلام کو ہم سمجھ سکتے' اسے اپنی زندگی کا جزو بنا سکتے' ہم میں حمیت و غیرت کا فقدان نہ ہوتا' ہم موت سے نہ ڈرتے۔

☆......☆......☆

''بہتر ہے کہ شیروں کو سکھا دیں رمِ آہو
باقی نہ رہے شیر کی شیری کا فسانہ!''
کرتے ہیں غلاموں کو غلامی پر رضا مند
تاویلِ مسائل کو بناتے ہیں بہانہ!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

23/09/02

جہادی کلچر ختم کر کے صبر اور تقویٰ اختیار کیا جائے' ایک خط کے جواب میں

میرے ایک قابل احترام اور اعلیٰ تعلیم کی سب سے اونچی سیڑھی پر بیٹھے مربی کا خط موصول ہوا ہے' جسے میں نے بار بار پڑھا اور ہضم کرنے کی اپنی سی سعی کر دیکھی مگر بات بن نہیں پائی۔ اپنی علمی کم مائیگی پر بھی رونا آیا۔ مجبوراً یہ سطور لکھنے بیٹھا کہ ممکن ہے آپ میری راہنمائی فرما کر مجھ پر احسان کر سکیں۔ ان کا مشورہ یہ ہے کہ "میرے نزدیک آخری صلیبی جنگ سے نمٹنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ وقتی طور پر ہم مکمل شکست تسلیم کر لیں اور کلاشنکوف تہہ کر کے رکھ دیں اور روتے ہوئے' چیختے ہوئے اللہ کے حضور سر بسجود ہو جائیں۔ ساری صلاحیتیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں صرف کریں اور صبر' عجز اور تقویٰ پر کاربند ہو جائیں اور اپنی ہمہ جہت کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کریں ورنہ مادی وسائل میں عالم اسلام اور امریکہ میں کوئی نسبت ہے ہی نہیں۔ قرآن کہتا ہے: ان تصبروا و تتقوا لا یضرکم و کیدھم شیئاً. (3:120)"

یہ ہے وہ فکر جس نے مجھے پریشان کیا اور جس سے میں سمجھوتا نہیں کر پا رہا اور قرآن حکیم کی سورہ آل عمران کی آیت 120 میرے طالبعلمانہ نقطہ نظر سے جہادی کلچر کے خاتمے اور کلاشنکوف تہہ کر کے الماری میں رکھنے کی تائید نہیں کرتی۔ نہ ہی صبر اور تقویٰ جہادی کلچر کی نفی کرتا کہیں نظر آتا ہے کہ یہ دونوں صفات یعنی صبر اور تقویٰ زندگی کے کسی مخصوص شعبے سے متعلق نہیں ہے بلکہ انسان کی عملی زندگی کی ہر جہت میں ہر لمحہ ان صفات کا عمل دخل مطلوب ہے۔

پہلا مسئلہ موجودہ حالات میں جہادی کلچر کا ہے۔ میرے فاضل دوست کا خیال یہ

ہے کہ آج ہمارے مصائب و مشکلات کا سبب یہی جہادی کلچر ہے۔ مجھے اس بات سے اتفاق کرنے سے روکنے والی چیز قرآن کریم' اسوۂ رسول ﷺ اور اسوۂ اصحابؓ الرسول ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے دور میں بھی' مشرکین و منافقین' بے سروسامان صحابہ کرامؓ کے مقابلے میں اپنے دور کی سپر پاور تھے مثلاً 313 نہتے مجاہدوں کے مقابلے میں ایک ہزار ہر طرح سے مسلح لوگ' غزوہ خندق کے وقت بھوکے' نہتے گنتی کے اصحابؓ کے مقابلے کفر کا کولیشن' بش بلیئر کے کولیشن سے مختلف نہ تھا' تین ہزار ایک لاکھ کے مقابلے میں کھڑے بھی نظر آتے ہیں۔

حیات طیبہ میں' خود نبی رحمت ﷺ نے جس جہادی کلچر کی بنیاد فرامین الٰہی کی روشنی میں رکھی تھی وہ کلچر حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں بتدریج بڑھتے اپنے انتہائی عروج کو پہنچا اور تاریخ گواہ ہے کہ اسی جہادی کلچر کی برکات سے' مسلمان تو رہے ایک طرف' غیر مسلموں نے سکھ سکون اور خوشحالی دیکھی۔ یہ جہادی کلچر ہی تو تھا جس نے روس کو افغانستان کے راستے بلوچستان کو روندتے گرم پانیوں تک رسائی سے اسے باز رکھا۔ ورنہ افغانستان میں روس اور بھارت میں روس' درمیانی پاکستان کو سینڈوچ بنا کر اب تک انجوائے کر چکے ہوتے۔

آج کی دنیا ملاوٹ کی دنیا ہے۔ اشیائے خوردنی میں ملاوٹ سے لے کر افکار و کردار و اقدار تک ملاوٹ پر ہر کوئی گواہ ہے اور اس گئے گذرے دور میں آج کوئی چیز ملاوٹ سے مبرا ہے تو وہ جہادی کلچر ہے۔ پورے اعتماد سے یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ عالمی سطح پر جہاں کہیں جہاد ہو رہا ہے یا جہاد ہوا ہے کیا وہاں متعلقہ علاقہ میں کبھی کوئی چوری' ڈاکہ ریکارڈ پر آیا۔ کیا خواتین کی بے حرمتی کسی کے نوٹس میں آئی ہے؟ کیا جہادی کلچر میں "لتھڑا" ہوا شخص کبھی کسی "ثقافتی کلچر" میں بھی لتھڑا ہوا پایا گیا؟ جہادی کلچر کی علامت طالبان کے حسنِ سلوک نے تو دشمن عورتوں کو مسلمان بنا دیا۔

یہ کلچر اگر غیر مطلوب ہوتا تو خالقِ کائنات اپنی محکم کتاب میں' انسان کے لئے گائیڈ

بک میں جا بجا اس کا ذکر نہ فرماتے اور ہادی برحق کو یہ حکم نہ دیتے کہ انہیں جہاد پر ابھارو' جہاد کے لئے تیار کرو اور مسلمانوں سے یوں مخاطب نہ ہوتے ''تمہیں کیا ہو گیا کہ تم جہاد کے لئے نہیں نکلتے'' یا اگر مواقع کی مناسبت سے جہاد مقصود ہوتا تو خالق کے لئے یہ مشکل نہ تھا کہ قرآنِ حکیم میں یا رسالت مآب ﷺ کے ذریعے وضاحت ہو جاتی کہ فلاں قسم کے حالات ہوں تو جہاد کرو اور فلاں طرز کے حالات ہوں تو جہاد سے اجتناب کرنا۔ مگر دونوں ہی مصادر اس پہلو پر خاموش ہیں۔

کلاشنکوف تہہ کر کے الماری میں رکھنے کی بات بھی قرآنی تعلیم سے میل نہیں رکھتی کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "واعدوا لھم مستطعتم من قوۃ و الرباط الخیل" یہ اس دور کی کلاشنکوف تھی جسے دشمن کے لئے ہمہ وقت تیار رکھنے کا حکم دیا اور تاریخ شاہد ہے کہ اہلِ ایمان نے سامانِ حرب کو کبھی نظر انداز نہ کیا۔ خالق نے میدانِ کارزار میں نماز کی ادائیگی کے وقت بھی اسلحہ ایک طرف رکھنے سے منع فرمایا۔ اہلِ ایمان کے لئے جہادی کلچر کی احیاء و بقا طے ہے اور اس سے انحراف کے لئے کوئی رخصت کم از کم اسلامی تعلیمات میں دیکھنے کو نہیں ملتی۔ جہاد اور جنگ میں بعد المشرقین ہے اور جہاد کو عام جنگ کی سطح پر رکھ کر سوچنے والے اکثر ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔ جہاد اور جہادی کلچر میں مصروفیت تو سچی اور کھری عبادت ہے۔

اب سورہ آل عمران کی آیت 200 میں بیان کردہ حقیقت پر بات کرتے ہیں۔ آیت مذکور میں فرمایا گیا کہ اگر تم صبر اور تقویٰ کا دامن تھامے رہو گے تو تمہارے مخالف فریق کی چال' اس کا مکر تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ آیت کا ترجمہ یا مفہوم کسی طرح بھی اسے جہادی کلچر کے خاتمے تک نہیں لے جاتا۔ اگر اس صبر اور تقویٰ کی بات کو جہادی کلچر کے پس منظر میں سمجھنے کی کوشش کی جائے تو غزوہ خندق میں اس کی مکمل عملی تشریح ہماری راہنمائی کے لئے کافی ہے۔ غزوہ کی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک صحابیؓ کو کفار کے لشکر کا جائزہ لینے کی ذمہ داری سونپی اور ادائے فرض کے دوران صحابیؓ کو فساد کی جڑ ابوسفیان اس حال میں ملا کہ

وہ ان کے تیر کی زد میں تھا اور موت یقینی تھی مگر صحابیؓ کو سرورِ دو عالم نے جس قدر کام سونپا تھا انہوں نے تقویٰ کا تقاضا پورا کرتے انتہائی صبر سے اپنے جذبات پر قابو پاتے ہوئے ابوسفیان پر تیر نہ چلایا۔ نبی اکرم ﷺ کو بعد ازاں انہوں نے اس صورتِ حال سے آگاہ فرمایا۔

کید کے معنی مکر و فریب' چال چلنے' دھوکہ دہی اور War tactics کے ہیں اور حالتِ جنگ میں اگر دشمن کی چال کو صبر اور احکام الٰہی (تقویٰ) پر عمل کے بجائے محض جذبات سے لیا جائی تو نقصان ناقابلِ تلافی ہوتا ہے۔ ایک اچھے سپہ سالار کی شناخت یہ ہے کہ وہ جذباتی فیصلوں سے دشمن کے میدان میں پٹنے کے بجائے صبر و تحمل اور تقویٰ پر مبنی فیصلوں سے دشمن کو اپنے میدان میں لاکر اس کی پٹائی کرتا ہے۔ تقویٰ کے معنی اپنے آپ کو روکنے' حدود و قیود سے تجاوز نہ کرنے کے ہیں۔ حالت اشتعال میں اپنے آپ کو روکنا' اپنے جذبات کو قابو میں رکھنا تقویٰ ہے جو مطلوب ہے مگر کسی طرح بھی تقویٰ یہ نہیں ہے کہ فرائض کی ادائیگی میں اپنے اوپر تقویٰ کے نام پر پابندی عائد کرلی جائے۔ یہ قرآن و سنت سے فرار کا راستہ ہے۔

جہاد کے علاوہ عملی انسانی زندگی قدم قدم پر صبر اور تقویٰ' جو ہم معنی ہیں' کی محتاج ہے۔ صبر بھی اپنے آپ کو روکنے کا نام ہے اور تقویٰ بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی قائم کردہ حدود سے باہر نہ نکلنے کا نام ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر فریق مخالف کی شاطرانہ چالوں سے مشتعل ہونے سے تم بچے رہو گے' صبر اور تقویٰ پر عمل کے ذریعے' تو تمہارا دشمن تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ گویا عملی زندگی کا اصول بیان کر دیا گیا۔

ہماری عملی زندگی بے شمار سماجی' معاشرتی' اخلاقی' دینی' معاشی' تعلیمی اور سیاسی اقدار کے گرد گھومتی ہے۔ ان اقدار کا دشمن ابلیس ہے جو انسانی خون کے ساتھ اس کے اندر گردش کرتا ہے' اس کی ذریت بھی ہے جو انسانی لبادے میں ہے اور یہ چھپا کھلا دشمن ہر لمحہ اپنے مکروفریب سے انسان کو راست اقدام کی پٹڑی سے اتارنے کے لئے کوشاں ہے۔ اس کی چالوں سے تحفظ صبر اور تقویٰ کی ڈھال سے ہی ممکن ہے۔ مثلاً جہادی کلچر کی نفی تک کسی کو لے

جانا یا اسلحہ تہہ کر کے الماری میں رکھنے کے خیال کی پختگی کا اہتمام' یہ دشمن کے حملے ہیں۔ دشمن ابلیس ہو یا انسان' بچاؤ کے لئے ڈھال صبر اور تقویٰ ہی ہے۔

جیسا کہ ہم اوپر کہہ چکے ہیں کہ صبر اور تقویٰ ہم معنی ہیں کہ دونوں کا مطلب "روکنا" ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر دونوں الگ الگ اور اکٹھے استعمال کیوں ہوتے ہیں۔ قرآن وحدیث کے مطالعے سے بات یوں سمجھ آتی ہے کہ تقویٰ غیر مادی خباشتوں سے رکنے کا نام ہے تو صبر مادی خباشتوں سے بچاؤ کی ڈھال ہے۔ تقویٰ قلب و ذہن میں فساد روکنے کا کام کرتا ہے جو تعلق باللہ کو مجروح کرتا ہے یا قلب و ذہن جن جسمانی اعضاء کو خالق کی نافرمانی میں لگانا چاہتے ہیں اس کے آگے موثر بند باندھتا ہے مثلاً آنکھ کی بدنظری' غیبت سننے یا موسیقی سننے کی رغبت یا زبان درازی وغیرہ۔ جبکہ صبر مادی خباشتوں مثلاً ہوس زر' ہوسِ اقتدار' ہوس شکم سیری وغیرہ کو قناعت سے روکتا ہے۔ صبر انسانی اعمال کو حدود اللہ کے اندر رکھنے کا نام بھی ہے جس سے حقوق العباد تلف ہونے سے بچتے ہیں۔

دنیا داری نامطلوب نہیں ہے۔ مطلوب اور غیر مطلوب کی حدود کو سمجھنا ضروری ہے۔ دنیا پر خالق کے بندے بن کر سواری کی جائے تو صبر اور تقویٰ کی زندگی ہے اور رحمٰن کا راستہ چھوڑ کر دنیا کو اپنے اوپر سوار کر لیا جائے تو یہ مردود ہے۔ صبر اور تقویٰ دونوں اس حال میں سینہ کوبی کرتے دیکھے جاتے ہیں۔ میدانِ جہاد ہو' عدالت ہو' تجارت ہو' صنعت ہو' درسگاہ ہو' ملکی سیاست ہو یا خارجہ داخلہ پالیسیاں ہوں غرض ہر شعبہ حیات مادی اور غیر مادی پہلوؤں پر مشتمل ہے۔ ہر شعبہ کے لئے اقدار ہیں۔ اقدار کی پاسداری کا نام تقویٰ وصبر ہے۔ اپنے آپ کو کسی مخصوص حلیہ میں ڈھال لینے کا نام تقویٰ نہیں ہے اور نہ ہی تقویٰ پر کسی کی اجارہ داری ہے۔ ایک کسان' ایک مزدور' ایک تاجر' ایک انجینئر' ایک ڈاکٹر' ایک صنعت کار' ایک معلم' ایک متعلم اور سیاستدان متقی ہو سکتا ہے اور نہ ہی تقویٰ پر صرف مردوں کی اجارہ داری ہے۔ خواتین بھی اس صفت سے متصف ہو سکتی ہیں۔ حق کی طلب میں نیت کا اخلاص مل جائے تو

خالق راہ آسان فرما دیتا ہے۔ مگر تقویٰ کو اپنی ذات کے خول میں بند کر کے مخلوق سے بے نیاز ہو جانے والوں پر خالق غضبناک ہوتا ہے جس طرح بنی اسرائیل کی ایک بستی کی تباہی میں متقی قہر الٰہی سے بچ نہ سکا تھا۔

☆......☆......☆

فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے
دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر
لیکن جنابِ شیخ کو معلوم کیا نہیں؟
مسجد میں اب یہ وعظ ہے بے سود بے اثر
تیغ و تفنگ دستِ مسلماں میں ہے کہاں
ہو بھی تو دل ہیں موت کی لذت سے بے خبر!
کافر کی موت سے بھی لرزتا ہو جس کا دل
کہتا ہے کون اُسے مسلمان کی موت مر!
تعلیم اس کو چاہیئے ترکِ جہاد کی
دنیا کو جس کے پنجۂ خونیں سے ہو خطر
باطل کے فال و فر کی حفاظت کے واسطے
یورپ زرہ میں ڈوب گیا دوش تا کمر!
ہم پوچھتے ہیں شیخ کلیسا نواز سے
مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر؟

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

16/09/02

القاعدہ نیٹ ورک

ہمارے دور کی وسیع و عریض دنیا اور آج کے دور کی "گلوبل ویلج کی گلوبل فیملی" یوں تو آغاز ہی سے خیر و شر کے نیٹ ورک سے متعارف ہے مگر 11 ستمبر 2001ء کے ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے المیے نے اسے ایک نئے نیٹ ورک سے روشناس کرایا ہے اور یہ نیٹ ورک "القاعدہ نیٹ ورک" ہے۔ 11 ستمبر سے پہلے عالمی سطح کے میڈیا میں القاعدہ نام کی کوئی چیز نہیں تھی جس پر باشعور طبقہ گواہ ہے۔

القاعدہ کا جنم ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور پنٹاگون کی تباہی کا مرہونِ منت ہے ورنہ پیشتر دنیا جس نیٹ ورک سے متعارف تھی وہ FBI ‘CIA ‘KGB ‘MOSAD ‘RA اور Freemassonary وغیرہ کے نیٹ ورک تھے کیونکہ عالمی سطح پر ہونے والی ہر طرح کی چھوٹی بڑی تخریب کاری میں کسی نہ کسی پہلو ان کا عمل دخل ہوتا تھا اور آج بھی یہ ثابت شدہ ہے۔ حکومتوں کے تختے الٹنا' ناپسندیدہ کو پسندیدہ میں بدلنا اور پھر اسے قتل کرانا اس نیٹ ورک کا کام ہے۔

ہماری "تحقیق" اگر تمسخر کا شکار نہ ہو جائے تو بش کی زبان میں "القاعدہ کا لقمہ" ڈالنے والے بھی سچے ہیں۔ القاعدہ کا نیٹ ورک عالمی سطح پر ہر نیٹ ورک سے زیادہ وسیع اور موثر ہے اور اس کا موثر ہونا ہی یہود و نصاریٰ کی نیند حرام کئے ہوئے ہے۔ روئے زمین کا کوئی گوشہ مسلمانوں کے وجود سے خالی نہیں اور آٹے میں نمک مغرب زدہ' ماڈرن کہلوانے والوں کو چھوڑ کر غالب اکثریت بے عمل ہوتے بھی اسلام چاہتی ہے۔

مسلمان دیہاتی ہو' شہری ہو' مشرق میں ہو یا مغرب میں' والدین کی خواہش ہوتی ہے کہ بچہ بچی قرآنِ کریم ضرور پڑھ لے اور قرآن تک پہنچنے کے لئے پہلی سیڑھی ابتدائی قاعدہ ہے۔ کسی جگہ ''بغدادی قاعدہ'' تو کسی جگہ ''یسرنا القرآن قاعدہ''۔ یہ قاعدہ ہر نو آموز کے لئے ناگزیر ہے۔ یوں ہر مسلمان' ماسوائے گنتی کے ماڈرن گھرانوں کے' عرب ہوں یا عجمی اس قاعدہ کے مرحلہ سے ضرور گذرتے ہیں کہ قاعدہ کے بغیر تعلیم قرآن مشکل ہے۔

چونکہ یہ قاعدہ' عملاً قرآنی علم کی بنیاد ہے اور ویسے بھی قاعدہ کے معنی ہی بنیاد ہیں اس لئے عربی قاعدے کلیے کے مطابق جب اس قاعدہ کو ''خاص'' (معرفہ) کیا جانا مقصود ہو تو ''ال'' کے اضافہ کے ساتھ یہ ''القاعدہ'' بن جاتا ہے۔ یوں ہر قرآن تک رسائی حاصل کرنے والا القاعدہ نیٹ ورک سے منسلک ہو جاتا ہے۔ یہ سلسلہ صدیوں سے جاری ہے اور قیامت تک قرآن کریم کی تعلیم کے ساتھ پہلو بہ پہلو چلے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور پنٹا گون کی تباہی کے ساتھ ہی غصہ سے پاگل پن کے شکار بش نے قوم کو کروسیڈ کا پیغام سنایا تھا۔ کروسیڈ کی تاریخ سے واقفیت رکھنے والے جانتے ہیں کہ کروسیڈ اسلام اور عیسائیت کے مابین ''مقدس جنگ'' کو کہتے ہیں۔ گویا بش نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اعلان جنگ کیا تھا اور افغانستان کو تاراج کر کے اس نے ثابت بھی کر دیا۔ اب عراق' ایران اور سعودیہ زد میں ہیں۔

جب بات کروسیڈ کی ہو تو ظاہر ہے کہ مد مقابل ''القاعدہ'' والا مسلمان ہے۔ اس لئے سوتے جاگتے بش اور اس کی ذریت کو ''القاعدہ'' ڈراتا ہے۔ بش اور اس کے غلام بلیئر نے عالمی سطح پر اس ''القاعدہ نیٹ ورک'' کے خلاف کروسیڈ شروع کر رکھی ہے اور اس کا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ یہود و نصاریٰ' بش بلکہ اس کی آئندہ نسل کے لئے بھی اسے ختم کرنا محال ہے' ناممکن ہے کہ اس القاعدہ کا سرپرست رب ہے۔

اسامہ بن لادن ہو یا ملا محمد عمر اور ان کے جانثار، وہ سب بلاشبہ اس القاعدہ کے فعال ارکان ہیں مگر شاید بش والے القاعدہ سے ان کا کوئی تعلق نہ ہو کہ یہ یہود و نصاریٰ کی تازہ ایجاد ہے اور ایسی ایجاد سے مسلمان کا کیا تعلق؟ ہمارے ایک باخبر محسن نے ایک بار ذکر کیا تھا کہ جس القاعدہ سے اسامہ کا تعلق جوڑا جا رہا ہے وہ بہت پہلے یہود نے اپنی فری میسنری طرز پر دہشت گردی کے لئے قائم کی تھی۔

یہود نے اس القاعدہ میں مسلمان عربوں کو بھی شریک کیا تھا مگر پول کھلتے ہی یہ اپنی موت آپ مر گئی تھی اور اس کا وجود معدوم ہو گیا تھا۔ یہود نے اب اس کے "جملہ حقوق" اسامہ بن لادن اور اس کے ساتھیوں کو "تفویض" کر کے اسے "یہودی دہشت گرد تنظیم" کے بجائے "عرب دہشت گرد تنظیم" بنا دیا اور یہودی و نصرانی میڈیا نے اس کی تشہیر کے ریکارڈ توڑے کہ اسے مسلمانوں سے منسوب کیا جائے اور بہت سے لوگوں نے اس جھوٹ کو تسلیم بھی کر لیا۔

امر واقع یہ ہے کہ جس طرح اسامہ و ملا محمد عمر مجاہد کا نام لے کر افغانستان تباہ کیا، صدام کے نام پر عراق پر بجلی گرنے والی ہے۔ اسی طرح القاعدہ کے نام پر باری باری ہر مسلمان ریاست کروسیڈ کی زد میں آنے والی ہے۔ کاش عالمی سطح کا حقیقی القاعدہ نیٹ ورک اپنے دشمن کو پہچان کر دفاع کر سکتا۔

☆......☆......☆

وہ یہودی فتنہ گر، وہ روحِ مزدک کا بُروز
ہر قبا ہونے کو ہے اس جنوں سے تار تار
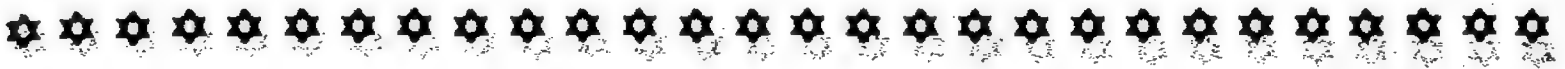
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

08/08/02

حقیقی اسلامی ریاست کی ضروریات!

اسلامی ریاست اور مسلمان ریاست میں زمین آسمان کا فرق ہے مگر دیکھنے میں یہی آتا ہے کہ بسا اوقات اعلیٰ تعلیم یافتہ بھی اس فرق کو ملحوظ رکھے بغیر رائے زنی کر دیتے ہیں۔ بالعموم سمجھا یہی جاتا ہے کہ جس ریاست کا حکمران مسلمان ہے وہ اسلامی ریاست ہے حالانکہ اس فکر کا اسلامی ریاست سے کوئی رشتہ جوڑنا محال ہے۔ ذیل کی سطور مختصراً اسی غلط فہمی کے ازالہ کے لئے ہیں۔

مسلمان ریاست میں اسلام کا پایا جانا اس حقیقت پر منحصر ہے کہ خود حکمران میں اور عمائدین میں کتنے فیصد کھرا اسلام ہے اور عوام تک اسلام پہنچانے کا عزم ہے، اس کے ساتھ عملی اقدامات بھی ہیں تو یہ اسلامی ریاست ہے خواہ پوری محنت کے باوجود عوام تک اسلام 80 فیصد ہی پہنچا ہو۔

مسلمان حکمرانوں میں اگر شعورِ اسلام واجبی ہے اور بعض اقدامات اسلامی تعلیمات سے کچھ مطابقت رکھتے ہیں تو محض ان اقدامات کی بنیاد پر ریاست ایک اسلامی ریاست قرار نہیں پاتی۔ وہ اپنا مسلم تشخص کا دعویٰ کرنے میں حق بجانب ہو سکتی ہے مگر اسلامی تشخص سے وہ کوسوں دور ہے کہ اسلام کے لئے خالق نے فرمادیا ''ادخلوا فی السلم کافۃ'' (مکمل اسلام قبول کرو)۔

اسلامی ریاست کے ستون، قرآن و سنت پر مبنی نظامِ عدل، نظام تعلیم و تربیت، نظامِ معیشت و تجارت اور نظامِ دفاعِ وطن ہیں۔ عملی زندگی کی بقیہ تمام تر جزیات انہی سرچشموں

سے پھوٹتی ہیں۔ مذکورہ چار ستون ایسی کسوٹی ہیں جس پر کسی بھی حکومت کو اسلامی ریاست قرار دیا جا سکتا ہے یا وہ محض مسلم ریاست کا تشخص ہی بمشکل بحال رکھتی ہے۔

۱) نظامِ عدل:

کسی بھی ریاست کے وجود کی سلامتی کا ضامن اس کا نظامِ عدل ہے۔ اسلام کے حوالے سے ہم بات بعد میں کرتے ہیں پہلے چرچل کی بات سن لیں جو غیر مسلم تھا، مسٹر جسٹس اے آر کارنیلکس، چیف جسٹس پنجاب کا فتویٰ ملاحظہ فرمالیجیے کہ یہ دونوں ہی ''بنیاد پرست مسلمان'' نہ تھے بلکہ اعلیٰ تعلیم یافتہ، روشن خیال مسیحی تھے اور ویسے بھی ہم غیروں کی بات کو اتھارٹی مانتے مطمئن ہوتے ہیں۔

دوسری جنگ عظیم میں جرمن کی بمباری سے برطانیہ لہولہو تھا۔ کسی اخبار نویس نے چرچل سے برطانیہ کے مستقبل پر سوال کیا تو اس کا جواب مختصر اور بامعنی تھا ''کیا برطانیہ کی عدالتیں انصاف نہیں کرتیں؟''۔ یعنی جب تک برطانوی عدالتیں انصاف کرتی رہیں گی، برطانیہ کا مستقبل محفوظ رہے گا۔ اس ایک جملے پر اقوام عالم میں معدوم یا ذلیل و رسوا ہونے والی اقوام کا زائچہ تیار کرنا آسان ہے۔

جنوب مشرقی ایشیا میں کسی مقام پر ''جرائم کی روک تھام'' پر بین الاقوامی کانفرنس ہو رہی تھی۔ ماہرین لمبے چوڑے مقالے پڑھ رہے تھے۔ پاکستان کی نمائندگی لاہور ہائی کورٹ کے مسیحی چیف جسٹس، مسٹر جسٹس کارنیلکس مرحوم کر رہے تھے۔ جب انہیں سٹیج پر بلایا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس صرف ایک فارمولا ہے جس سے جرائم آٹے میں نمک رہ جائیں گے ''اسلام کا نظام عدل نافذ کردو'' کامیاب ہو جاؤ گے۔

ایک مسیحی جج کی زبان سے اسلام کے نظامِ عدل کو جرائم کی بیخ کنی کا سبب بتانا بھی

☆ ☆

مندوبین کے لئے اچنبھے کی بات تھی اور جسٹس کارنیلئس کہہ رہے تھے کہ میں نے کوئی انہونی بات نہیں کہی خلافت راشدہ کا لمبا عرصہ میری بات کی شہادت پیش کرتا ہے کہ اس عرصہ میں چوری' ڈاکہ' عصمت دری' قتل اور دیگر حقوق کی پامالی پر تاریخ خاموش ہے۔ آٹے میں نمک اس لئے کہ اللہ نے معصوم معاشرہ بنایا ہی نہیں۔

اسلام کا نظامِ عدل' اسلامی ریاست کے ہر مسلم اور غیر مسلم شہری کو عملی زندگی کے ہر پہلو پر مساوی انصاف فراہم کرتا ہے۔ انصاف جو ہر کس و ناقص کو نظر آئے۔ انصاف' جس کے کٹھرے میں امیر و غریب اور حکمران ہر کوئی کھڑا ہو' جہاں ہر کوئی بلا جھجک اپنا مقدمہ پیش کر سکتا ہو۔ انصاف' جس کے لئے نسل در نسل کچہریوں میں خاک نہ چھاننی پڑے' جسے رقم کے بل بوتے پر خریدنا نہ پڑے۔

لمبے عرصہ سے اقوامِ عالم نے چونکہ اسلام کے نظامِ عدل کو بالفعل دیکھا نہیں ہے۔ اس کے فیوض و برکات سے متمتع معاشرہ ہر نظر سے اوجھل ہے' اس لئے اگر کسی جگہ اس کی جھلک نظر آ جاتی ہے (جو عملاً اس کی مکمل تصویر نہیں ہے) تو ''مہذب'' دنیا کو اس میں ''جہالت اور درندگی'' نظر آتی ہے۔ دیکھنے والی آنکھ بھی عجب ہے کہ اپنے ہاں تہذیبی جہالت اور درندگی نظر نہیں آتی۔

سعودی عرب کی مثال لیجئے۔ وہاں اگرچہ مکمل طور پر اسلام کا نظامِ عدل نافذ نہیں ہے مگر جو کچھ نافذ ہے اس کے نتائج کا دنیا کے ہر دوسرے ''مہذب'' اور ''غیر مہذب'' ملک سے موازنہ کیجئے تو جرائم کی شرح میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ سعودی عرب میں اس نظام کی برکت سے سونے سے بھری دکانوں کو معمولی تالے لگا کر دکاندار گھروں میں چین کی نیند سوتے ہیں۔ راقم الحروف کے ساتھ ایک ''مہذب'' امریکی ڈائریکٹر بازار گیا۔ سونے سے بھری دکان دیکھ کر کہنے لگا کہ ''قسم ہے امریکہ میں ایک رات میں یہ سلامت نہ رہے''۔

☆ ☆

اسلام کے نظامِ عدل کا شاہکار یہ ہے کہ قضیے کا جلد بے داغ فیصلہ اور عوام الناس کی موجودگی میں سزا پر عملدرآمد۔

ب) نظامِ تعلیم:

نظامِ عدل کے بعد استحکامِ ریاست کی ضمانت نظامِ تعلیم و تربیت فراہم کرتا ہے کہ کاروبارِ ریاست کو چلانے کے لئے جن مردانِ کار کی ضرورت ہے ان کا ریاست کے بنیادی نظریہ کی بھٹی سے کندن بن کر نکلنا ضروری ہے۔ لہٰذا نظامِ تعلیم کا ریاست کے نظریہ سے ہم آہنگ ہونا ضروری ہے۔ ورنہ تمام تر محنت سے مطلوبہ مردانِ کار میسر نہ آسکیں گے۔

اسلامی ریاست میں نصاب تعلیم و تربیت کی بنیاد قرآن و سنت ہے۔ قرآن و سنت ہر طرح کے علوم و فنون سے استفادہ کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ یہ ہمارے "مہذب" بننے کی بدنصیبی ہے کہ قرآن و سنت کا نام سنتے ہی ہمارے چہروں کی رونق غائب ہو جاتی ہے اور ہم "تاریک دور" میں چلے جاتے ہیں حالانکہ وہ دور تاریک کبھی نہ تھا کہ نابغہ عصر ہستیوں نے اسی دور میں علوم پر احسان کیا تھا۔

قرآن و سنت کی روشنی میں مدون نصاب ہر دور کے تقاضوں کا ساتھ دیتا ہے اور اگر خدانخواستہ کسی جگہ ساتھ دیتا نظر نہیں آتا تو قصور ہمارے ظرف و نظر کا ہے کہ ہم مطلوب حاصل کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ قرآن و سنت تو قیامت تک ہر دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ راہنمائی فرماتے رہیں گے کہ یہی واحد ذریعہ علم ہے جو ہر طرح کے جمود سے مبرا اور لحہ لحہ متحرک و فعال ہے۔

قرآن و سنت پر مبنی علوم دراصل معلم اور متعلم کو بصیرت کی اس آنکھ سے استفادہ کرنے کی ترغیب دیتے ہیں، اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں، جو کائنات کی ہر چیز میں خالق

کے عمل دخل کو تسلیم کرے۔ جب یہ تسلیم کر لیا جائے تو کوئی علم غیر نافع نہ رہے گا۔ یہی بصیرت تھی جس نے رومی و رازی پیدا کئے۔ دوسرے بے شمار علماء و حکماء کا تحفہ انسانیت کو دیا یورپ جن کا خوشہ چین کل بھی تھا' آج بھی ہے۔

آج مسلم ریاستیں اگر ذلیل و رسوا ہیں تو یہی سبب ہے کہ ان کے ہاں نہ نظامِ عدل ہے نہ ہی نظام تعلیم جو قرآن و سنت کی بنیاد پر استوار ہو۔ غیروں نے جو نصابِ تعلیم مرتب کر دیا ہم نے "ترقی پانے" اور "مہذب" کہلوانے کے شوق میں سینے سے لگا لیا۔

اغیار سے ڈھونڈتے پھرتے ہیں مٹی کے چراغ
اپنے خورشید پہ پھیلا دیئے سائے ہم نے

اسلام غیر مسلموں کو ہر طرح کی تعلیم کے مساوی مواقع فراہم کرتا ہے یعنی عقیدے اور مذہب کی تعلیم جو متعلقہ مذہب کے پیروؤں تک محدود ہو۔ اسلام دوسرے مذہب کو تبلیغ کا حق نہیں دیتا کہ اسلام کے مقابلے میں کفر کی تبلیغ کا حق تسلیم کرنے کا مطلب اسلام کی حقانیت سے دستبردار ہونا۔ پیتل یا چاندی کی اپنی اپنی جگہ اہمیت ہے مگر یہ سونے کے منہ لگیں کوئی ہوشمند اسے درست نہیں سمجھتا۔ یہی سونا اسلام ہے۔

ج) نظامِ معیشت:

معیشت افراد و اقوام کے لئے زندہ رہنے کا ذریعہ ہے۔ اسلام نے اس کی اہمیت کو ہر سطح پر اجاگر کیا ہے مثلاً خالق کائنات نے انسان کے قلب و ذہن میں پہلی چیز یہ راسخ کرنے کی کوشش کی کہ تمہارا پالنے والا' پرورش کنندہ میں خود ہوں اور معاش و معیشت کے تمام تر خزانوں کی کنجیاں میرے قبضہ قدرت میں ہیں اور اسباب کی اس دنیا میں وسائلِ رزق حلال اسباب سے حاصل کرو۔

معاش و معیشت کے حصول کے لئے خالق نے کوئی حد مقرر نہیں فرمائی کہ اس مقدار سے آگے نہ بڑھنا۔ حد صرف یہ لگائی کہ ذرائع حلال ہوں، کسی پر ظلم کر کے، اس کی حق تلفی کر کے وسائل اکٹھے نہ کئے جائیں۔ اسلامی ریاست کی پہچان یہ ہے کہ وہ حلال ذرائع سے حصول رزق کے مواقع مہیا کرتی ہے اور حرام ذرائع معاش کا راستہ روکتی ہے، مثلاً سودی لین دین، جوا، سٹہ، لاٹری، ملاوٹ، ذخیرہ اندوزی وغیرہ۔

اسلام چونکہ ہر دور کا متحرک و فعال مذہب ہے لہٰذا معیشت کے ہر دور کے تقاضوں کا ساتھ دیتا ہے اور ساڑھے چودہ سو سال قبل جس دین کو مکمل و اکمل فرمایا گیا تھا اس میں کارخانہ دار اور مزدور کے تعلقات کی حدیں بھی طے تھیں۔ اسلام کارخانے لگانے سے نہیں روکتا مگر شراب و منشیات سازی یا انسانیت کی تباہی کے، لہو و لعب کے سامان تیار کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ انسان کی عملی زندگی کے بنیادی لوازم کی تیاری پر کوئی قدغن نہیں ہے۔

(i) زکوٰۃ و عشر:

اسلام کے حوالے سے قائم ریاست میں کوئی ٹیکس نہیں ہے۔ نہ ٹیکسوں کے لئے مختلف محکمہ جات کی بھرمار ہے۔ غیر مسلموں پر ان کی حیثیت کے مطابق معمولی جزیہ ہے اور مسلمانوں پر 2.5 فیصد زکوٰۃ، زرعی فصلات و باغات پر عشر ہے اور زکوٰۃ و عشر کی فراہمی کا ایک شعبہ ہے۔ ہر قسم کے ٹیکس معاف کر کے صرف زکوٰۃ و عشر کو اسلامی فریضہ ادا کرنے سے اسلامی بیت المال اس قدر مستحکم ہو جاتا ہے کہ ''مہذب دنیا'' اس کا تصور بھی نہیں کر سکتی اور اس مالی استحکام کی موجودگی میں کسی ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف کے قرض کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔

(ii) صدقات وعطیات:

اسلام کے نظامِ معیشت اور نظامِ تعلیم و تربیت پر استوار معاشرہ میں جو مجموعی ماحول پیدا ہو جاتا ہے اس میں متمول لوگ رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر صدقات وعطیات کی اس قدر بھر مار کر دیتے ہیں کہ اسلامی ریاست کو ناداروں محتاجوں بیواؤں اور یتیموں کی دستگیری اور فلاح و بہبود کے کاموں کے لئے نہ ٹیکس لگانا پڑتا ہے نہ کسی کے آگے ہاتھ پھیلانا پڑتا ہے۔ انفاق فی سبیل اللہ کا داعیہ رکھنے والے حقیقی اسلامی معاشرہ میں یوں پیدا ہوتے ہیں جیسے موسم برسات میں "کھمبیاں" (مشروم) نکلتی ہیں۔ اس بیت المال سے ریاست کے جملہ ملازمین کے معاوضے بطریق احسن ادا ہوتے رہتے ہیں۔ ایسی ریاست میں تنخواہوں میں بہت بڑا تفاوت بھی نہیں ہوتا ہے۔

نظامِ معیشت کا یہی استحکام اسلامی ریاست میں اپنے عوام' بلاتفریق مذہب وملت' کی صحت کے تقاضوں کی تکمیل' ان کی تعلیمی ضروریات کی تکمیل کے علاوہ دوسری سماجی معاشرتی بھلائی کے تقاضوں کو نبھاتا ہے اور یہ سارا بوجھ بیت المال برداشت کرتا ہے۔ جب بیت المال یہ ساری ذمہ داریاں اپنے سر لے لیتا ہے تو عوام بخوشی زکوٰۃ وعشر' صدقات وعطیات سے اسے پر رکھتے ہیں۔

خلافت راشدہ کے دور میں جب حقیقی اسلامی ریاست وجود میں آئی تھی تو آغازِ اسلام کے بے کس و بے نوا اہل ایمان کی زندگیوں میں ہی یہ انقلاب آ گیا تھا کہ لوگ زکوٰۃ لینے والوں کو ڈھونڈتے تھے اور زکوٰۃ لینے والا نہ ملتا تھا۔ چہار سو خوشحالی تھی' سکھ اور سکون تھا۔ ہر طرف تعمیری سوچیں تھیں' تعمیری مصروفیات تھیں' احترامِ آدمیت اور اطاعتِ امیر سب کچھ تھا۔
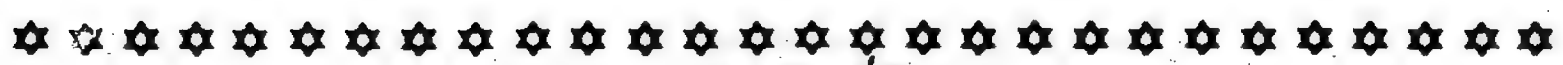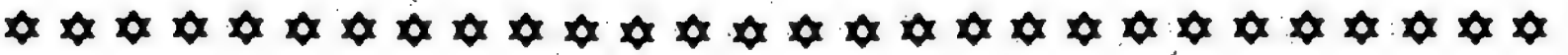
د) نظامِ دفاع:

اسلامی ریاست کی یہ بھی بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی رعایا کو بیرونی جارحیت سے محفوظ رکھے اور تاریخ اس حقیقت پر گواہ ہے کہ اسلامی ریاست نے جس طرح اپنی رعایا کا دفاع کیا کوئی دوسری حکومت اس کی مثال سامنے نہ لا سکی بلکہ عملاً ایسا ہوا کہ جب مسلم مجاہدین اللہ کی دھرتی پر اللہ کے نظام کی تنفیذ اور شخصی غلامی میں پسی ہوئی انسانیت کو چھٹکارا دلانے نکلے تو وہاں کی رعایا نے اپنے حکمرانوں کے خلاف' ان کی مدد کی۔

اسلام میں نظامِ دفاع جہاد سے مشروط ہے۔ جنگ اور جہاد میں بنیادی فرق یہ ہے کہ جنگ دنیوی مفادات کو پیش نظر رکھ کر کی جاتی ہے اور اس میں احترامِ انسانیت نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ اخلاق و کردار کے بخیے ادھڑتے ہیں جبکہ جہاد خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے احترام انسانیت اور اخلاق و کردار کے تمام تقاضوں کو ملحوظ رکھتے کیا جاتا ہے۔ جنگ کے اصول فاتح اپنی مرضی و منشا کے مطابق بدلتا رہتا ہے جس کی موجودہ دور میں مثال بش اور پوٹن وغیرہ ہیں' جوانہوں نے افغانستان اور چیچنیا میں ثابت کر دکھائی ہے۔

جہاد کے اصول و ضوابط قرآن و سنت میں طے ہیں اور کسی حکمران کو یہ حق نہیں دیا گیا کہ وہ ان میں ذرہ بھر تبدیلی کر سکے۔ دفاعِ وطن سے غفلت اسلامی ریاست میں حرام ہے۔ اسلام امن کا دین ہے مگر امن بذریعہ التجا داستدعا نہیں بلکہ امن بذریعہ قوت (Peace through Power) کا قائل ہے۔ جہاد کے نتیجے میں مال غنیمت کی تقسیم کے قواعد و ضوابط طے شدہ ہیں۔

زمانے کے بدلتے تقاضوں کے ساتھ جہاد کے لئے دفاعی اسلحہ کی صنعت اسلامی ریاست کی ضرورت ہے اور یہ صنعت اس معیار کی ہونی لازم ہے جو متوقع دشمن کے ممکنہ اسلحہ
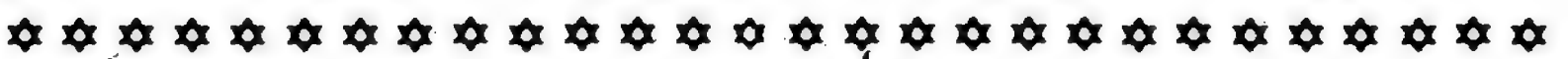
کی موثر سرکوبی کر سکے۔ اسلام نے اسلحہ بنانے اور تیار رکھنے پر پابندی عائد نہیں کی بلکہ خالق کائنات نے قرآن حکیم میں یہ حکم دیا "واعدوا لھم مستطعتم من قوۃ ورباط الخیل" رباط الخیل گذرتے وقت کے ساتھ بدلتے گئے ہیں۔

اسلامی ریاست کے حوالے سے ہم نے محض ایک خاکہ آپ کے سامنے رکھا ہے کہ مسلمان ریاست اور اسلامی ریاست کا فرق سامنے لایا جا سکے۔ موجودہ مسلمان ریاستوں کے پاس نظامِ عدل' نظامِ تعلیم' نظامِ معیشت اور نظامِ دفاع بھی کچھ ہے مگر کیا اس سب کچھ کی بنیاد پر یہ یا ان میں سے کوئی ریاست' اسلامی ریاست کے طور پر اپنی شناخت رکھتی ہے؟

مسلمان ریاستوں کا نظامِ عدل غیروں کا دیا ہوا ہے جس سے عدل لیتے نسلیں دفن ہو جاتی ہیں' جو ملتا نہیں خریدا جاتا ہے اور جو بالعموم ظالم ہی خریدتا ہے۔ نظامِ تعلیم ہے جو لارڈ میکالے اور اس کی ذریت کا عطا کردہ ہے جس سے سب کچھ پیدا ہو سکتا ہے مگر مسلمان معلم' مسلمان ڈاکٹر' انجینئر' تاجر' صنعتکار اور سیاستدان پیدا نہیں ہو سکتے' نظامِ معیشت صراحتاً سودی ہے۔ سٹہ' لاٹری' احتکار اور ہر قباحت اس کی گھٹی میں پڑی ہے۔

جہاد سے مسلم ریاستیں خائف ہیں۔ مسلمان ارضِ فلسطین' ارضِ کشمیر و چیچن میں گاجر مولی کی طرح کٹ رہے ہیں۔ افغانستان میں کٹ چکے ہیں اور کم و بیش ساٹھ 60 مسلمان حکمران منقارِ زیرِ پر سہمے ہوئے ہیں کہ یہود و نصاریٰ ناراض نہ ہو جائیں۔ جہاد کو فساد اور ٹھیکیداری کا نام دینے والے بھی مسلمانوں کی صفوں میں اونچے مقام پر بیٹھے ہیں۔ انہیں اپنی مسلمانی پر فخر بھی ہے۔

اسلامی ریاست کی بنیاد نئے سرے سے افغانستان کے طالبان نے رکھی تھی۔ انہوں نے عملاً ثابت کر دیا تھا کہ اسلام دینِ رحمت ہے۔ اسلامی ریاست امن کا گہوارہ ہے۔ نظامِ عدل' نظامِ تعلیم' نظامِ معاش و معیشت اور نظامِ دفاع کو قرآن و سنت کے مطابق بالفعل

70 ‘80 فی صد نافذ کر کے عملاً یہ ثابت کر دیا تھا کہ اسلام ہر دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہے۔

اسلامی ریاست کا یہ وجود یہود و نصاریٰ کے سینے کا ناسور تو تھا ہی کچھ اپنوں کے حلق کی پھانس بھی تھا اور پھر اپنے پرائے سبھی اس اسلامی ریاست پر پل پڑے اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا یہ نوخیز پودہ بری طرح مسل دیا گیا۔ پودے کی جڑیں موجود ہیں اور دشمنوں کی خواہش ہے کہ زمین کھود کر یہ جڑ بھی اکھاڑ پھینکی جائے۔ یہ قادرِ مطلق سے جنگ ہے اور یہ جنگ کوئی نہ جیت سکا۔

اسلامی ریاست کو بہر حال قائم ہونا ہے موجودہ حکمرانوں کے ذریعے نہ سہی' اللہ تعالیٰ ان کی جگہ مطلوبہ افراد لانے کی قدرت رکھتا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ ہو کر رہے گا کہ جس دین کو غالب رکھنے کے لئے سوا لاکھ نفوسِ قدسیہ انبیاء علیہم السلام متعین فرمائے وہ مغلوب کیسے دیکھا جا سکتا ہے۔

☆......☆......☆

فرقہ آرائی کی زنجیروں میں ہیں مسلم اسیر
اپنی آزادی بھی دیکھ' ان کی گرفتاری بھی دیکھ
کافروں کی مسلم آئینی کا نظارہ بھی کر
اور اپنے مسلموں کی مسلم آزاری بھی دیکھ
بارشِ سنگِ حوادث کا تماشائی بھی ہو
امت مرحوم کی آئینہ دیواری بھی دیکھ

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

20/10/02

اسلام کا خاندانی نظام اور عصری تہذیبی چیلنجز

انسان کو تخلیق کرنے سے قبل خالق نے اس کی زندگی کو منظم اور مربوط معاشرے میں کارآمد اکائی بنانے کی خاطر تمام تر جزیات بھی طے کر لی تھیں۔ آپ اسے جدید دور سے ہم آہنگ کرتے "فیزیبلٹی رپورٹ" کا نام دے لیں۔ یہ جزیات سینہ دھرتی پر اس کے عارضی قیام کو ہمہ جہت ہر دور کے تقاضوں کے مطابق رکھنے والی تھیں۔ چونکہ یہ خالق نے اپنی مخلوق کے لئے طے کی تھیں اس لئے ہر سقم سے پاک تھیں۔

خالق نے اپنی اس مخلوق پر دو مزید احسانات یہ کئے کہ بدلتے وقت کے تقاضوں کے ساتھ ہدایات دینا طے فرمایا اور پھر ان ہدایات پر عمل کی تربیت کے لئے اپنے انتہائی معتبر بندوں کو مبعوث فرمایا یعنی شریعت دی اور عملی تربیت و راہنمائی کے لئے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ جاری رکھا۔ انسانیت نے جب عالمگیریت کی سرحدوں تک پھیلاؤ اختیار کر لیا تو خاتم النبیین ﷺ کے ذریعے مکمل و محکم کتاب ہدایت دے دی۔

تمام آسمانی کتب یعنی صحفِ ابراہیمی علیہ السلام' زبور' تورات اور انجیل' خالق کے مخلوق کے نام پیغامِ ہدایات پر مشتمل تھیں اور ہر نبی نے اس پیغام ربانی کی تشریح و توضیح میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی مگر ان کے متبعین نے بعد ازاں خود کو اس تعلیم کے مطابق ڈھالنے کی بجائے اس تعلیم کو اپنی مرضی و منشا کے مطابق ڈھال لیا۔ یوں وہ حقیقی ربانی پیغام مسخ ہوتے ہوتے اپنی اصلیت سے بہت دور چلا گیا۔

پیغامِ ہدایت چونکہ ایک ہی ہستی "خالق" کی طرف سے تھا اس لئے بنیادی تعلیم و

ہدایت ہر دور کے لئے ایک ہی طرح کی تھی' یعنی دین' زندگی گذارنے کے بنیادی لوازمات' عقیدہ و اقدار میں کبھی ردوبدل نہ تھا۔ یہی چیز ہے جسے اسلام کہا گیا یعنی سلامتی کا دین۔ سلامتی جو فرد سے شروع ہو کر معاشرے کی اجتماعیت کو جلا بخشے۔ تحریف دین کے دلدادہ لوگوں نے اپنے اپنے دور کو مسلم کے بجائے یہودی و عیسائی وغیرہ سے موسوم کرلیا۔

جیسا کہ ہم نے عرض کیا کہ جب انسانی آبادی نے بہت بڑے کنبے کی صورت اختیار کرلی تو خالق نے چاہا کہ اب سینہ دھرتی پر مکمل دین کے ساتھ آخری امت اٹھائی جائے اور مکمل و اکمل کتابِ ہدایت دیتے انبیاء کا سلسلہ حضرت محمد ﷺ پر ختم کر دیا جائے۔ چونکہ پہلے بدفطرت انسان الہامی کتب میں تحریف کر چکے تھے اس لئے آخری کتاب قرآنِ حکیم کی حفاظت کی ذمہ داری خود خالق نے قبول فرمائی کہ قیامت تک تحریف ممکن نہ ہوگی۔

قرآنِ حکیم میں رب العزت نے فرد کی انفرادیت سے لے کر سماج و معاشرے کی اجتماعیت کے تمام تر عملی پہلوؤں پر قابلِ عمل ہدایات دینے کے ساتھ ساتھ ان کے عملی پہلوؤں کی تشریح کی ذمہ داری سرورِ دو عالم ﷺ کے ذمہ رکھی جسے آپ ﷺ نے بطریق احسن نبھاتے ایک ایسا نمونے کا صالح معاشرہ قائم کر کے دکھا دیا جس کی مثال پیش کرنے سے ماضی و حال قاصر ہیں۔

اسلام جو سراپا دین رحمت ہے فرد کی تربیت سے خاندان تشکیل دیتا ہے اور خاندان کی معیاری تشکیل سے معاشرہ' کہ اسلامی نظریئے پر تشکیل یہ معاشرہ ملکی سطح پر امن و سکون' خوشحالی اور استحکامِ وطن کا ذریعہ ثابت ہوتا ہے۔ اگر اسی ماڈل کو عالمی سطح پر پھیلا دیا جائے تو یہ عالمی امن کی ضمانت بن جاتا ہے جس طرح خلافت راشدہ کے دور میں جہاں جہاں اسلام گیا سکھ سکون اور خوشحالی مقدر بنی۔

جس نے بھی کہا خوب کہا:

If there is sincerity in purpose, there is beauty in character,

If there is beauty in character, there is harmony in the home,

If there is harmony in the home, there is order in the nation, and

If there is order in the nation, there is peace in the world.

خلافت راشدہ کے دور میں' نبی رحمت کے فیضان تربیت سے سرشار صحابہؓ نے افراد کے اخلاص نیت سے جو خاندان بنائے تھے انہوں نے مدینہ کی بستی کے ہر گھر کو سکھ اور سکون دیا' پھر یہی عمل جب خطہ عرب سے باہر نکلا تو شرق و غرب کا ہر گھر اس کے نور سے منور ہوا اور یہ روشنی صرف مسلمان گھرانوں تک ہی محدود نہ رہی بلکہ اسلامی ریاست میں ذمی گھرانے بھی اس سے فیضیاب ہوئے۔

اسلام نے خاندان کی اکائی کی بطریق احسن تشکیل پر زور دیا ہے۔ خاندان جو میاں اور بیوی سے تشکیل پاتا ہے۔ یہی بیوی ماں کے مرتبہ جلیلہ پر فائز ہوتی ہے تو وہ اولاد کی جنت قرار پاتی ہے۔ میاں اور بیوی جب ماں باپ بنتے ہیں تو اولاد کی ہمہ جہت ذمہ داریاں ان کے کندھوں کو مسلسل جھکاتی رہتی ہیں جن سے عہدہ برا ہونے کے لئے خالق نے پہلے سے ان کے لئے ہدایات کا انتظام کر رکھا ہے۔

میاں اور بیوی کے لئے حقوق کا تعین ہے' ماں اور اولاد' باپ اور اولاد کے مابین تعلقات طے ہیں۔ اولاد کی پرورش کے لئے جس جذبہ ترحم و محبت و مودت کی ضرورت ہے وہ بچے کی پیدائش سے قبل ہی دونوں میاں بیوی کو ودیعت کیا جا چکا ہوتا ہے۔ غرض خاندان کی

بنیاد کا کوئی اینٹ پتھر ایسا نہیں ہے جو کسی پہلو سے بے جوڑ ہو۔ نبی رحمت ﷺ نے قدم قدم راہنمائی فرما کر امت پر احسان فرمایا۔ خاندان کی بنیاد مرد اور عورت رکھتے ہیں' خالق نے سب سے پہلے عورت کا تحفظ فرماتے ہدایت دی کہ:

☆الرجال قوامون علی النساء بما فضل الله بعض هم علی بعض و بما انفقوا من اموالهم ط (النساء:34) مرد سرپرست و نگہبان ہیں عورتوں کے اس بناء پر کہ فضیلت دی ہے اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں بعض کو بعض پر اور اس بناء پر کہ مرد اپنے مال خرچ کرتے ہیں.....☆ (عورت کے لئے داخلی و خارجی تحفظ کے ساتھ ساتھ معاشی تحفظ بھی عطا ہوا)

☆یا ایها الذین امنوا لا یحل لکم ان ترثوا النسآء کرها ولا تعضلوهن لتذهبوا ببعض ما اتیتموهن الا آن یاتین بفاحشة مبینة (النساء:19) اے ایمان والو! تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم زبردستی عورتوں کو میراث بنالو اور نہ ہی اپنے دیئے ہوئے مہر یا وراثت ہڑپ کرنے کے لئے ان پر دباؤ ڈالو الا یہ کہ وہ صریح بدکاری کا ارتکاب کریں☆ (یہ خاندان کے اندر عورت کو فراہم کردہ تحفظ کی عمدہ مثال ہے)

خاندان کے اندر عملی زندگی میں بعض بے اعتدالیوں سے ابلیس فائدہ اٹھا کر میاں بیوی کے مابین تنازع سے گھر کا سکون غارت کر دیتا ہے۔ گھر سے برکت اٹھ جاتی ہے اور میاں بیوی کی ناچاقی اولاد کی تربیت پر بری طرح اثر انداز ہوتی ہے۔ خالق کی راہنمائی ملاحظہ ہو:

☆ ☆

☆وان خفتم شقاق بینهما فابعثوا حکما من اهله و حکما من اهلها ان یریدآ اصلاحا یوفق اللہ بینهما ان اللہ کان علیما خبیرا (اور تمہیں ناچاقی کا اندیشہ ہو تو میاں کے خاندان سے ایک ثالث اور ایک ثالث بیوی کے خاندان سے لو پھر اگر دونوں اصلاحِ احوال چاہتے ہوں تو اللہ تعالیٰ دونوں کے درمیان موافقت پیدا کر دے گا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا علم رکھتا ہے' خبر رکھتا ہے)۔☆

میاں اور بیوی والدین کے مرتبہ پر فائزہ ہوتے ہیں تو ان کو تحفظ دیتے خالق ان کی اولاد کو یوں حکم دیتے ہیں:

☆وقضی ربک الا تعبدوآ الا ایاہ وبالوالدین احسانا۔ اما یبلغن عندک الکبر احدهمآ او کلهما فلا تکن لهما ان ولا تنهرهما وقل لهما قولا کریماO (بنی اسرائیل:23) اور فیصلہ کر دیا تیرے رب نے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ اگر وہ تمہارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں دونوں یا دونوں میں سے کوئی ایک تو انہیں مت جھڑکو اور اف تک نہ کہو اور اس کے سامنے عاجزی سے کھڑے رہو اور احترام سے بات کرو۔☆

والدین کے بعد اولاد کے حقوق پر قرآن حکیم سے راہنمائی دیکھ لیجئے۔ اولاد بچپن میں سب سے زیادہ توجہ کی مستحق ٹھہرتی ہے۔

☆والوالدت یرضعن اولادهن حولین کاملین لمن اراد ان یتم الرضاعة وعلی مولود له رزقهن اوکسوتحن بالمعروف

☆ ☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
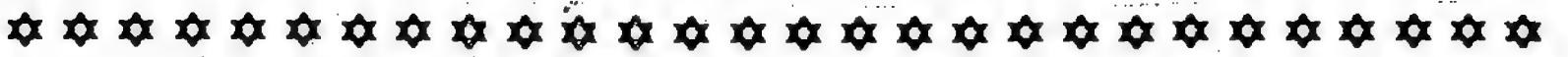
لا تکلف اللہ وسعھا...... (البقرہ:233) اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال تک دودھ پلائیں' دو سال پورے اس خاوند کے لئے جو چاہے کہ دودھ پلانے کی مدت پوری ہو اور اس دوران ماں بچے کا کھانا پینا والد کے ذمہ ہے دستور کے مطابق اور اللہ تعالیٰ کسی پر اس کی مقدرت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتا......☆

اختصار کو ملحوظ رکھتے ہم نے قرآنِ حکیم سے خاندان کے نظام کو پرسکون اور مستحکم رکھنے کے لئے چند ہدایات آپ کے سامنے رکھی ہیں۔ والدین سدا ساتھ نہیں رہتے اور دائمی جدائی سے اولاد یا کسی ایک کے وفات پا جانے' خصوصاً سربراہ' خاندان کی معیشت کو جھٹکا لگتا ہے۔ خالق اس پہلو سے قطعاً غافل نہ تھا اس نے جس حکیمانہ انداز سے مختلف صورتوں میں ماں یا باپ' بیوہ' بیٹے اور بیٹیوں کے وراثتی حصص کا تعین کیا عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

خاندان کی اکائی تنہا معاشرے میں مثبت کردار ادا نہیں کرسکتی۔ ربط ملت کے بھی کچھ تقاضے ہیں۔ انسان کے خالق نے اپنے قریبی رشتہ دار خاندانوں کے ساتھ میل جول' حسن سلوک اور ادائیگی حقوق پر ہدایات دینے کے ساتھ ساتھ' غیر رشتہ دار ہمسایوں اور محلہ داروں کے حقوق پر بھی ہدایات سے بنی نوع انسان کو نوازا ہے تاکہ بقول شاعر مشرقؒ "فرد قائم ربطِ ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں ☆ موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں" ربط محکم رہے۔

اسلام خاندان کے نظام کو ایک فلاحی مملکت کے نظام پر چلانا چاہتا ہے۔ گھر کا سربراہ' سربراہ مملکت ہے تو بیگم وزارت عظمیٰ کے مرتبہ پر فائز ہے۔ دستورِ مملکت کی طرح قرآن و سنت گھر کی مملکت کا آئین و دستور ہے تو مشاورت سے معاملات سے عہدہ برا ہونا گھر کی سلطنت کی سیاست ہے اور اس سلطنت کی رعایا اولاد ہے جس کی بہبود' تعلیم و تربیت' صحت و معالجہ' خوراک و لباس و دیگر ضروریات گھر کا بیت المال سنبھالتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
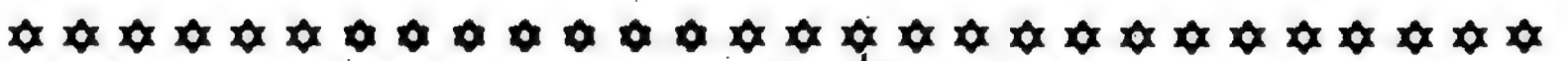
خاندان کی وزارت خارجہ کا قلمدان اگر میاں کے پاس ہے تو وزارت داخلہ کی اہم ذمہ داری بیگم کے پاس ہے علاوہ ازیں تعلیم کا شعبہ بھی اضافی طور پر بیگم ہی کے پاس ہے۔ دونوں خارجہ اور داخلہ امور باہمی مشاورت سے قرآن و سنت کی روشنی میں چلتے ہیں تو گھر جنت نظیر ہے اور خدانخواستہ مشاورت کا فقدان ہے اور ''اختیارات کی سرد یا گرم جنگ'' لڑی جا رہی ہے تو گھر کی سلطنت رقصِ ابلیس کا نمونہ پیش کرتی ہے۔

اسلامی تعلیمات کی بنیاد پر استوار یہ خاندانی نظام چونکہ عالمی امن و استحکام کا نقیب ہے اور باشعور غیر مسلموں کے لئے اس میں جاذبیت کا سامان موجود ہے اس لئے کہ اس کے مدمقابل دائی قوتوں' یہود و نصاریٰ' کے گلے میں یہ اٹکی پھانس ہے۔ اس روشنی سے اپنے گھر منور کرنے کے بجائے وہ اس روشنی کو گل کرنے کے در پہ آزار ہیں۔ وہ اس فانوس کو توڑ کر پاؤں تلے روندنے پر مصر نظر آتے ہیں۔

غور کریں تو یہ بات ہر طرح محکم جچتی ہے کہ خاندان میں اجتماعیت قائم رکھنے والی چیز (Binding Force) عقیدہ اور گھر کی ملکہ ''ماں'' ہوتی ہے۔ کسی خاندان کے یہ دونوں ستون اگر مستحکم ہیں تو خاندان ہر طرح کے حوادث میں محفوظ و مامون ہے اور اگر خدانخواستہ یہ ستون دیمک زدہ ہیں یا دونوں میں کوئی ایک کرم خوردہ ہے تو اسی مناسبت سے خاندان کی عمارت تباہی سے قریب تر ہے۔

یہود و نصاریٰ نے مکمل شعور و ادراک کے ساتھ ملت مسلمہ کے خاندان پر یہی دو ستون گرانے کیلئے مختلف محاذوں سے حملہ کیا ہے۔ حملہ کے لئے منتخب محاذ اس قدر دلکش ہیں کہ مسلمان ملت کو دشمنی کی بو آنے کی بجائے ''محبت کی خوشبو'' نے مسحور کر دیا ہے اور کوئی خیر خواہ نشاندہی کی کوشش کرتا ہے تو اس کی حب الوطنی' اس کا اسلام ہی مشکوک محسوس ہونے لگتا ہے۔

(i) ثقافت:

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مسلم خاندان کی مملکت پر پہلا حملہ ثقافت کے خوبصورت غلاف میں لپٹا ہے۔ ثقافتی ورثے کے نام پر جو کچھ نسلِ نو کو دیا جا رہا ہے اس کا ملکی ثقافت سے ہی کوئی تعلق نہیں جڑتا چہ جائیکہ اسے اسلامی ثقافت سے قریب سمجھا جائے۔ اسلامی ثقافت تو قصہ پارینہ بن کر تاریخ کے اوراق میں دفن ہو چکی۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ثقافتی اقدار کا تمسخر اڑانے والے بے شمار ایوارڈ یافتگان ہمارا مقدر ہیں۔

پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا' فلم' وی سی آر' ذرا اس سے آگے کیبل اور پھر اس سے مزید چند قدم آگے انٹرنیٹ ملت مسلمہ کو جس قدر ثقافت سے ''فیضیاب'' کر رہے ہیں کسی شخص کی نظروں سے اوجھل نہیں۔ ثقافت نے اپنا چولہ اس طرح اتار دیا کہ نو بیاہتا جوڑہ بھی اسے دیکھتے شرما جائے مگر حوصلہ ہے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے حکمرانوں کا کہ انہیں اس کی سرپرستی پر فخر ہے کیونکہ انہوں نے بڑی ڈھٹائی سے کہہ دیا کہ ''پسند نہیں تو نہ دیکھو''۔

عورت اپنے کسی روپ میں ہو' ماں ہو' بیوی ہو' بیٹی ہو یا بہن' ایمان کے بعد اس کی عزیز ترین متاع حیا ہے۔ عورت سے اگر حیا چھن جائے تو اس کا حقیقی تشخص چھن جاتا ہے۔ پھر وہ محض ایک گڑیا ہے' جسے کھیلنے والے پاؤں تلے روند دیتے ہیں۔ اس بات کو بڑی آسانی سے یورپی امریکی معاشرے میں عورت کی عمومی حیثیت سے پرکھ سکتے ہیں۔ لندن کے روزنامہ ''ٹائمز'' نے نو مسلم خواتین سے اپنے سروے میں اسلام قبول کرنے کا سبب پوچھا تو جواب ملا:

> ☆ مغربی عورت اور مسلم عورت کا تقابلی مطالعہ کریں تو واضح فرق ملتا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں عورت کو زیادہ تقدس اور عظمت حاصل ہے جو مغرب کی عورت کو حاصل نہیں ہے بلکہ تحریک آزادیٔ نسواں کا اس کے سوا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا کہ عورت دہرے بوجھ تلے دب گئی ہے۔ ☆ **(Daily "Times" London, Nov. 9,1993)**

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆ ☆

(ii) مخلوط تعلیم:

اسلامی نظریہ حیات سے مطابقت نہ رکھنے والا' لارڈ میکالے مارکہ نصابِ تعلیم' خاندان اور معاشرے کو غلط جہت دینے میں مسلسل مصروف تو تھا ہی' مخلوط طریقہ تعلیم نے اس تابوت میں اپنے حصے کے کیل ٹھونکے اور یوں خاندان و معاشرہ پر کاری ضرب لگی کہ شرفاء بلبلا اٹھے۔ مخلوط تعلیم انتہائی کم عمر بچوں تک تو گوارا ہے مگر 9' 10 سال عمر سے 20' 22 سال تک عمروں کی مناسبت سے یہ زہر ہلاہل ہے۔

معاشرہ جب مخلوط سوسائٹی اور مخلوط تعلیم کو برداشت کرنا شروع کر دیتا ہے تو بتدریج اس کا انحطاط بھی شروع ہو جاتا ہے مگر ترقی پسندی کا چشمہ اسے یہ انحطاط دیکھنے نہیں دیتا اور اس کے برعکس وہ ''قدم قدم ترقی'' دکھاتا ہے تا آنکہ خاندان اور معاشرہ اپنی اصلیت سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ ہم یہاں اسلام کے حوالے سے بات کریں گے تو ''رجعت پسند'' کہلائیں گے لہذا ایک یورپی محقق کی تحقیق پیش کرتے ہیں جو سند سمجھی جاتی ہے۔

> ☆ ''انسانیت کی پوری تاریخ میں کوئی ایک مثال بھی اس قسم کی نہیں ملتی کہ کوئی ایسی سوسائٹی تمدن کی بلندی تک پہنچ گئی ہو جس کی لڑکیوں کی پرورش اور تربیت ایسے ماحول میں ہوئی ہو جس میں مرد و زن مخلوط رہے ہوں۔ تاریخ عالم میں کوئی بھی ایسی مثال نہیں ملے گی کہ وہ قوم اپنی تمدنی بلندی کو قائم رکھ سکی ہو۔ اس کے برعکس صرف وہی اقوام تہذیب کی انتہائی بلندیوں کو پہنچ سکی ہیں جنہوں نے مخلوط میل جول پر پابندی عائد کی۔

کوئی گروہ کیسے ہی جغرافیائی ماحول میں رہتا ہو' اس کی تمدنی سطح بلند

☆ ☆

ہوئی تھی یا نیچے گر گئی تھی اس بات کا انحصار صرف ان حالات پر ہے کہ
اس نے اپنے ماضی اور حال میں مرد اور عورت کے میل جول میں کن
ضوابط کو پسند کیا تھا۔

اگر کسی قوم کی تاریخ آپ دیکھیں کہ کس وقت اس کی تمدنی سطح بلند تھی یا
پست تھی تو تحقیق سے معلوم ہوگا کہ اس قوم نے اپنے مرد و زن کے
لئے ''تعلقات میں'' کیا تبدیلی کی تھی جس کے نتیجے میں اس کی سطح بلند
ہوئی تھی یا پست۔'' ☆ ("Sex and Culture" Page 340,
Dr. J. D. Unwin, Cambridge University)

(iii) مشنری تعلیمی ادارے:

مسلم گھرانوں میں توڑ پھوڑ کے لئے انگریز حکمران نے ''معیاری تعلیم و تربیت'' کے نام پر متحدہ ہندوستان میں جن مشنری تعلیمی اداروں کا جال بچھایا تھا' قیام پاکستان کے ساتھ ان کی معقول تعداد ہمارے حصے بھی آئی' گذرتے وقت کے ساتھ جس میں بتدریج اضافہ ہوتا گیا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ اسلامی جمہوریہ کے حکمران ایسے تمام اداروں کے لئے یہ طے کر دیتے کہ وہ اپنی تعلیمی سرگرمیوں کو مسیحی برادری کے لئے محدود رکھیں گے مگر خارجی دباؤ اور اپنی بے بصیرتی کے سبب ایسا نہ ہو سکا۔

ان مشنری تعلیمی اداروں کے ذریعے' ہمارے ''حقیقی آقاؤں'' کا طے شدہ پروگرام یہ رہا ہے کہ نصاب' تربیت اور مخلوط تعلیم کے ذریعے' کہ یہ تینوں ہر مشنری تعلیمی ادارے کی مثلث ہے' مسلمان خاندانوں پر شب خون ماریں۔ بدقسمتی سے ترقی کی دوڑ میں آگے نکلنے کے دلدادہ عوام و خواص' جن میں انتہائی مذہبی گھرانے بھی شامل ہیں' اپنے بچے بچیوں کو ان

گندے جوہڑوں میں بخوشی پھینکتے رہے بلکہ آج بھی پھینک رہے ہیں کہ ''معیار'' وہیں ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں یہ مشنری تعلیمی ادارے مسلمان خاندانوں میں میٹھا زہر تسلسل کے ساتھ تقسیم کر رہے ہیں۔ اس تعلیم و تربیت کی زد میں عقیدہ و حیا ہر لحہ لرزاں و ترساں ہیں مگر والدین کی آنکھیں بند ہیں' باہر والی بھی اور اندر والی بھی اور مسیحی برملا کہہ رہے ہیں کہ ہماری کوشش یہ ہے کہ ہمارے اداروں سے فارغ التحصیل نام کے مسلمان ہوں کام کے مسلمان نہ ہوں اور یہ ہم سب کھلی آنکھوں سے دیکھ بھی رہے ہیں مگر ہیپناٹائزڈ ہیں کہ کچھ کر نہیں سکتے۔

مذکورہ نقطہ نظر مسیحی تعلیمی اداروں پر بہتان نہیں ہے۔ راقم الحروف خود لیکچرز کے لئے ایسے تعلیمی اداروں میں مہینوں جاتا رہا ہے' تعلیم بالغاں کے نام پر کئے جانے والے کام پر تحقیقی مضمون کی تیاری کے دوران اور ایک اتوار گرجا گھر میں ''عبادت'' کے بعد ہفتہ وار ''کارکردگی رپورٹیں'' سن لینے کے بعد مکمل شعور و احساسِ ذمہ داری کے ساتھ مذکورہ رائے کا اظہار کیا ہے۔ مسیحی' مسلمانوں سے اپنے ناموں کی مماثلت کی پالیسی اپنا کر یہاں خداوند یسوع کی حکومت بنانا چاہتے ہیں۔

اسی پروگرام کا حصہ ''بائبل کارسپانڈنس کورسز'' کے نام پر سوئٹزرلینڈ' جرمنی' امریکہ اور اندرون ملک سے نوجوان لڑکے لڑکیوں کے نام دیدہ زیب گمراہ کن لٹریچر کے پیکٹ بذریعہ ڈاک آتے ہیں اور لٹریچر کے ساتھ خطوط ملتے ہیں کہ ''دشمن'' (والدین وغیرہ) سے چھپ کر ان کا مطالعہ کریں اور ہمیں اپنے دوسرے دوستوں کے نام ارسال کریں جنہیں ہم ''تحائف کے پیکٹ'' آپ کا نام ''خفیہ'' رکھتے' ارسال کریں گے۔ زیرزمین اور برسرزمین اس سازش کا کوئی نوٹس نہیں لیتا۔

(iv) حقوق و آزادیٔ نسواں:

اسلام کے خاندانی نظام پر ایک اور اہم محاذ سے بھرپور حملہ ہو چکا ہے اور وہ ہے ''حقوق و آزادئ نسواں'' کا محاذ۔ سماجی اداروں کے بھیس میں دین دشمن ادارے' دین بیزار مسلم خواتین اور مسلم مماثلت والے ناموں والی مسیحی خواتین کی معاونت کے ساتھ اس نعرے کے ساتھ میدانِ عمل میں ہیں۔ یہ NGOs خارجی سرپرستی اور خارجی سرمائے کے بل بوتے پر اس قدر جری ہیں کہ حکومت وقت بھی ان کی سرگرمیوں پر قدغن لگانے سے بے بس ہے۔

بھڑوں کے یہ چھتے جس کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ جائیں اسے جان چھڑانا مشکل ہو جاتا ہے۔ سابقہ وزیر بن یامین اس کی جیتی جاگتی مثال ہے۔ بھاری مینڈیٹ والی حکومت کا یہ وزیر اور اس کی بھاری بھرکم حکومت ان کا قبلہ درست کرنے میں ناکام رہے۔ ان سماجی اداروں کی تمام تر کوشش اسلام کے خاندانی نظام پر کاری ضرب لگانا ہے۔ ان کی تمام تر توجہ گھر کی ملکہ کو مارکیٹ میں لانا ہے کہ وہ نہ گھر کی رہے نہ گھاٹ کی۔ عورت سے حیا کی دولت چھیننے پر یہ مصر ہیں۔

کارلائل نے اپنی کتاب (Woman and Islam) ''اسلام اور عورت'' میں اپنی رائے کا کھل کر اظہار کیا کہ ''اسلام نے جو حقوق عورت کو دیئے ہیں' پوری دنیا مل کر وہ حقوق عورت کو نہیں دے سکتی'' (مفہوم)۔ آزادی و حقوق نسواں کی علمبردار جن حقوق کی جنگ لڑ رہی ہیں وہ عورت کو بیسوا بنانے کے لئے جس کا اظہار وہ بیجنگ کانفرنس اور یو این او کے جھنڈے تلے کر چکی ہیں جس پر شرافت منہ چھپاتی ہے۔ اس سوال کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں ہے کہ نشاندہی کریں اسلام نے عورت کو کون کونسا حق نہیں دیا؟

یورپ کے آزاد معاشرے کی عورت' اپنے معاشرے سے اقدار و احترام کا جنازہ اٹھ جانے کے سبب اسلام کے دامن میں پناہ لے رہی ہیں' ملاحظہ فرمائیے:

☆ ''برطانیہ کی نومسلم خواتین نے ہمیں بتایا کہ ''اسلام میں ہمارے

لئے کشش کا سبب ہی یہ ہوا کہ اسلام مرد اور عورت دونوں کے لئے
الگ الگ دائرہ کار تجویز کرتا ہے جو دونوں کی جسمانی اور حیاتیاتی
ساخت کے عین مطابق ہے" ان کے نزدیک مغرب کی آزادیٔ وحقوقِ
نسواں کی تحریک عورت کے ساتھ بغاوت تھی یعنی عورتیں مردوں کی
نقالی کریں اور یہ ایک ایسا عمل ہے جس میں عورت کی نسوانیت کی کوئی
قدر و قیمت باقی نہیں رہتی۔" ☆ (Daily Times, London,
Nov. 9, 1993 - Survey)

(v) رسوم و رواج:

عنوان کے ساتھ ناانصافی ہوگی اگر اسلام کے خاندانی نظام پر پڑنے والے رسم و رواج کے گہرے سائے کا ذکر نہ کیا جائے۔ اسلام رسوم و رواج کا مذہب نہیں ہے بلکہ انتہائی سادہ' صاف شفاف اسوۂ رسول ﷺ پر استوار ہے۔ خطہ پاک و ہند میں مخلوط سوسائٹی کے سبب بہت سے بے جا رسم و رواج خاندانی نظام میں در آئے جنہوں نے توڑ پھوڑ میں اپنا ''معقول'' حصہ ڈالا۔ اسلام خاندان کے سکھ سکون اور خوشحالی کا جس قدر ضامن تھا' یہ رسوم و رواج اسی قدر بے سکونی اور معاشی بدحالی کے ''ضامن'' ثابت ہوئے۔ خاندانوں میں دشمنیاں' قتل اور طلاق کے پیچھے ان کا عمل دخل بھی پایا گیا۔

''علماء و مصلحین'' نے قوم کو مذہب کے نام پر بے شمار غیر ضروری قصے کہانیاں اپنی تقاریر میں سنائے' سیاست کے داؤ پیچ بھی سکھائے مگر اسلام کے سماجی و معاشرتی پہلوؤں کی اصلاحِ احوال ہمیشہ ان کی نظروں سے اوجھل رہی۔ پورے اعتماد سے یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ خطبہ جمعہ میں یا وعظ و درس میں کسی عالم دین نے اسلام کے خاندانی نظام کو تباہ کرنے والے عوامل خصوصاً رسوم و رواج کے پلتے بڑھتے زہر کا ذکر نہیں کیا جو یقیناً جرمِ عظیم ہے۔
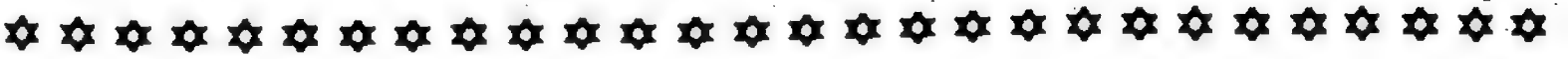
(vi) بہبود آبادی:

مذکورہ ہر عصری چیلنج اپنی اپنی جگہ اہم محاذ ہے مگر حیا اور صحتِ نسواں کا دشمن نمبر 1 بہبود آبادی کے خوبصورت غلاف میں لپٹا انتہائی غلیظ پروگرام خاندانی منصوبہ بندی ہے جو یہودی ذہن کی پیداوار ہے اور جسے ورلڈ بنک' آئی ایم ایف' حکومت اور NGOs کی سرپرستی میں دیہی سطح (Grass root level) تک پہنچانے کے لئے سرتوڑ کوشش کئی عشروں پر محیط ہے۔ اس ''خیر خواہانہ پروگرام'' کی پشت پر دباؤ بھی ہے۔

ضبط تولید کی تحریک پرانی تھی اور ناکام بھی ہوئی مگر اسے زندہ رکھنے کے لئے یہود و نصاریٰ ہمہ وقت اور ہمہ جہت مستعد دیکھے گئے۔ اس مشن کے ضمن میں مندرجہ ذیل تفصیل Self Explainatory ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

☆ 1974ء کے آغاز میں امریکہ نے خصوصی کمیٹی بنائی جس کا کام 2000ء تک امریکہ کو درپیش خطرات کی نشاندہی کرنا تھا' اس کمیٹی نے پے در پے اجلاس کر کے اپریل میں اپنی سفارشات مرتب کیں جنہیں کمیٹی کے سربراہ اور بین الاقوامی شہرت یافتہ یہودی سفارتکار ہنری کیسنجر نے S-200 رپورٹ کا نام دے کر مئی کے پہلے ہفتے صدر نکسن کو پیش کر دیا۔

اس رپورٹ میں تیسری دنیا میں بالعموم اور پاکستان' مصر' بنگلہ دیش' ترکی' نائیجیریا اور انڈونیشیا جیسے مسلم ممالک میں بالخصوص بڑھتی ہوئی آبادی کو اگلے 25 برسوں میں امریکہ کے لئے سب سے بڑا خطرہ قرار دیا تھا۔

ماہرین نے خیال ظاہر کیا تھا کہ مسلم دنیا میں آبادی بڑھنے سے ان ممالک کی سیاسی' معاشی اور عسکری قوت میں اضافہ ہوگا۔ ان ممالک سے نکلنے والا خام مال جس سے یورپ اور امریکہ کے کارخانوں کی چمنیاں گرم ہوتی ہیں' آنا بند ہو جائے گا اور اس مراعات یافتہ طبقہ کے خلاف (یورپ و امریکہ) موجود عوامی نفرت باقاعدہ تحریکوں کی شکل اختیار کر لے گی کیونکہ لوگوں میں قدرتی وسائل کو قبضہ میں رکھنے کا شعور بیدار ہو چکا ہوگا۔

15 اکتوبر 1975ء کو ہنری کیسنجر نے اس وقت کے صدر فورڈ کو ایک خط لکھا جس پر **Urgent and Confidential** کی مہر ثبت تھی' اس کے ساتھ 200-S رپورٹ منسلک کر کے کیسنجر نے صدر کو لکھا کہ معاملہ فوری اور حساس نوعیت کا ہے لہذا رپورٹ کو جلد منظوری دی جائے۔ چنانچہ 26 نومبر 1975ء کو سکوکرافٹ کے دستخطوں کے ساتھ پاس ہو کر وائٹ ہاؤس سے وزارتِ دفاع' خزانہ اور ڈائریکٹر **CIA** جارج بش کو بھیج دی گئیں۔ پھر جہاں سے امریکہ کو مستقبل میں خدشات سر اٹھاتے نظر آ رہے تھے' وہاں نس بندی کا حکم دیا گیا۔

اس آرڈر میں نس بندی کے 9 طریقے تجویز کئے گئے تھے جن میں سے چند یہ ہیں:

1. مسلم ممالک میں بہبود آبادی کے لئے بھرپور مہم چلائی جائے' مذہبی تنظیمیں یا دیگر طبقات اس کے خلاف مہم چلائیں تو انہیں ''کرش'' کر دیا جائے'

2. سائنسی طریقوں سے غیر محسوس انداز میں فیملی پلاننگ کے خلاف کام کرنے والوں کا قلع قمع کیا جائے'

3. ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف کے ذریعے ان ممالک کو شدید اقتصادی دباؤ میں لا کر کام کروایا جائے'

4. وہ تمام جدید طریقے استعمال کیے جائیں جن کے ذریعے عوام میں بڑھتی آبادی کے خلاف ''شعور'' بیدار ہو۔ مقامی دانشوروں' شاعروں' ادیبوں اور فنکاروں وغیرہ کو استعمال کیا جائے کہ وہ عوام میں آبادی بڑھنے سے قحط کا خوف طاری کریں۔☆ (جاوید چودھری' بشکریہ روزنامہ خبریں)

بہبود آبادی کے نام پر انتہائی بے غیرتی کا ثبوت فراہم کرتے نوجوان لڑکیوں کو جن میں اکثریت کنواری بچیوں کی ہے' لیڈی ہیلتھ ورکرز بھرتی کر کے انہیں گھر گھر کنڈوم اور ''چھلے'' استعمال کرنے کی ترغیب کا فرض سونپا گیا ہے۔ ان خواتین کو تربیت دینے والے اکثر ڈاکٹر حضرات ہیں۔ ہم نے اب تک کسی مرکز میں لیڈی ڈاکٹر کو بچیوں سے مخاطب ہوتے نہیں دیکھا۔ تصور کیجیے کہ کنواری بچی کو کنڈوم اور چھلا وغیرہ استعمال کرنا سکھایا جائے تو حیا کی کتنی مقدار اس کے پاس بچ جاتی ہو گی۔

1500 روپے کے لالچ میں والدین اپنی معصوم بچیوں کو بھیڑیوں کے سامنے پھینک دیتے ہیں اور نہیں جانتے کہ یہ ہیلتھ ورکر نہ صرف یہ کہ اپنے گھر سے اخلاق و کردار کی اقدار رخصت کرتی ہے بلکہ سماج و معاشرہ میں عملاً اور عمداً کینسر پھیلاتی ہے کہ بہبود آبادی کا ٹیکہ ''نوری جسٹ'' بقول ٹیکہ بنانے والی کمپنی ''شیئرنگ'' کینسر کا سبب بن سکتا ہے۔ کنڈوم اور دوسرا سامان بشمول ''محفوظ چابی مارکہ گولیاں'' عورت کو فطرت سے دور کر کے اس میں بے

شمار بیماریوں کو عملاً جنم دیتی ہیں۔

بہبود آبادی کے اس پروگرام سے عقیدہ تباہ ہوتا ہے کہ دنیا میں آنے والی تمام روحیں تخلیق پا چکی ہیں ''الست بربکم قالوا بلیٰ'' لہذا کسی کا راستہ نہیں روکا جا سکتا' یہ پروگرام نسوانی سرمائے' حیا کا دشمن ہے کہ اس نے زنا کے محفوظ راستے متعارف کرائے ہیں' یہ پروگرام عورت کی صحت کا دشمن ہے' عورت بچے کو دو سال دودھ پلائے تو خود بخود وقفہ ہو جاتا ہے۔ پروگرام سازوں نے یہ جان لیا تھا کہ بیمار عورت صحتمند خاندان کی بنیاد نہیں بن سکتی۔ انہوں نے ایک تیر سے 3 شکار کر کے اسلام کے خاندانی نظام پر کاری ضرب لگائی۔ وہ جیت گئے۔ ہم خاندانی منصوبہ بندی اپنانے والے ہار گئے۔

☆......☆......☆

آتی ہے دمِ صبح صدا عرشِ بریں سے
کھویا گیا کس طرح ترا جوہر ادراک!
کس طرح ہوا کند تیرا نشتر تحقیق؟
ہوتے نہیں کیوں تجھ سے ستاروں کے جگر چاک؟

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

10/01/04

صیہونی میڈیا اور پاکستانی سائنسدانوں کی تذلیل

اُمتِ مسلمہ کے طور پر ہر شخص، جو شعور کی دولت سے مالا مال ہے، اس حقیقت سے باخبر ہے کہ یہود و ہنود و نصاریٰ کی آنکھوں کا خار اور سینے کی جلن پاکستان کا ایٹمی ڈیٹرنٹ ہے اور ہر قیمت پر تینوں اسے ختم کرنے کے لئے شب و روز کوشاں ہیں۔ ماضی میں امریکہ کا حقیقی آقا اسرائیل بھارت کے تعاون سے ہماری ایٹمی تنصیبات پر عملاً حملہ کی مذموم کوشش دو بار کر چکا ہے۔ اس ناکامی کے بعد اس نے کئی رخ بدلے مثلاً امریکہ کی یہ پیشکش کہ ہم ایٹمی اثاثوں کی حفاظت میں معاونت کریں گے تاکہ یہ ''دہشت گردوں'' کے ہاتھ نہ لگ جائیں حالانکہ پوری دنیا جانتی ہے کہ آج روئے زمین پر امریکہ اور اس کے لے پالک برطانیہ سے بڑھ کر کوئی دہشت گرد نہیں ہے۔

اس محاذ سے ہٹ کر اب ''چور کی ماں مارنے'' کی طرز پر انہوں نے ایٹمی قوت کے خالقوں کی کمر توڑنے اور مستقبل کے ایٹمی سائنسدانوں کے حوصلے پست کر کے ایٹمی ڈیٹرنٹ کا بوریا بستر لپیٹنے کی خاطر ایٹمی سائنسدانوں پر ''اپنوں'' سے بھرپور وار کا پروگرام بنایا جو ان کی توقعات سے بڑھ کر کامیاب جا رہا ہے کہ ان کے ادنیٰ اشاروں پر CIA اور FBI کے ساتھ مل کر ہماری ایجنسیوں نے معزز سائنسدانوں کے ساتھ ڈی بریفنگ شروع کر رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے طے کردہ نظامِ تحفظ کے بعد ملکی تحفظ کی سب سے بڑی ضمانت فراہم کرنے والے آج سرکاری ایجنسیوں اور اغیار کے مشترکہ پینل سے ''ڈی بریفنگ'' لے رہے ہیں۔ بے وقار کرنے کا نام ڈی بریفنگ رکھنا اپنے مہربانوں کا کام ہے۔

☆ ☆

یہ حقیقت ہر کوئی جانتا ہے کہ میڈیا صیہونی گرفت میں ہے اور ہر باخبر یہ بھی جانتا ہے کہ صیہونی میڈیا میں ''حقائق'' بنا کر پیش کیے جاتے ہیں۔ ایسے ہی ''حقائق'' نے ''امن کے دیوتا'' بش کو افغانستان تاراج کرنے پر ''مجبور'' کیا تھا اور پھر عراق پر حملے کو ''ناگزیر'' بنانے میں بھی ایسے ہی ''حقائق'' کارفرما تھے اور یہ حقائق صیہونی ''میڈیا فیکٹری'' میں صبح، دوپہر، شام اور رات، 24 گھنٹے ڈھلتے رہتے ہیں، جن سے بش اور اس کا پٹا گون ہر لمحہ استفادہ کرنے کے لئے تیار پائے جاتے ہیں۔

یہ ''شاہکار'' اطلاع صیہونی میڈیا کی اختراع تھی کہ شمالی کوریا کے ایٹمی پروگرام میں پاکستان کی معاونت شامل رہی ہے۔ حکومت پاکستان کو آئے روز تردید کا فریضہ انجام دینا پڑتا ہے۔ وہ گرد ابھی بیٹھی نہ تھی کہ نئی ''مصدقہ خبر'' یہ آئی کہ ایران کے جوہری پروگرام میں پاکستان کے ایٹمی سائنسدانوں کی معاونت کے ''اشارے'' ملے ہیں اور لطف یہ کہ پاکستانی میڈیا نے بھی بلاسوچے سمجھے انہی کے سُروں میں راگ الاپنا ضروری سمجھا۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے حکمرانوں کا ہر دور میں یہ طے کردہ فارمولا کہ ''سچ ہے ان کا فرمایا ہوا'' موجودہ حکومت کے بھی کام آیا تو قوم کے محسنوں کو ''ڈی بریفنگ'' کے لئے گرفتار کر لینا ضروری سمجھا کہ آقا بش کا کلیجہ ٹھنڈا ہو۔

ہم نے بارہا اپنی سرکار سے یہ استدعا کی کہ صیہونی میڈیا کی من گھڑت خبروں سے بلیک میل ہونا چھوڑ دے مگر یہ آواز جس میں یقیناً خیر خواہی غالب تھی، ایوانوں کے درودیوار سے ٹکرا کر ناکام واپس لوٹی۔ ہم نے ہر بار شواہد سے انہیں قائل کرنا چاہا مگر وہ شواہد ہر بار دم توڑتے دکھائی دیئے۔ ایران کو ''ایٹمی راز فروخت کرنے'' کا قضیہ ابھی طے ہونا باقی تھا کہ لیبیا کے ''مرد آہن'' کرنل قذافی کے حقیقی وارث کے حوالے سے نئی خبر آ گئی کہ لیبیا کے ایٹمی پروگرام کی پشت پر بھی پاکستان کے ایٹمی سائنسدان ہیں۔ ایٹمی سائنسدانوں کی ''ڈی بریفنگ'' کا دائرہ مزید وسیع کرنے کا جواز مل گیا اور اسی دوران کرنل قذافی کے بیٹے اور ایران

✡ ✡

کے ذمہ دار قونصل جنرل کا تردیدی بیان آ گیا کہ ہم سے منسوب یہ بیانات سراسر غلط ہیں۔

ہمارے علم کی حد تک یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ اٹامک انرجی کمیشن اپنے ملازمین کی بھرتی میں ہر دوسرے شعبے سے زیادہ محتاط ہے اور اس کی چھان پھٹک اوروں کی نسبت زیادہ ہے۔ اس شعبہ میں کام کرنے والوں کی حب الوطنی کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے کہ ڈاکٹر قدیر خان اور سلطان بشیر الدین محمود وغیرہ باہر کی ہر پرکشش پیشکش کو ٹھکرا کر اپنے ملک کی خدمت کے لئے کم معاوضہ پر یہاں آئے۔ حالانکہ باہر کی ایجنسیاں انہیں یہاں کی نسبت زیادہ باوقار سٹیٹس اور مال فراہم کرنے پر آمادہ تھیں۔

آج جن سائنسدانوں پر کرپشن کا الزام لگایا جاتا ہے اگر واقعتاً انہیں ایران اور لیبیا یا شمالی کوریا کی ''خدمت'' کرنا ہوتی تو ان کے لئے محفوظ ترین راستہ یہ تھا کہ یہاں کی ملازمت سے استعفیٰ دے کر عمرہ کے لئے جاتے، جہاں سے متعلقہ ملک پہنچ جانا آسان تھا مگر کسی نے اپنے وطن کی خدمت سے منہ نہ موڑا اور تن من دھن سے ملک کی خدمت میں مصروف رہے جس کا صلہ ''گرفتاری اور ڈی بریفنگ'' کا تمغہ حسنِ کارکردگی ملا۔ جو بچ رہے ہیں وہ سوچ رہے ہوں گے کہ نہ جانے ہماری باری کب آ جائے۔

ڈاکٹر قدیر خان اور سلطان بشیر الدین محمود کی حب الوطنی اور دینوی وسائل سے بے رغبتی کس سے چھپی ہے؟ محض امریکہ کی خوشنودی کے لئے قوم کے ان محسنوں کو بھی حکومت نے معاف نہیں کیا۔ ایسے اقدامات سے اگر سرکار یہ سمجھتی ہے کہ بش بہادر خوش ہو جائیں گے اور تمغہ حسنِ کارکردگی حکومت کے سربراہان کا مقدر ٹھہرے گا تو یہ ان کی بھول ہے۔ خوشنودی کے ان کاموں کی فہرست کبھی ختم نہ ہوگی۔ یہ لاجسٹک سپورٹ سے شروع تو ہوئی تھی ختم کہاں ہوگی، کوئی نہیں جانتا، شاید بش بھی نہیں!

امریکہ، صدام کا دوست تھا، پانامہ کے صدر کا یار تھا، شہید جنرل ضیاء الحق کا ممنونِ

✡ ✡

☆ ☆

احسان تھا' اس کے جرنیلوں کی ٹیم کا شکر گذار تھا کہ روسی ریچھ سے نجات دلائی تھی مگر اسی امریکہ نے اس احسان کا بدلہ ہر کسی کی سوچ سے بڑھ کر دیا کہ پاک فوج کی کریم کو سربراہ سمیت شہادت کے مرتبہ تک پہنچایا۔ بزرگ کہتے آئے ہیں ''آزمودہ را آزمودوں جہل است'' جس بل سے ایک دفعہ کوئی ڈسا جائے اس بل میں دوبارہ ہاتھ ڈالنا احمقانہ فعل ہے۔ کیا پاکستان کی اعلیٰ قیادت وہی غلطی تو نہیں دہرا رہی کہ امریکہ پہلے اس کے ذریعے ملک کے دینی عنصر اور ایٹمی سائنسدانوں پر کریک ڈاؤن کرائے۔ نفرتوں کا ایک طوفان اٹھے اور پھر امریکہ کی ''خواہش'' پر یہ طوفان اقتدار کو بہا لے جائے اور اگلے عشرے کے لئے کوئی دوسرا ''من پسند معتمد'' اس سنگھاسن پر بیٹھ کر رہے سہے مقاصد کی تکمیل کرے' اپنی ''آخیر'' تک۔

وزیراعظم میر ظفر اللہ خان جمالی جس ''ڈی بریفنگ'' کو معمول کی حکومتی ذمہ داری قرار دے رہے ہیں کیا وہ خود اور صدر پرویز مشرف اس ''ڈی بریفنگ'' کے مرحلہ سے گذرنا پسند فرمائیں گے۔ اگر یہ ان کے منصبی وقار کے خلاف ہے تو انہوں نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ اس عمل سے ایٹمی سائنسدانوں کی عزتِ نفس مجروح نہ ہوئی ہوگی۔ ایٹمی سائنس دان جو ملکی دفاع کے خاموش کارکن ہیں' ہر دوسرے سرکاری عہدیدار اور سیاستدان سے بڑھ کر باوقار اور عزتِ نفس کے مالک ہیں۔ انہیں بے عزت کرنا ملک کو بے عزت کرنا ہے۔

☆......☆......☆

ایٹمی سائنسدانوں کی گرفتاری کا کھیل
شاخسانہ ہے حکومت کی کسی تدبیر کا
کاروبار جوہری پر ڈی بریفنگ کا نقاب
فیصلہ ہونے کو ہے کیا قوم کی تقدیر کا؟

(علیم ناصری)

☆ ☆

مصنف کی دیگر تصانیف

1. شہری دفاع (منظور شدہ GHQ، محکمہ سول ڈیفنس، محکمہ تعلیم پنجاب، سندھ، بلوچستان)
2. خطوط (منظور شدہ محکمہ تعلیم)
3. عورت (حقوق و فرائض قرآن و حدیث میں)
4. الدعاء المستجاب
5. حضرت محمد ﷺ (قرآن و حدیث میں)
6. امام الامم (رابطہ عالم اسلامی کے لئے خصوصی مقالہ)
7. محاکمہ (تورات و انجیل کی حقانیت)
8. یونیورسل اسلامک ورلڈ آرڈر
9. خلفائے ثلاثہؓ اور حضرت علیؓ
10. ابتدائی طبی امداد
11. سیلاب اور کشتی رانی
12. استحکام وطن پنجہ یہود میں
13. 21 ویں صدی کا چیلنج اور لوازم تعلیم و تربیت
14. لمحہ فکریہ (آزادیٔ نسواں کی آڑ میں سماجی اداروں کی خباثت)
15. خاندانی منصوبہ بندی اور تحریف قرآن (i)
16. خاندانی منصوبہ بندی اور نام نہاد علماء و دانشور (ii)
17. خاندانی منصوبہ بندی کے فتاوی کی حیثیت (iii)
18. خاندانی منصوبہ بندی، سچ کیا ہے؟ (iv)
19. سوچ (آپ کے لئے)
20. نماز (جسمانی اور روحانی صحت کی ضامن)
21. اسلام شدید ترین مغالطوں کی زد میں

22. انسان (تخلیق اور مقصد تخلیق)
23. دو گز زمین
24. انسانی اعضاء کی پیوند کاری اور حرام سے علاج
25. ایک بنؤ نیک بنو
26. کامیابی و کامرانی کا سربستہ راز
27. خالق نے مخلوق کے لئے سود حرام کیوں کیا؟
28. دعا اور درود شریف منزل پر کیسے پہنچتے ہیں؟
29. حجاب اور حدود ستر
30. النور (تعلیم نمبر)
31. النور (مراسلت حکیم محمد سعید شہید)
32. خطوط پر نام اور اخبارات و جرائد میں قرآن و حدیث لکھنے کی شرعی حیثیت
33. آخری صلیبی جنگ (حصہ اول)
34. آخری صلیبی جنگ (حصہ دوم)
35. آخری صلیبی جنگ (حصہ سوم)
36. خطوط (حصہ دوم)
37. روداد سفر حیات (زیر طبع)

تدوین:

1. قرآن حکیم کی حقانیت
2. روشنی کا سفر

تراجم:

1. وثائق یہودیت (Protocols)
2. فری میسنز کی اپنی مذہبی رسوم (Freemasson's Own Ritual)
3. روشنی کا سفر (عبداللطیف ایڈیشن)
4. حضرت محمد ﷺ سے متعلق انجیل کی پیشین گوئیاں (احمد دیدیت)

لاشیں سوال کرتی ہیں

واجپائی جی کے خطاب کو سن کر جب قاضی حسین احمد اپنی نشست سے اٹھے تو اسی لمحے وادیٔ کشمیر کی کسی دلدل میں دفن ایک لاش نے دوسری سے پوچھا "تمہیں یاد ہے ہم کیسے مارے گئے تھے؟" لاش نے آنکھیں کھولیں اور چیخ کر کہا کہ "ہم یہاں جہاد کرنے آئے تھے۔ جب میں پکڑا گیا تو کہا گیا کہ پاکستان کو گالی دو۔ میں نے انکار کیا تو ان لوگوں نے چھریوں سے میرے اعضاء کو گوشت کا لوتھڑا بنا دیا۔" دوسری لاش اٹھی اور بولی "میں کراچی کی ایک جامعہ کا طالبعلم تھا۔ مجھے میرے مرے ہوئے بھائی کا لہو چاٹنے کا حکم ہوا' میں نے انکار کیا تو انہوں نے میری انگلی کاٹ کر میرے منہ میں دے دی اور کہا "پھر اپنا ہی لہو پیو"۔ تیسری لاش نے بھی چیخ ماری اور بولی "میں لاہور میں جمعیت کا کارکن تھا' مجھ پر پٹرول ڈال کر آگ لگا دی گئی اور میرے کوئلے بنتے جسم سے سگریٹ سلگائے گئے"۔ جب ہمارے وزیر خارجہ خورشید محمود قصوری صاحب نے کہا کہ ہمیں پچھلے تمام ناخوشگوار واقعات فراموش کر کے وسیع تر مفادات میں آگے قدم اٹھانا ہوگا تو جبل پور کے ایک گڑھے میں دفن مقتول عورتیں پوچھ رہی تھیں "تمہیں یاد ہے کہ ہمیں کس طرح سسکا سسکا کر مارا گیا تھا"۔ ایک نے سر اٹھا کر جواب دیا "ہمارے پڑوس کے کسی گاؤں میں افواہ پھیل گئی تھی کہ کسی مسلمان نے گائے کو ذبح کر دیا ہے۔ پھر درگا مورتی کے جلوس نے ہمارے گھر پر حملہ کر دیا تھا۔ میری کمسن بہن کے منہ پر تیزاب کی بوتل انڈیل دی گئی تھی اور اس کے بعد میں دوسری منزل سے نیچے کود گئی تھی"۔ جب اسلام آباد میں 4 پریس کانفرنسیں ختم ہوئیں تو بنگلہ دیش کے گوپال گنج کے قحبہ خانہ میں سگریٹ کے دھوئیں اور شراب کی بدبو اڑاتی ایک زندہ لاش نے دوسری سے پوچھا "تمہیں یاد ہے کہ ہم نے پاکستان جانے سے انکار کیوں کر دیا تھا" پہلی بولی "ہاں' کیونکہ میں ایک مکتی باہنی بچے کی ماں بن چکی تھی" دوسری بولی "میں تیزاب زدہ چہرہ لے کر کہاں جاتی؟" تیسری بولی "ہاں مگر میں واپس منڈی بہاؤ الدین چلی جاتی تو میرے لاجوں والے بھائی خودکشی کر لیتے"۔ مولانا فضل الرحمٰن نے جس وقت وارفتگی سے بھارتیہ جنتا پارٹی کے سربراہ اور بھارتی وزیراعظم کو گلے لگایا تو قندھار کے نواحی علاقے میں مٹی کے ٹیلے میں دفن طالبان نے کروٹ لی۔ ایک نے پوچھا "بھائی تم تو میرے ہی مدرسے کے ہو۔ تمہیں یاد ہے کہ میں کس شان سے دفن کیا گیا تھا" دوسرے نے جواب دیا "ہاں میں نے بھی بند کنٹینر میں پیاس کے عالم میں اپنا پسینہ چوستے ہوئے دم توڑا تھا۔ میری لاش کو کھینچ کر نکالا گیا تھا اور اس ویرانے میں تم سب کے ساتھ دفن کر دیا گیا تھا"۔ سرحدوں پر پھولوں کا تبادلہ بھی اچھا ہے۔ سمجھوتہ ایکسپریس کا چلنا بھی خوش آئند ہے۔ تجارت کی آمدورفت بھی بہت اچھی ہے' مشترکہ فلم سازی بھی خوب ہے مگر ان ہزاروں لاشوں کا کیا کریں جو ڈھاکے سے احمد آباد اور کابل سے سری نگر تک یہ پوچھ رہی ہیں کہ اگر ہمسائیگی ہی حقیقت تھی' اس جہاد کا یہی انجام تھا تو ہم جیپوں کے پیچھے گھسٹتے ہوئے پاکستان زندہ باد کے نعرے کیوں لگاتے رہے؟ بازاروں اور گلی کوچوں میں ایڑیاں رگڑتے ہوئے جانیں کیوں دیتے رہے۔ بھارتی فوجیوں کے بوٹ کیوں چاٹتے رہے۔ لاشیں پوچھتی ہیں کہ اگر آپ نے ہمسایوں سے محبت ہی کرنی تھی تو پھر ہم کیوں دلدلوں' جنگلوں اور گھاٹیوں میں مارے گئے؟

ڈاکٹر شاہد مسعود

بشکریہ انصاف 11 جنوری 2004ء